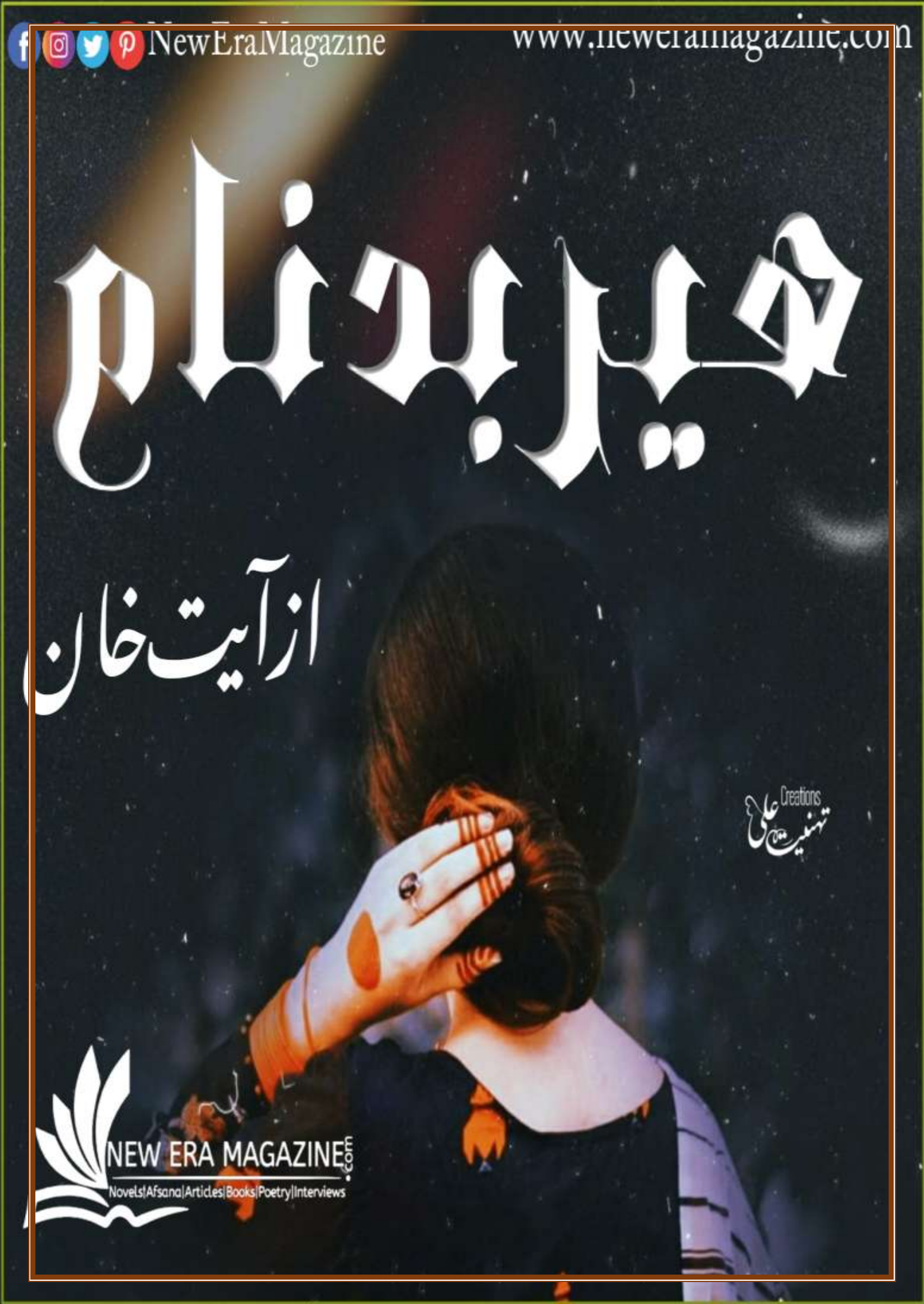
NewEraMagazine
www.neweramagazine.com
ھیر بدنام
از آیت خان
Creations
تہنیت علی
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہیر بدنام

از آیت خان

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول۔ ناولٹ۔ افسانہ۔ کالم۔ آرٹیکل۔ شاعری۔ پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

یونیورسٹی کی بک شاپ پہ لڑکوں اور لڑکیوں کا ڈھیر لگا تھا۔یوں معلوم ہوتا تھا کہ ساری دنیا نے اسی یونیورسٹی میں پڑاوء ڈال لیا ہو۔

اسی دوران ایک لڑکا جو مشکل سے 26 سال کا ہوگا اس جگہ پر داخل ہوا۔اسکو دیکھتے ہی لوگوں کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئ۔

سلطان جمیل وائٹ ٹی شرٹ کے اوپر کالی لیدر کی جیکٹ پہنے ایک ہاتھ میں رسٹ واچ پہنے آنکھوں میں کالے گوگلز پہنے بک شاپ کی طرف آرہا تھا۔

سلطان جمیل ایک معروف سیاستدان جمیل اکبر کا لاڈلا اور اکلوتا بیٹا تھا۔لاڈ پیار نے اسے بگاڑ رکھا تھا۔

جو چیز اس نے چاہی تھی جمیل اکبر نے فورا اسے دلا دی تھی۔وہ غضب کا ضدی لڑکا بک شاپ کے اونر کے پاس گیا ۔وہاں موجود لوگوں نے خود ہی اسے راستہ دیا تھا۔شاید یہ اسکی پرسنالٹی اور امارت کا نتیجہ تھا۔

اوئے وہ سر اختر کے نوٹس دے

اس بوڑھے آدمی نے اسے فورا وہ نوٹس اس کی طرف بڑھائے۔

کتنے پیسے ہوئے

سلطان نے انتہائ بد تمیز لہجے میں اس ضعیف انسان سے پوچھا۔ظاہر ہے امیر باپ کا بیٹا تھا کرپشن کے نوٹوں پہ پلا تھا اثر تو ہونا ہی تھا۔

صاحب جی۔۔۔کوئی پیسا نہیں چاہیے

وہ بوڑھا آدمی اپنی زبان کی کپکپاہٹ قابو کرتے ہوئے بولا۔

وہ جانتا تھا کہ سلطان سے پیسے مانگنا پچھلی بار اسے کتنا بھاڑی پڑا تھا۔

اسے وہ تھپڑ اب بھی یاد تھا جو سلطان سے پیسے مانگنے کے نتیجے میں بنا کسی لحاظ کے اسکے منہ پہ دے مارا تھا۔

سلطان نے خباثت سے ایک قہقہہ لگایا اور واپس مر گیا۔

اور بک شاپ کا ماحول واپس نارمل ہو گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ منظر ہے یونیورسٹی کے ماڈلنگ سٹوڈیو کا۔

یار یہ ہیر کہاں رہ گئی۔۔۔دس منٹ ہو گئے ہیں کوئی اتا پتا ہی نہیں ہے میڈم صاحبہ کا

وہاں موجود 5 لوگوں میں سے ایک لڑکا گھڑی دیکھتے ہوئے ڈھیروں اوازاری اپنے چہرے پہ سمیٹے بولا۔

مزید 15 منٹ کے انتظار کے بعد یک دم سٹوڈیو کا دروازہ کھلا۔

اور ایک خوبصورت گندمی رنگ کی لڑکی اندر داخل ہوئی۔

sorry guys

میں تھوڑا لیٹ ہو گئ۔

ہیر اکمل خان زبان دانتوں کے نیچے دباتے ہوئے بولی۔

!تھوڑی لیٹ

اوہ مائ گاڈ مس ہیر اکمل خان 25 منٹ ہو گئے ہیں

وہ لڑکا سٹول سے کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔

اور ابھی تو تمہیں تیار ہونے میں بھی آدھا گھنٹہ لگ جائے گا

وہ اس سے خفگی سے بولا تھا۔

ڈونٹ وری باس! اس ناچیز کو صرف 10 منٹ دو

ہیر ڈریسنگ روم کی طرف جاتے ہوئے بولی۔

۔ جبکہ اس لڑکے نے اپنا سر جھٹکا

پورے 10 منٹ بعد ہیر خان انکے سامنے تھی۔

مہرون کلر کا ڈریس اسنے زیب تن کر رکھا تھا۔

جسکے شانوں اور گلے سے موتیوں کی لڑیاں نیچے تک جا رہی تھی۔

اس شارٹ ٹاپ کے نیچے اس نے مہرون ہی رنگ کی پینٹ پہن رکھی تھیٔ جو اس کی ٹانگوں سے چپکی ہوئ تھی۔

بالوں کی اسنے پونی ٹیل بنا لی تھی اور ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ وہ فوٹوشوٹ کے لیے بلکل تیار تھی۔

رات دس بجے اکمل خان کے گھر کا دروازہ کھلا ۔اور ہیر گھر میں داخل ہوئ۔

۔ وہ لاؤنج میں آئ ۔اکمل صاحب کو وہاں بیٹھا دیکھ کر وہ مسکرائ

hello buddy ! whats going on?

ہیر اپنا ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے بولی۔

ummm----nothing spacial babe -what's about you

اکمل خان ہیر کے والد تھے مگر وہ والد کم اور دوست زیادہ تھے۔وہ دونوں ۔ جب بات کر رہے ہوتے تو لگتا ہی نہیں تھا کہ یہ باپ بیٹی ہیں

ہیر انہیں بڑی کہتی جبکہ وہ بھی ہیر کو دوست، بیب وغیرہ جیسے الفاظ سے بلاتے۔انہیں وہ دن یاد نہیں تھا جب ہیر نے کوئ رکھ رکھاؤ یا لحاظ کو اپنے اور انکے درمیان آنے دیا ہو۔

ان دونوں باپ بیٹی کی ایک دوسرے میں جان بستی تھی۔

۔۔۔لو آگئی مہارانی صاحبہ

مسز اکمل نے کمرے سے نکلتے ہی ہیر پہ طنز کے تیر برسانا شروع کر دیے تھے۔

چلو جی ! اب ان کا ریڈیو آن ہو جائے گا

۔ ہیر بےزاری سے آنکھیں پوری کھولتے ہوئے بولی

اوں ہونہہ ! میری جان ماں ہیں وہ آپکی

جب کبھی ہیر مسز اکمل سے بدتمیزی کرتی ۔اکمال خان اسے پیار سے ٹوکتے۔اس وجہ سے ہیر وقتی طور پر تو چپ ہو جاتی مگر اسکی اصلاح ابھی تک نا ہوئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر کی اپنی ماں سے بلکل نہیں بنتی تھی۔اسکی وجہ یہ تھی کہ بچپن سے ہی مسز اکمل نے اسے پروپر ٹائم نہیں دیا تھا اپنے بزنس کی وجہ سے ۔اور اسے ہر بات پہ وہ ٹوکتی تھیں۔

ڈیڈ ! آئی نو

ہیر سر جھٹکتے ہوئے بولی۔

آپکے لاڈ پیار نے اسے بگاڑ کے رکھ دیا ہے

مسز اکمل نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے شکایت کی تھی۔

well I think I should leave ۔

صورت حال بہت نازک ہے

good night buddy، good night mum

ہیر اکمل خان کے گلے لگتے ہوئے اوپری منزل میں موجود اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئ۔

یہ سب آپکا کیا دھرا ہے بچپن سے اسکے کان کھینچے ہوتے تو اب ایسی نا ہوتی

مسز اکمل منہ بسورتے ہوئے بولی تھیں۔

ارے ! ایک ہی ایک تو بچی ہے میری۔۔۔تھوڑا بگڑنا تو حق ہے نا اسکا

اکمل خان مسکراتے ہوئے ایک آنکھ دبا کے بولے۔

ہیر اپنے کمرے میں آئ ۔اور ڈریسنگ روم میں جا کہ آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئ۔

ہمممم۔۔۔

ہیر اپنے ہونٹوں کو گول کرتے ہوئے (پاؤچ والے انداز میں) شیشے میں خود کو گھورنے لگی۔

Heer Akmal Khan

ہیر اپنا نام ایک سٹائل میں بولتے ہوئے مسکرا دی۔

اور پھر اپنی الماری کی طرف بھڑ گئ۔

اپنا نائیٹ ڈریس پہن کہ وہ اپنے کمرے میں آئ اور اپنا لیپ ٹاپ آن کرتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھ گئ۔

اسنے اپنی یونیورسٹی کی ویب سائٹ نکالی اور سکرولنگ کرنے لگی۔

یہ رہی

ہیر نے اپنے آج کے فوٹوشوٹ کی تصویریں زوم کر کر کے دیکھی۔

اس کے بعد وہ کمنٹ سیکشن میں گئ تاکہ لوگوں کے کمنٹس چیک کر سکے۔

wow

fabb

second name of beauty: Heer akmal khan

why so hot

amazing

damn her beauty

finally a real model!

اور ایسے ہی کئی طرح کے تبصرے لوگوں کی طرف سے کیے گئے تھے۔

ہیر کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھری۔

بے شک وہ یونیورسٹی کی ماڈلز میں سے سب سے زیادہ مشہور اور ہٹ تھی۔

جب ہیر نے ماڈلنگ کرنے کی اجازت مانگی تو مسز اکمل نے صاف انکار کر دیا تھا۔

انکا کہنا تھا کہ اس طرح ہیر مزید بگڑ جائے گی اور تو اور طرح طرح کے سکینڈلز بنیں گے۔

جبکہ ہیر نے اکمل صاحب کو ضد کر کے منا لیا تھا اور اکمل خان نے ہیر کے آگے گھٹنے ٹیک دیے تھے۔اور تو اور مسز اکمل کو کنوینس کرنے کی ذمہ داری بھی ہیر نے انہیں پہ ڈالی تھی۔

اور انہوں نے یہ کام بخوبی سر انجام دیا تھا۔

ہیر نے اپنا لیپ ٹاپ آف کر کے سائیڈ پہ رکھا اور لائیٹس بند کر کے سونے کے لیے اپنے بیڈ پہ لیٹ گئی۔

اوئے ماریہ کا فون آیا تھا مجھے

سلطان اپنے بنگلے کی چھت پہ اپنے لفنگے دوستوں کے ساتھ شراب پینے میں مصروف تھا ۔جب اسکے ایک دوست نے اسے آگاہ کیا۔

تجھے بھی آگیا

سلطان شراب کا گلاس نیچے رکھتے ہوئے بولا۔

تو اسکا فون کیوں نہیں اٹھا رہا ۔وہ بے چاری تو منت سماجت پہ اتر آئی تھی۔

اسکے دوست جلال نے اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

ابھے یار ! کوئی خاص بات نہیں ہے اس میں۔۔۔ویسے بھی مجھے دلچسپی نہیں ہے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۔ سلطان اپنے ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے بولا

لو جی ایک اور سن لو جناب کی

اسکے ایک دوست نے کندھے اچکاتے ہوئے تبصرہ کیا تھا۔

جبکہ سلطان نے مسکرا کے گلاس دوبارہ منہ کو لگا لیا تھا۔

ابے یہ چیک کر جانی

جلال نے سلطان کی طرف اپنے موبائل کی سکرین کی۔

اسکے سکرین پہ ہیر کی آج کے فوٹوشوٹ کی تصویر موجود تھی۔سلطان نے اسکے

ہاتھ سے موبائل لیا۔

یہ کون ہے

سلطان آنکھیں سکیڑتے ہوئے بولا۔

ماڈلنگ کر رہی ہے یونی میں ۔۔ہیر اکمل خان نام ہے اسکا ! اپنے ڈیپارٹمنٹ کی نہیں ہے

جلال نے اسے ساری تفصیل بتائی۔

جبکہ سلطان اسکا بغور جائزہ لینے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابے بس کر اور کتنا دیکھے گا

جلال نے اسکے ہاتھ سے اپنا موبائل لیا۔

سلطان نے اپنا سر جھٹکا اور گلاس میں مزید شراب ڈالی۔

جبکہ جلال مزید اسکی تصویریں دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

ہیر کی الارم کی آواز سے آنکھ کھلی۔آنکھیں مسلتی ہوئ وہ اٹھ بیٹھی ۔اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹتے ہوئے بیڈ سے اتری۔

ہاتھ سے اپنی جمائ روکتے ہوئے ڈریسنگ + واشروم میں گئ۔

اوکے مممم

ہیر نے وارڈروب کا دروازہ کھولا ۔اور اپنے لیے کپڑے ڈیسائیڈ کرنے لگی۔

آخر کوشش کے بعد اسنے ایک وائٹ ٹی شرٹ نکالی اسکے اوپر اسنے بلیک اپر پہنا اور بلیک جینز پہنے وہ آئینے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی۔

کچھ تو کمی ہے

اپنی کن پٹی پہ انگلی رکھتی وہ خود سے بڑبڑائی۔

اوہ

یاد آنے پر اسنے ایک دراز کھولا اور کئی قسم کے دھاگے نما بینڈز اس نے اپنی بائیں کلائی ہر باندھے۔

perfect!

اسنے خود ہی پر تبصرہ کیا۔

اپنے کاندھے پر بیگ ڈالے وہ نیچے ڈائننگ روم میں آئی۔

Good morning every body!

وہ ڈائننگ ٹیبل پہ آکے بیٹھتے ہوئے بولی۔

مسز اکمل نے پرکھتی نگاہ اس پر ڈالی اور اپنے منہ پہ بے زاری دھڑ لی ۔انکا ہیر

کی ایسی ڈریسنگ کرنا ذرا پسند نہیں تھا مگر وہ انکی سنتی کہاں تھی۔

آؤ میری شہزادی

اکمل خان چہکتے ہوئے بولے اور پھر ہیر اور اکمل خان نے اپنی باتیں شروع ۔ کردی

ہیر نے بامشکل ایک لیکچر کوئی سو جمائیوں کے ساتھ سنا اور اسکے بعد اسکی برداشت ختم ہو گئی۔

وہ اٹھی لیکچر ختم ہونے پر اور اسنے اپنے قدم کینٹین کی طرف بڑھا دیے۔

ہیر خان یونیورسٹی آئے اور کینٹین کی کافی نا پیئے، یہ بات تو نا ممکن سی تھی۔

جلال سلطان کی فرمائش پر کینٹین سے اس کے لیے برگر لینے آیا تھا۔

وہ برگر لینے کے بعد واپس جا ہی رہا تھا جب اسکی نظر ٹیبل پر بیٹھی ہیر پہ پری ۔وہ اکیلی بیٹھی موبائل استعمال کر رہی تھی۔شاید وہ اپنی کافی کا انتظار کر رہی تھی۔

کچھ سوچتے ہوئے جلال نے اپنے قدم ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھی ہیر کی طرف بڑھا دیے۔

hello beautiful

جلال اسکے سامنے والی چئیر پہ بیٹھتا ہوا نہایت چھچھوڑے انداز سے بولا۔

ہیر نے موبائل سے ایک نظر ہٹا کے سامنے بیٹھے بے شرم انسان کو دیکھا اور پھر دوبارہ اپنے موبائل میں مصروف ہو گئ۔

۔۔۔ جلال نام ہے میرا اور تمہارا

ہیر اکمل خان

جلال نے پہلے سوال پوچھا اور پھر خود ہی اپنے سوال کا جواب دیا۔

ہیر نے چہرے کے زاویے بناتے ہوئے اپنے موبائل پہ ٹائم دیکھا۔

واؤ اتنا ایٹیچوڈ ! خیر ماڈل ہو اتنا تو حق بنتا ہے

جلال اپنے بازو ٹیبل پہ رکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولا۔

?اوئے چھوٹے! کافی تیار ہوئی کہ نہیں

ہیر جلال کو مکمل نظرانداز کرتے ہوئے کینٹین میں موجود 15 سال کے بچے سے مخاطب ہوئی۔

نہیں باجی! تھوڑا صبر کرو

اس بچے نے دور سے ہی ہیر کی طرف ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کینسل کردے

ہیر اپنا بیگ اپنے کاندھے پہ ڈالتے ہوئے اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ارے زرا بات تو سن

۔ جلال اٹھتے ہوئے اسکے پیچھے چلنے لگا

بھونک

ہیر مرتے ہوئے اپنے بازو سینے پہ باندھتے ہوئے بولی۔

تمیز سے بات کر۔۔۔تجھے معلوم نہیں ہے کہ تو کس سے بات کر رہی ہے

جلال ہیر کی بات پہ بری طرح تپ گیا تھا۔ تبھی وہ اسے انگلی دکھاتے ہوئے خبردار کرنے والے انداز میں بولا۔

اور یہاں ہیر کو اسکی انگلی دکھانے پہ غصہ آیا۔

اوئے ہیر نام ہے میرا ! تجھ جیسے تو ایویں میرے آگے پیچھے دم ہلاتے پھرتے ہیں ۔جا ! جا کے پہلے اپنی اوقات دیکھ پھر یہ انگلی دکھانا

ہیر اسکی انگلی کو ٹیڑھا کرتے ہوئے سختی سے بولی۔

جلال نے بری مشکل سے اپنی چیخ ضبط کی۔کیونکہ ہیر آہستہ آہستہ کر کے اسکی انگلی کو پکڑ کے اسکی ہاتھ کے پشت کی طرف لے کے جا رہی تھی۔

اچانک ہیر کے موبائل پہ رنگ ہوئی۔اسنے جلال کی انگلی چھوڑی اور اپنا موبائل بیگ سے نکالا۔

ہاں ! اچھا میں آ رہی ہوں تھوڑی دیر تک

ہیر نے اتنا کہہ کے کال ڈسکنکٹ کردی اور جلال کی طرف دیکھتے ہوئے فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔

آئیندہ ذرا احتیاط سے

ہیر یہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

جبکہ جلال پیچھے غصے سے کڑھتا رہ گیا

جلال چہرے پہ ڈھیروں غصہ لیے سلطان کئ پاس آیا اور غصے سے بر گر اسکے سامنے پٹکا۔

ابے کیا ہوا

سلطان سیدھا ہو کہ بیٹھتے ہوئے اس سے بولا۔

کچھ نہیں

جلال نے اسکے پاس ہی بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔جبکہ اسکی آنکھیں غصے سے لال

ہو رہی تھیں۔

ایسا نہیں تھا کہ اسنے کسی لڑکی سے لعن تعن نہیں سنی تھی ۔کافی لڑکیوں کی لفظی مار تو وہ کئ دفعہ کھا چکا تھا مگر ہیر نے تو باقاعدہ اسے تکلیف پہنچائ تھی۔

کچھ دیر سلطان اسکے چہرے کو بغور دیکھتا رہا۔

ابے کس سے مار کھا کے آیا ہے

سلطان اپنا کندھا اسے مارتا ہوا بولا۔

۔۔۔ یار وہ ہیر ہے نا

کون ہیر ۔۔۔وہ رات والی لڑکی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سلطان نے اسکی بات کاٹ کے اس سے سوال پوچھا۔

! ابے ہاں

جلال غصے سے اپنا سر جھٹکتے ہوئے بولا۔

ہاں کیا کیا اس نے

سلطان اسکے کاندھے پہ اپنا بازو رکھتے ہوئے بولا۔

یار اس نے میرا انگلی مڑوری ۔۔۔ابھی تو میں نے اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔پتا نہیں کیا سمجھتی ہے وہ خود کو۔شیرنی کی طرح پھڑتی ہے۔

جلال نے سرخ چہرے کے ساتھ اسے ساری تفصیل بتائ۔

ہمممم۔۔۔پھر تو کچھ نا کچھ کرنا ہی پڑے گا اس شیرنی کا

سلطان خباثت سے بولتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی جیب سے فون نکالا۔

۔۔۔ ہیر اکمل خان ہے نا

ہاں ہاں وہی ماڈل وہ اس وقت کہاں ہے مجھے بتا۔

سلطان نے اپنے گینگ کے کسی لڑکے سے کہا۔اور واپس آ کے جلال کے پاس بیٹھ گیا۔

اچھا اب فیل نا کر۔۔۔وہ خود تجھسے معافی مانگے گی اور تجھے لفٹ بھی کرائے گی۔ٹینشن ناٹ

سلطان نے خباثت سے قہقہہ لگایا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ہیر یونیورسٹی کے سپورٹ کمپلیکس میں داخل ہوئ۔ردا اس وقت فٹ بال کی پریکٹیس کر رہی تھی۔جبکہ ارد گرد لوگ کرسیوں پہ بیٹھے تھے۔جو کہ اپنی ہی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

ہیر ردا کے پاس گئ۔

hello jigar

ہیر نے اسے فلائینگ کس دیتے ہوئے کہا۔

جوابا ردا نے فٹ بال ہیر کی طرف پھینکا جسے ہیر نے کک کر کے واپس ردا
۔ کی طرف بھیج دیا

ردا نے بھی بھاگتے ہوئے فٹ بال کو اپنی ٹانگوں سے روک کے ایک زور دار
کک ہیر کی طرف لگائی۔

ہیر بھی بہت اچھا فٹ بال کھیلتی تھی۔

۔ اچانک 6 لڑکوں کا ایک گینگ وہاں داخل ہوا

یار یہ یہاں کیا کر رہا ہے

ردا کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوا تھا۔کیونکہ وہ سلطان اور اسکے دوستوں کے
کارناموں سے واقف تھی۔

ہیر نے گردن موڑ کے پیچھے کی جانب دیکھا۔ان میں سے وہ صرف ایک لڑکے
کو ہی پہچان سکی تھی اور وہ تھا جلال۔اور اس وقت وہ اتنے سارے لڑکوں کو
اسکے ساتھ دیکھ کے اسکا ارادہ جان چکی تھی۔

ہیر نے فٹ بال اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا۔

اور انہیں بلکل نظر انداز کر دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ سلطان چلتا ہوا انکے قریب جانے لگا

۔ ارے یہ یہاں کیوں آ رہا ہے

ردا کے چہرے سے خوف نمایاں ہو رہا تھا۔

۔ جبکہ ہیر نے ردا کی بات پہ اپنا رخ سلطان کی جانب کر دیا

سلطان تھوڑے فاصلے پہ آ کے کھڑا ہو گیا۔

مجھے جانتی ہو

سلطان نے تکبر سے اپنے سینے پہ انگلی رکھتے ہوئے ہیر سے پوچھا۔

ہیر نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے آنکھیں سکیڑیں۔یہ ایک اشارہ تھا کہ وہ اسے نہیں جانتی تھی۔

۔ سلطان جمیل ہوں میں۔۔جمیل اکبر کا بیٹا

جمیل اکبر کو تو جانتی ہو نا

سلطان نے بھنویں اٹھاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

ہاں وہی کرپٹ پولیٹیشین! جسکی آج کل ٹی وی پہ مٹی پلیت ہوتی رہتی ہے

عزہ طنزیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

سلطان کی گردن کی رگیں تن گئ۔

اسنے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے جلال کی طرف اشارہ کیا۔

اسکا اشارہ پاتے ہی جلال آگے کی طرف بھڑا۔ردا وہاں سے بھاگتے ہوئے باہر نکل گئ۔

۔ ہیر خان نےاسے قریب آتا دیکھ کر فٹ بال زمین پہ پٹکا

اور اسے ایک زوردار کک لگائ۔فٹ بال تیز رفتاری سے جا کی 10 قدم کے فاصلے پہ کھڑے جلال کو جا لگا ۔فٹ بال اپنی پوری قوت سےاسکے منہ پہ جا لگا تھا۔درد سے وہ کرّاہ اٹھا تھا۔

یہاں سلطان کا ضبط جواب دے گیا۔

۔ وہ آگے بڑھا

کچھ زیادہ ہی نہیں تم ہواؤں میں اڑ رہی

سلطان ہیر کے قریب جاتا ہوا اسکے جبڑے اپنے ہاتھوں میں بھینچتے ہوئے بولا۔

سمجھتی کیا ہو تم خود کو ۔۔۔سلطان جمیل ہوں میں ۔۔۔۔پنگا لینے سے پہلے ہزار بار سوچنا چاہیے تھا

سلطان اسکا جبڑا بھینچے ہوئے شدید طیش سے بولا تھا۔

ہیر نے اپنا داہنا ہاتھ اٹھایا اور

!چٹاخ

سلطان کے منہ پہ ایک زناٹے دار تھپڑ دے مارا۔

اس سے پہلے کے سلطان کوئی رد عمل ظاہر کرتا یونیورسٹی کا پرنسپل وہاں آ پہنچا۔ردا وہاں سے بھاگتے ہی ان کے آفس گئی تھی تاکہ انکو صورتحال سے آگاہ کر سکے۔

کیا ہو رہا ہے یہ سب

وہ رعب دار آواز میں بولے۔

سر۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جلال نے اپنے لب کھولے ہی تھے کہ پرنسپل نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اسے چپ رہنے کو کہا۔

ہیر آپ بتائیں

وہ ہیر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولے۔

ہیر نے سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے ایک لمبی سانس لی اور ساری کارستانی پرنسپل کو سنا ڈالی۔

انہوں نے ایک نظر سلطان کو دیکھا۔

سلطان آئندہ میں یہ سب ہوتا نا دیکھوں

انہوں نے نرمی سے سلطان کو کہا۔آخر کو وہ ایک طاقت ور پولیٹیشین کا بیٹا تھا۔اس سے بدتمیزی کا انجام وہ بہت اچھے طریقے سے جانتے تھے۔

جس پر سلطان نے ہاں میں سر ہلایا۔

واٹ! سر اس حرکت پہ تو اسے سسپینڈ کر دینا چاہیے

ہیر انکی بات پہ اعتراض کرتے ہوئے بول اٹھی۔

میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں

وہ سختی سے بولتے ہوئے وہاں سے چل دیے۔ردا بھی ہیر کو لے کر کمپلیکس سے باہر نکل گئ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر یونیورسٹی کے سپورٹ کمپلیکس میں داخل ہوئ۔ردا اس وقت فٹ بال کی پریکٹیس کر رہی تھی۔جبکہ ارد گرد لوگ کرسیوں پہ بیٹھے تھے۔جو کہ اپنی ہی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

ہیر ردا کے پاس گئ۔

hello jigar

ہیر نے اسے فلائینگ کس دیتے ہوئے کہا۔

جوابا ردا نے فٹ بال ہیر کی طرف پھینکا جسے ہیر نے کک کر کے واپس ردا کی طرف بھیج دیا۔

ردا نے بھی بھاگتے ہوئے فٹ بال کو اپنی ٹانگوں سے روک کے ایک زور دار کک ہیر کی طرف لگائی۔

ہیر بھی بہت اچھا فٹ بال کھیلتی تھی۔

اچانک 6 لڑکوں کا ایک گینگ وہاں داخل ہوا۔

یار یہ یہاں کیا کر رہا ہے

ردا کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوا تھا۔کیونکہ وہ سلطان اور اسکے دوستوں کے کارناموں سے واقف تھی۔

ہیر نے گردن موڑ کے پیچھے کی جانب دیکھا۔ان میں سے وہ صرف ایک لڑکے کو ہی پہچان سکی تھی اور وہ تھا جلال۔اور اس وقت وہ اتنے سارے لڑکوں کو اسکے ساتھ دیکھ کے اسکا ارادہ جان چکی تھی۔

ہیر نے فٹ بال اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا۔

اور انہیں بلکل نظر انداز کر دیا۔

جبکہ سلطان چلتا ہوا انکے قریب جانے لگا

۔ ارے یہ یہاں کیوں آ رہا ہے

ردا کے چہرے سے خوف نمایاں ہو رہا تھا۔

۔ جبکہ ہیر نے ردا کی بات پہ اپنا رخ سلطان کی جانب کر دیا

سلطان تھوڑے فاصلے پہ آکے کھڑا ہو گیا۔

مجھے جانتی ہو

سلطان نے تکبر سے اپنے سینے پہ انگلی رکھتے ہوئے ہیر سے پوچھا۔

ہیر نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے آنکھیں سکیڑیں۔یہ ایک اشارہ تھا کہ وہ اسے نہیں جانتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۔ سلطان جمیل ہوں میں۔۔جمیل اکبر کا بیٹا

جمیل اکبر کو تو جانتی ہو نا

سلطان نے بھنویں اٹھاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

ہاں وہی کرپٹ پولیٹیشین! جسکی آج کل ٹی وی پہ مٹی پلیت ہوتی رہتی ہے

عزہ طنزیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

سلطان کی گردن کی رگیں تن گئ۔

اسنے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے جلال کی طرف اشارہ کیا۔

اسکا اشارہ پاتے ہی جلال آگے کی طرف بھڑا۔ردا وہاں سے بھاگتے ہوئے باہر نکل گئ۔

۔ ہیر خان نےاسے قریب آتا دیکھ کر فٹ بال زمین پہ پٹکا

اور اسے ایک زوردار کک لگائ۔فٹ بال تیز رفتاری سے جا کی 10 قدم کے فاصلے پہ کھڑے جلال کو جا لگا ۔فٹ بال اپنی پوری قوت سےاسکے منہ پہ جا لگا تھا۔درد سے وہ کرّاہ اٹھا تھا۔

یہاں سلطان کا ضبط جواب دے گیا۔

۔ وہ آگے بڑھا

کچھ زیادہ ہی نہیں تم ہواؤں میں اڑ رہی

سلطان ہیر کے قریب جاتا ہوا اسکے جبڑے اپنے ہاتھوں میں بھینچتے ہوئے بولا۔

سمجھتی کیا ہو تم خود کو ۔۔۔سلطان جمیل ہوں میں ۔۔۔۔پنگا لینے سے پہلے ہزار بار سوچنا چاہیے تھا

سلطان اسکا جبڑا بھینچے ہوئے شدید طیش سے بولا تھا۔

ہیر نے اپنا داہنا ہاتھ اٹھایا اور

!چٹاخ

سلطان کے منہ پہ ایک زناٹے دار تھپڑ دے مارا۔

اس سے پہلے کے سلطان کوئ رد عمل ظاہر کرتا یونیورسٹی کا پرنسپل وہاں آ پہنچا۔ردا وہاں سے بھاگتے ہی ان کے آفس گئ تھی تاکہ انکو صورتحال سے آگاہ کر سکے۔

کیا ہو رہا ہے یہ سب

وہ رعب دار آواز میں بولے۔

سر۔۔۔۔

جلال نے اپنے لب کھولے ہی تھے کہ پرنسپل نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اسے چپ رہنے کو کہا۔

ہیر آپ بتائیں

وہ ہیر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولے۔

ہیر نے سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے ایک لمبی سانس لی اور ساری کارستانی پرنسپل کو سنا ڈالی۔

انہوں نے ایک نظر سلطان کو دیکھا۔

سلطان آئیندہ میں یہ سب ہوتا نا دیکھوں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہوں نے نرمی سے سلطان کو کہا۔آخر کو وہ ایک طاقت ور پولیٹیشین کا بیٹا تھا۔اس سے بدتمیزی کا انجام وہ بہت اچھے طریقے سے جانتے تھے۔

جس پر سلطان نے ہاں میں سر ہلایا۔

واٹ! سر اس حرکت پہ تو اسے سسپینڈ کر دینا چاہیے

ہیر انکی بات پہ اعتراض کرتے ہوئے بول اٹھی۔

میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں

وہ سختی سے بولتے ہوئے وہاں سے چل دیے ۔ردا بھی ہیر کو لے کر کمپلیکس سے باہر نکل گئی۔

یار اب موڈ بھی تو ٹھیک کرلے حد ہے

ردا کوئی آدھے گھنٹے سے کوریڈور میں بیٹھی ہیر کا موڈ خوشگوار کرنے کی ایک ناکام سی کوشش کر رہی تھی مگر ہیر اب بھی ماتھے پہ تیوری چڑھائے بیٹھی تھی۔

تم نے دیکھا کیسے پرنسپل کی اسکے سامنے ہوا نکل گئی تھی۔

ہیر کو بار بار وہ سین یاد آ رہا تھا ۔پرنسپل کی نرمی اس سے ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

میری جان وہ جمیل اکبر کا بیٹا ہے۔۔کوئی اسے ذلیل کیوں کرے گا

ردا کی یہ بات ہیر کو مزید تپا گئ تھی۔

سیاستدان کا بیٹا ہے کوئی جن تو نہیں ہے جو یوں سب اس سے اتنا ڈرتے ہیں۔۔۔۔دو لگائی ہوتی ہاں شروع سے ہی ۔تو اسے تھوڑی عقل ہوتی۔۔

ہیر بیگ سے سگریٹ کی ڈبیا نکالتے ہوئے لائٹر سے ایک سگریٹ جلاتے ہوئے بولی تھی۔

اب ہر کوئی ہیر اکمل خان تھوڑی نا ہوتا ہے وہ تو بس ایک ہی ہے

ردا اسکے گال پہ چٹکی کاٹتے ہوئے بولی۔

ہیر اسکی بات پہ سر جھٹکتے ہوئے مسکرادی۔

۔۔ اور سلگتی سیگریٹ کو اپنے لبوں سے لگا لیا

سلطان کا غصہ ابھی بھی کم نہیں ہوا تھا۔

کسی لڑکی کی آج تک ہمت نہیں ہوئ تھی اسکے ساتھ غصے سے بات کرنے کے اور یہاں ہیر نے تو اسکے منہ پہ طمانچہ ہی دے مارا تھا۔وہ بھی اسکے گینگ کے سامنے۔۔۔ہاتھ تو اسے آج تک اسکے ماں باپ نے بھی نہیں لگایا تھا۔

یار بس کر اب

۔ اسکے ایک دوست نے جھنجلاتے ہوئے اسے مخاطب کیا

جبکہ سلطان اپنی انگلیوں سے اپنی کن پٹی کو مسل رہا تھا۔

یہ لے ٹھنڈ ڈال سینے میں

اسکے دوست نے ایک گلاس میں شراب ڈالتے ہوئے اسکی طرف بڑھائی۔

سلطان نے اس گلاس کو تھاما اور ایک ہی گھونٹ میں پورا گلاس شراب کا اپنے اندر انڈھیل دیا۔

ہیر اپنے خاندان کے ساتھ جن میں صرف اکمل خان، مسز اکمل اور ہیر خود شامل تھی۔ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی تھی۔ہیر نے ٹی وی پر نیشنل جیو گرافی چینل لگایا۔

ایک شیرنی ایک جھاڑی کی آڑ سے ہرن کو چھپ چھپ کے دیکھ رہی تھی۔جبکہ اسکے سامنے ہرن ارد گرد سے بے خبر گھاس چڑنے میں مصروف تھا۔

اچانک سے شیرنی باہر نکلی اور دھاڑ مار کے ہرن کی طرف لپکی۔اسے دیکھتے ہی ہرن نے دور لگائی مگر شیرنی آنا فانا اسکے قریب پہنچی اور اسکی گردن کو اپنے

منہ میں لے لیا۔

ہیر نے ٹی وی کا چینل چینج کر دیا۔

اکمل خان نے گردن موڑ کے اپنے لخت جگر کو دیکھا۔جسکے چہرے سے بے زاری عیاں تھی۔

۔ ہیر نے یکے بعد دیگرے نجانے کتنے چینل بدلے

مسز اکمل نے ہیر کی جانب دیکھا جو ان کی گھوری سے بے خبر تھی۔اور ہیر کو دیکھ کہ انہوں نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اپنا سر جھٹکا۔۔۔ہنہہ۔

ہیر کے ہاتھ ایک نیوز چینل پہ آکے رک گئے۔

ناظرین ہمیں خبر ملی ہے کہ ایک لڑکی میرا نام ہے جسکا۔۔۔اس کا کہنا ہے کہ جمیل اکبر نے اس کے شوہر کا قتل کروایا ہے۔۔۔۔اس نے کہا تھا کہ وہ اپنی جائداد جمیل کے نام کردے مگر میرے میاں نے انکار کر دیا آخر کو ہم نے بھی اپنے بچے پالنے تھے مگر مجھے کیا پتا تھا کہ وہ تھوڑی سی زمین کی خاطر میرے بچوں کو ہی یتیم کر دے گا وہ عورت بے بسی سے روتے ہوئے اپنی روداد سنا رہی تھی

آج کل کے سیاسی حالات بھی نا ۔۔۔۔توبہ ہے بھائی ہماری تو

اکمل خان نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے تبصرہ کیا تھا۔

جبکہ ہیر کی نظر اس نیوز چینل پہ چلتی پٹی پہ ہی رکی تھی۔

کیا جمیل اکبر نے

Maight is Right

کی عملی مثال قائم کی ہے

ہیر کو آج والا واقعہ یاد آگیا۔۔۔ صحیح تو ہے مائٹ اس رائٹ! لیکن یہ صحیح کیوں ہے۔ہیر نے دل میں نفرت اور کڑواہٹ سے سوچا تھا۔

جاؤ جا کہ سو جاؤ ۔۔۔بہت رات ہو گئ ہے

مسز اکمل کی آواز سے وہ اپنی سوچوں کے محور سے باہر آئ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر نے بنا چوں چڑاں کیے انکی بات مانی اور وہ اٹھ کے چلی گئ۔۔۔دراصل ہیر آج واقعی بہت تھک گئ تھی۔۔۔جسمانی طور پہ بھی اور ذہنی طور پہ بھی۔اسنے اوپر جاتے ہی اپنے کمرے کا دروازہ بند کیا اور لائٹس آف کر کے بیڈ پہ لیٹ گئ۔۔۔نجانے کیوں آج اسے نائٹ ڈریس پہنے بغیر بھی بہت گہری نیند آ گئ تھی۔اور 5 منٹ آنکھ بند کرنے کے نتیجے میں وہ نیند کی وادیوں میں کھو گئ۔

جبکہ نیچے مسز اکمل حیرانی کا مجسمہ بنے ہوئے تھیں۔۔۔کیا ایسا واقعی ہوا تھا کہ ہیر ان سے بحث کیے بغیر انکے حکم پہ عمل کر گئ تھی۔

ﭏﭏﭏﭏﭏﭏﭏﭏﭏﭏﭏﭏﭏﭏﭏﭏ

ہیر جب کلاس میں داخل ہوئ تو سب لوگ اسی کی طرف آنکھیں پھاڑے دیکھ رہےتھے ۔ایک پل کے لیے وہ رکی مگر جب پھر بھی ان لوگوں نے اپنی نظریں نہیں ہٹائی تو ہیر نارمل انداز میں چل کے اپنی سیٹ پہ بیٹھ گئ۔

پروفیسر ابھی کلاس میں نہیں آئے تھے۔ہیر نے اپنے اطراف میں دیکھا تو سب اسے دیکھ کہ چہ مگویاں کر رہے تھے۔

ہیر نے کندھے اچکاتے ہوئے اپنا موبائل فون بیگ سے نکالا۔

اور اپنا سوشل میڈیا اکاؤنٹ چیک کرنے لگی۔ تبھی ایک پوسٹ پہ اسکی نظر رک گئ تھی۔

وہ ایک ویڈیو تھی جس میں سلطان نے ہیر کا منہ دبوچا تھا اور پھر ہیر نے اسکے منہ پہ تھپڑ دے مارا تھا۔۔

اس ویڈیو کے نیچے کئ قسم کے تبصرے کیے گئے تھے۔

ہیر نے اپنی آنکھیں اوپر کی جانب کرتے ہوئے ایک سرد آہ بھری۔

پروفیسر کلاس میں داخل ہوئے اور معمول کے مطابق اپنا لیکچر سٹارٹ کردیا۔۔جیسے ہی لیکچر ختم ہوا پروفیسر کلاس سے باہر نکل گئے۔ہیر اپنے کلاس فیلوز کی گھورتی نظروں سے تنگ آکر کلاس سے باہر آ گئ۔

تبھی دروازے کے پاس کھڑے پروفیسر نے ہیر کو اپنے پاس بلایا۔ہیر کو یہ تھوڑا عجیب لگا۔شاید پروفیسر اس کے باہر آنے کا ہی انتظار کر رہے تھے۔

جی سر

ہیر ان کے قریب جاتے ہوئے بولی۔

ہیر یہ سوشل میڈیا پے آپکی اور سلطان کی ایک ویڈیو وائرل ہوئی تھی۔۔۔وہ سب کیا تھا

پروفیسر نے تجسس سے ہیر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں۔۔۔وہ بس اس نے زرا غیر اخلاقی بات کی تھی اس کے دوست نے میرے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔۔۔میں نے اسکے دوست کو وارن کیا تو وہ خود آگیا

ہیر نے بے زاری سے انکے سوال کا جواب دیا۔

ایسی بھی کیا بات کردی جو آپنے اس کے منہ پہ طمانچہ دے مارا

پروفیسر میسنی مسکراہٹ لیے بولے۔

سر یہ آپ سلطان سے ہی پوچھ لیں وہ آسانی سے آپکو جواب دیدے گا

یہ کہتے ہی ہیر وہاں رکی نہیں تھی بلکہ وہاں سے چلی گئ۔

ماڈلنگ سٹوڈیو کا دروازہ کھلا اور سلطان اندر داخل ہوا ۔ اسکے چہرے پہ دنیا جہان کی سختی چھائ تھی۔جبکہ پیشانی شکن آلود تھی۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا اس ٹیم کے ہیڈ کے ٹیبل کے پاس جا کہ ایک کرسی پہ بیٹھ گیا۔

وہاں موجود سبھی لوگ اپنا کام چھوڑ کے اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔جبکہ ہیڈ کے چہرے پہ ایک رنگ آ کے غائب ہوا تھا۔

آپ یہاں

ہیڈ نے اپنے خوف پہ قابو پاتے ہوئے اس سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر ۔۔۔تم اسکا فوٹوشوٹ کرتے ہو ۔۔۔آج کے بعد تم کوئ فوٹوشوٹ نہیں کروگے اسکا۔۔سمجھے!

وہ اسے انگلی دکھاتے ہوئے بولا۔

لیکن وہ تو ایک ہائ ریٹڈ ماڈل ہے

ہیڈ نے اسے سمجھانا چاہا۔

تبھی سلطان نے ایک زوردار مکا اسکے ٹیبل پہ دے مارا۔ٹیبل کے ساتھ ساتھ ہیڈ بھی پورا کانپ اٹھا تھا۔

اسکی ماڈلنگ تمہاری زندگی سے زیادہ اہم نہیں ہے ۔۔۔۔کیا میں غلط کہہ رہا ہوں

سلطان نے ذو معنی کہتے ہوئے اپنی ایک آنکھ کی بھنویں اچکاتے اسکی طرف دیکھا۔

۔ ہیڈ نے اپنا تھوک نگلتے ہوئے اپنا سر نا میں ہلا دیا

Good my boy!

سلطان اسکے گال تھپتھپاتا ہوا کھڑا ہوا اور مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا

جبکہ سلطان کے جانے کے بعد سٹاف نےسکون کا سانس لیا اور اپنے اپنے کاموں میں دوبارہ جھٹ گئے۔

ہیر اپنے گھر کے ٹیرس پہ کھڑی سیگریٹ کے کش لگا رہی تھی۔اسکی آنکھوں کے سامنے وہ ساری ویڈیو چل رہی تھی۔سلطان نے ہیر کا منہ دبوچا ہوا ۔ تھا۔اسنے ضبط سے اپنی آنکھیں بند کی اور سیگریٹ کا کش لگا یا

ہیر نے سلطان کے منہ پہ تھپڑ دے مارا ۔ہیر نے آنکھیں کھولی اور اس سیگریٹ کے دھویں کو تحلیل ہوتے غور سے دیکھنے لگی۔

تبھی مسز اکمل ٹیرس میں داخل ہوئی۔اور ہیر کے برابر میں آ کے کھڑی ہو گئ۔

انہوں نے ماتھے پہ بل سجائے ہیر کو دیکھا جو پوری بے شرمی کے ساتھ ان کے سامنے ڈھیٹھوں کی طرح سگریٹ کے کش لگانے میں مصروف تھی۔

کہیں سے بھی تم ایک سلجھی ہوئی لڑکی نہیں لگتی

مسز اکمل نے کف افسوس ملتے ہوئے کہا۔

اوں ہونہہ۔۔۔تو پھر کیسی لڑکی لگتی ہوں

عزہ دلچسپی سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

آوارہ!

انہوں نے اسے جتانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

آپ یہ کیوں نہیں کہتی کہ بلکل آپ جیسی لگتی ہوں ہیر طنزیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

شٹ اپ ہیر۔۔۔تم حد سے بڑھ رہی ہو

وہ غصے سے چلاتی ہوئی بولی۔

ہیر نے مسکراتے ہوئے اپنا سر جھٹکا اور نیچے دیکھنے لگی۔

کرتی ہوں بات تمہارے باپ سے ۔۔۔شادی کروا کے دفع کرتی ہوں تمہیں اس گھر سے

مسز اکمل کو ہیر کی بات اندر تک تپا گئ تھی۔ تبھی وہ اسے دھمکاتے ہوئے بولیں۔

کم آن مام ! اپنے مجھے آوارہ کہا تو میں نے برداشت کر لیا ۔میں نے آپکو آوارہ کہا تو آپ چلانے لگ گئیں۔آپ بھی تو برداشت کریں

ہیر بڑے ریلیکس انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔

۔۔ ہیر میں ماں ہوں تمہاری

مسز اکمل نے اسے یاد کروایا۔

ہاں وہ ماں جو جنم دے کر پانے فرائض سے عہدہ برآں ہو گئ

ہیر نے انہیں دیکھتے ہوئے تبصرہ کیا۔

اور یہ کہتے ہی وہ وہاں سے نکل گئ۔

کرتی ہوں بات میں اکمل سے ۔۔۔۔بے حیا لڑکی

وہ غصے سے کڑھتی ہوئ بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

ہیر صبح یونیورسٹی پہنچی۔ اسنے ییلو کرل کا ٹاپ اور نیچے بلیک جینز کے ساتھ بلیک لونگ شوز پہن رکھے تھے۔

ہیر کا لیکچر فری تھا تبھی وہ جا کے گراؤنڈ میں اکیلی بیٹھ گئی۔اور اپنے موبائل پہ میسجز پہ مصروف ہو گئی۔

ایکسکیوز می کیا آپ ہیر اکمل خان ہیں

ہیر نے آواز پہ اپنا سر اٹھا کے اوپر دیکھا ۔وہ ایک 22 سالہ لڑکی تھی جو اس پہ جھکی کنفرمیشن کر رہی تھی۔

جی میں ہی ہوں

ہیر نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیا۔

can I take a selfie?

وہ لڑکی چہکتے ہوئے بولی۔

yeah sure

ہیر تھوڑا سمٹ کے بیٹھ گئی۔

اس لڑکی نے پاؤچ بنایا اور ہیر نے صرف مسکرانے پر ہی اکتفا کیا۔اس نے سیلفی کلک کی ۔

تھینک یو

ہیر نے جوابا مسکرا کر اپنے سر کو خم دیا۔

ویسے سلطان کو آپنے تھپڑ کیوں مارا تھا۔

وہ لڑکی اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

ہیر کی مسکراہٹ یک دم سمٹی۔

کیونکہ اس نے بد تمیزی کی تھی

۔ ہیر نے مختصر سا جواب دیا

ویسے تالی ہمیشہ دو ہاتھوں سے بجتی ہے ۔آپ خود ہی تو لوگوں کو ٹریگر کرتی ہیں اپنے فوٹوشوٹ سے ۔۔۔بھلا ایسی ڈریسنگ کر کے فوٹو شوٹ کرائینگی تو لڑکے تو بد تمیزی کریں گے ہی نا ۔۔۔۔اور وہ تو پھر سلطان تھا ۔۔۔آپکو تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا چپ کر کے سہہ لیتی

ہیر نے چہرے پر سختی لیے اس لڑکی کی طرف دیکھا۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے

ہیر اپنے دانت دباتے ہوئے بولی۔

کیا

وہ لڑکی حیرت سے بولی۔

get lost you

ہیر چیختے ہوئے بولی ۔اسکے چیخنے پہ وہ لڑکی بوکھلا گئ اور وہاں سے اتھ کے چل دی۔

مسز اکمل اور اکمل خان صاحب کمرے میں بیٹھے تھے۔مسز اکمل انے اپنے ہاتھوں پہ لوشن لگاتے ہوئے اکمل خان کو شیشے سے دیکھ۔وہ اٹھی اور آکے بیڈ پہ انکے قریب بیٹھ گئ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سنیئے اکمل

۔ اکمل صاحب نے نظریں اٹھا کے ان کی طرف دیکھا

جی بولیںاکمل خان پوری طرح مسز اکمل کی طرف متوجہ ہوئے ۔کیونکہ وہ انہیں ایسے تب ہی بلاتی تھی جب کوئ بہت اہم کام ہوتا تھا۔

وہ میں سوچ رہی تھی کہ ہماری ہیر کتنی بڑی ہو گئ ہے ۔اب ہمیں اس کے بارے میں سوچنا چاہیے

وہ بیڈ شیٹ پہ انگلی چلاتی ہوئے بولی۔

بھئ کیا سوچنا ہے ہیر کے بارے میں

وہ حیرانی سے بولے۔

۔ ہمیں اسکی شادی کر دینی چاہیے

مسز اکمل مدعے کی بات پہ آئیں تھیں۔

کیا

اکمل خان اپنی پوری آنکھیں کھولتے ہوئے بولے۔

بھئی میں نے ایسی بھی کونسی گناہ کی بات کردی ہے جو آپ ایسے پریشان ہو رہے ہیں

مسز اکمل تیوری چڑاتے ہوئے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں میرا مطلب کر دیں گے اسکی شادی بھی۔۔ابھی تو وہ صرف 24 سال کی ہے

ہاں تو 24 سال ایک اچھی بھلی عمر ہوتی ہے۔

مسز اکمل خفگی سے بولی تھیں۔

ہاں مگر ہیر سے بھی تو پوچھنا پڑے گا ۔اسکی رضا مندی بھی تو شامل ہونی چاہیے نا

انہوں نے اپنی لاڈلی بیٹی کے بارے میں کہا۔

ہہہ ۔۔۔اسکی رضامندی پہ بیٹھے رہے تو ہو گئ اسکی شادی ۔۔۔لے آئے گی اپنے جیسا کوئ آوارہ لڑکا ڈھونڈھ کے

مسز اکمل کے لہجے میں ناگواری تھی۔

لیکن اسکا رشتہ بھی تو ڈھونڈنا ہے نا ابھی

اکمل خان صاحب فکر مندی سے بولے۔

اسکی فکر نا کریں۔۔۔یہ کام آپ مجھ پہ چھوڑ دیں بس

ان کی اس بات پہ اکمل صاحب نے سر ہلا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر آج نیورسٹی سے جلدی واپس آگئ کیونکہ اکمل خان نے اسے میسج کیا تھا کہ وہ آج 2 بجے سے پہلے گھر پہنچ جائے۔

ابھی وہ گھر کے مین گیٹ سے اندر داخل ہی ہوئ تھی کہ مسز اکمل نے اسے دروازے پر ہی ریسیو کیا۔اور اسے اسکے کمرے میں بھیجنے کے بجائے گیسٹ روم میں لے آئ جسکا فروازہ باہر گیراج کی طرف کھلتا تھا۔

ہیر نے انہیں عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

تم جلدی سے یہ ڈریس پہن کر لاؤنج میں آؤ اوکے

مسز اکمل نے اسکے کاندھے تھامتے ہوئے التجائیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

کیوں

۔ ہیر نے بے زاری سے ان سے سوال پوچھا

کیونکہ تمہیں دیکھنے کچھ لوگ آئے ہیں۔اور میں چاہتی ہوں کہ یہ رشتہ طے ہو جائے

۔ ہیر انکا مطلب جان کر مسکرادی

دیکھو پلیز آج انکے سامنے تمیز سے اور تہذیب سے رہنا اور پلیز کوئی ایسی بات یا حرکت نا کرنا جسکی وجہ سے مجھے اور تمہارے باپ کو شرمندہ ہونا پڑے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۔۔۔

مسز اکمل یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئ۔

ہیر نے سامنے پڑے ڈریس کو دیکھا۔وہ سفید نیٹ کا لباس تھا جس پر ملٹی رنگ سے کڑھائ کے پھول بنے ہوئے تھے اس کے نیچے وائٹ کلر کی ہی ٹائیٹس تھی۔اس ٹائیٹ کو دیکھ کہ ہیر نے سکھ کا سانس لیا کہ اسکی ماں نے کوئ شلوار یا ٹراؤزر نہیں دیا تھا اسے ورنہ وہ پہننا اسے کسی عزاب سے کم نا لگتا۔

ﷺ

ہیر آج نیورسٹی سے جلدی واپس آگئ کیونکہ اکمل خان نے اسے میسج کیا تھا کہ

وہ آج 2 بجے سے پہلے گھر پہنچ جائے۔

ابھی وہ گھر کے مین گیٹ سے اندر داخل ہی ہوئی تھی کہ مسز اکمل نے اسے دروازے پر ہی ریسیو کیا۔اور اسے اسکے کمرے میں بھیجنے کے بجائے گیسٹ روم میں لے آئی جسکا فروازہ باہر گیراج کی طرف کھلتا تھا۔

ہیر نے انہیں عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

تم جلدی سے یہ ڈریس پہن کر لاؤنج میں آؤ اوکے

مسز اکمل نے اسکے کاندھے تھامتے ہوئے التجائیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

کیوں

۔ ہیر نے بے زاری سے ان سے سوال پوچھا

کیونکہ تمہیں دیکھنے کچھ لوگ آئے ہیں۔اور میں چاہتی ہوں کہ یہ رشتہ طے ہو جائے

۔ ہیر انکا مطلب جان کر مسکرادی

دیکھو پلیز آج انکے سامنے تمیز سے اور تہذیب سے رہنا اور پلیز کوئی ایسی بات یا حرکت نا کرنا جسکی وجہ سے مجھے اور تمہارے باپ کو شرمندہ ہونا پڑے

مسز اکمل یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئ۔

ہیر نے سامنے پڑے ڈریس کو دیکھا۔وہ سفید نیٹ کا لباس تھا جس پر ملٹی رنگ سے کڑھائی کے پھول بنے ہوئے تھے اس کے نیچے وائٹ کلر کی ہی ٹائیٹس تھی۔اس ٹائیٹ کو دیکھ کہ ہیر نے سکھ کا سانس لیا کہ اسکی ماں نے کوئی شلوار یا ٹراؤزر نہیں دیا تھا اسے ورنہ وہ پہننا اسے کسی عزاب سے کم نا لگتا۔

مسز اکمل اور اکمل خان مہمانوں کے ساتھ خوشگپیوں میں مصروف تھے جب ہیر وہاں داخل ہوئی ۔اسے دیکھتے ہی مسز سیال کھڑی ہو گئی۔

ارے آؤ بیٹا ماشااللہ! بہت پیاری ہے آپکی بیٹی۔۔۔اصلی ہیر سے بھی زیادہ خوبصورت ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ صوفے پر مسز سیال کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔اسنے سامنے بیٹھے لڑکے کو ایک نظر دیکھا جو کن اکھیوں سے اسی کے سراپے کا جائزہ لے رہا تھا۔

!ماشاللہ آپکا بیٹا بھی بہت پیارا ہے ۔۔۔نہایت شریف اور با ادب

مسز اکمل نے بھی تعریف کے بدلے تعریف کرنا اپنا فرض سمجھا تھا۔

بہت مشکل کام ہوتا ہے اولاد کی اچھی تربیت کرنا ۔سیال صاحب کے گزرنے کے بعد تو مانو مجھ پہ دوہری ذمہ داری آگئی تھی مگر میں بھی بڑی با ہمت تھی۔۔۔بڑے اچھے طریقے سے سر انجام دی ہیر نے انکی بات سن کے اپنی

پوری آنکھیں کھولتے ہوئے گہرا سانس لیا۔

جتنی لمبی لمبی یہ چھوڑ رہی ہیں سیال صاحب کا جانا تو بنتا تھا

ہیر نے دل میں خود سے ہی کہا۔

جبکہ مسز اکمل اور اکمل خان نے مسکراتے ہوئے اپنے سر ہاں میں ہلائے تھے

!بے شک ! بے شک

جاؤ بیٹا آپ دونوں بھی اکیلے میں بات کرلو

مسز سیال نے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا

ہاں ہاں ضرور! جاؤ ہیر بیٹا ! عاقب کو اوپر کے جاؤ

ہیر اٹھی اور اوپر کی طرف چل دی ۔عاقب بھی اکے پیچھے چل پڑا۔

جی تو بتائیں آپ مجھسے کیوں شادی کرنا چاہتے ہیں

ہیر اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

کیونکہ مجھے آپ اچھی لگتی ہیں

عاقب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

!اچھی تو میں بہت سے لوگوں کو لگتی ہوں تو کیا ان سب سے شادی کرلوں

ہیر کی بات سن نے عاقب کو چپ لگ گئ۔

سگریٹ پیتی ہوں۔میری ماں خود مجھے آوارہ کہتی ہے ، ایک طرح سے آوارہ گردی میرا شوق ہے۔ماڈلنگ کرتی ہوں یونی میں۔بڑے بڑے سکینڈل بنے ہیں میرے۔۔۔سہہ پاؤ گے یہ سب

ہیر نے بڑے فخر سے اسے اپنے کارنامے بتائے تھے۔

عاقب آنکھیں پھاڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

جاؤ نیچے جا کہ آرام سے کھانا کھاؤ۔گھر جاؤ اور گھر جاتے ہی انکار کر دینا ۔ سمجھے تم

ہیر اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے بولی۔

عاقب نے ہاں میں سر ہلایا۔ہیر اسے دیکھتے مسکرا دی۔

ہیر آج یونی ورسٹی میں لیکچر لینے کے بعد ماڈلنگ سٹوڈیو کی طرف بڑھ گئ۔

آج اسکا ایک فوٹوشوٹ ہونا تھا جسے ہیر نے شیڈیول دیکھ کے کنفرم کر لیا تھا۔وہ ماڈلنگ سٹوڈیو میں داخل ہوئ تو وہاں کا ماحول دیکھ کر ٹھٹھکی۔وہاں سب کچھ معمول کے مطابق تھا ۔جو تیاریاں فوٹوشوٹ کے لیے ہوتی تھیں وہ اب نہیں ہو رہی تھی۔ماحول بہت ڈھیلا ڈھالا تھا۔

hey guys!

...آج تو فوٹوشوٹ کرنا تھا ۔کیا بھول گئے تم سب

ہیر اپنے دونوں بازو پھیلاتے ہوئے حیرانی سے بولی۔

تمہارا فوٹوشوٹ نہیں ہو گا

وہ ہیڈ کی آواز پہ پیچھے پلٹی۔

!کیوں۔۔۔کیوں نہیں ہوگا ہاں

ہیر بھنویں اچکاتے ہوئے بولی۔

ارے آج ہی تو تھا میں شیڈیول چیک کر کے آئی ہوں

ہیر تم سمجھی نہیں... آج کے بعد تم ماڈلنگ نہیں کروگی کم از کم یہاں تو نہیں

ہیر کے چہرے پہ یکے بعد دیگرے کئی رنگ آکے گزرے۔

کیوں میری ریٹنگ تو بلکل پرفیکٹ ہے

ہیر سنجیدگی سے بولی۔

یہ وجہ نہیں ہے

ہیڈ اس سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا تبھی انہوں نے اپنا رخ پلٹا۔

تو پھر کیا وجہ ہے

ہیر بھی اس کے پیچھے لپکی۔ہیڈ خاموش رہے۔

یار اگر وجہ نہیں بتاؤ گے تو مسلہ کیسے

sort out

ہو گا

ہیر ۔۔۔۔میں تمہارا فوٹوشوٹ نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے اپنی جان تمہارے شوق سے زیادہ عزیز ہے۔

کیا مطلب

ہیر نا سمجھی سے بولی۔

سلطان نے مجھے دھمکایا ہے کہ میں نے اگر تمہارا فوٹوشوٹ کیا تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔سمجھ رہی ہو تم

ہیڈ نے با مشکل اپنی بات مکمل کی۔

ہیر خاموش کھڑی انکو دیکھتی رہی۔اور بنا کچھ کہے وہاں سے چلے گئ۔جبکہ ہیڈ ہلتا ہوا دروازہ دیکھنے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر غصے اور بے بسی کے عالم میں سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ سلطان کا حشر نشر کر دیتی۔نہیں ایسے تو نہیں جانے دے سکتی میں اسے۔ہیر نے بیگ سے سیگریٹ نکالا۔اسے پتا ہونا چاہیے کہ ہیر خان کوئی معمولی ہیر نہیں ہے۔لائٹر سے سیگریٹ کا ایک سرا جلایا۔وہ میرے شوق چھین کے بہت پچھتائے گا۔ہیر نے سلگتی سیگریٹ اپنے ہونٹوں کے درمیان دبائی۔ریلیکس ہیر۔۔۔اسنے دل میں خود کو ہی مخاطب کیا۔سیگریٹ کا کش لگا کے فضا میں دھواں اڑایا۔

ردا اپنی کلاس سے باہر نکلی تو سامنے سیڑھیوں پہ ہیر کو کسی سوچ میں غرق پایا۔وہ چلتے ہوئے اسکے قریب آ کے بیٹھ گئی۔

میری شیرنی کیا سوچ رہی ہے

ردا اسکی کمر پہ چپت لگاتے ہوئے بولی تو ہیر اپنی سوچوں کے کنوے سے باہر آئی۔

کچھ نہیں۔۔۔تمہیں پتا ہے کہ سلطان کہاں ہو گا

تم کیوں پوچھ رہی ہو

ردا حیران ہوتے ہوئے بولی۔

بتا نا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر جھنجلاتے ہوئے بولی۔

وہ تو آج آیا ہی نہیں یونی۔۔۔اسکے باپ کی کانفرنس ہے نا آج تو وہ بھی اسکے ساتھ ہی جائے گا

ردا نے اپنی بات مکمل کی۔

کہاں ہے پریس کانفرنس

ردا نے اسے مطلوبہ جگہ کا پتا بتایا۔اور ہیر اب کسی گہری سوچ میں غرق ہو گئ۔۔۔ردا نے اسے ایک نظر دیکھا اور گہرا سانس لیتے وہ اٹھ کے چلی گئ۔

جمیل اکبر آپ پر ایک عورت نے اپنے شوہر کے قتل کا الزام لگایا ہے آپ اس بارے میں کیسے اپنی صفائ دیں گے

ایک رپورٹر نے جمیل اکبر سے سوال پوچھا۔بے شمار کیمروں کی آنکھیں اس منظر کو محفوظ کر رہی تھی۔

دیکھیں صفائ تو میں تب دونگا جب وہ ثبوت دکھائیں گی ۔۔۔میں ایک سیاستدان ہوں اور سیاستدانوں پر اکثر ایسے ہی الزام لگتے ہیں

جمیل اکبر نے نہایت مطمئین ہو کر جواب دیا۔

سلطان اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ وہی سائیڈ پر بیٹھا تھا۔جو کہ اپنے باپ کو

اس قدر بہادری سے جھوٹ بولتا دیکھ کر فخر سے مسکرا رہا تھا۔

لیکن سر آپ پر ہی کیوں یہ الزام لگایا گیا ۔اور بھی تو بہت سے نامور سیاستدان ہیں

رپورٹرز میں سے ایک نے سوال پوچھا۔

شاید وہ مجھ سے بہت زیادہ خوفزدہ ہیں۔اور ایسا بھی ممکن ہے کہ یہ انہی نامور سیاستدانوں کی سازش ہو

وہ پر اعتماد لہجے میں بولا۔

بہت سے سوالات پوچھے گئے اور جمیل اکبر نے بڑی ڈھٹائی سے جھوٹ بولتے ہوئے ان کے جواب دیے تھے ۔پھر وہ اٹھا اور سلطان اور اسکے دوستوں کے ہمراہ وہ باہر نکل گیا۔باہر لوگوں کا ایک بڑا ہجوم جمع تھا۔جن میں سے چند تو اس قتل کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔اور کچھ ان کے حق میں نعرے لگا رہے تھے۔

تبھی ایک

Audi

آکے رکی اور ہیر نے کار کا دروازہ کھولا اور باہر نکلی ۔وہ بلیک ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھے جس پر

Black Me

کو سفید رنگ سے لکھا گیا تھا۔اس پر ہیر نے سکن رنگ کا فلفی مفرل لے رکھا تھا ۔اسکے بال الجھے ہوئے اور بکھڑے ہوئے تھے۔

اسکے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ کسی نے اس پر توجہ نا دی ۔ہیر نے وہ شراب کی بوتل جمیل اکبر کے بلکل سامنے پھینکی۔جس پر جمیل اکبر کا پیر زخمی ہو گیا مگر ہجوم اتنا تھا کہ پھینکنے والے کا پتا نا چل سکا۔سلطان اپنے باپ کو سہارا دیتا ہوا غصے سے آگے بڑھنے لگا ۔ تبھی ایک آواز پر وہ چونکا۔

سلطاااان جمیللل!!!!!ہیر اپنی پوری قوت سے چلائی تھی۔اسکی آواز پر سلطان نے پیچھے مڑ کے دیکھا اور ہیر کو دیکھ کر اسکے چہرے کے زاویے بدلے تھے۔

سلطان سمیت اب پورے ہجوم کی نظر ہیر اکمل خان پہ جمی تھی ۔کیمرا مین نے اپنےکیمرے اسکی جانب موڑ دیے تھے ۔لوگ اس لڑکی کو حیرانی سے دیکھنے لگے۔جو انتہائی اجھڑی حالت میں وہاں موجود تھی۔

**** you

۔سلطان اسکی طرف غصے سے بڑھنے لگا ہی تھا جب جمیل اور سلطان کے ۔ دوستوں نے اسے روکا

کوئی تماشا مت کرو سب لوگ موجود ہیں

یہ سرگوشی جمیل اکبر نے اسکے کان میں کی تھی۔وہ لوگ اسے زبردستی اپنے ساتھ کار میں بٹھا کے لے گئے۔ہیر نے یہ دیکھ کہ زوردار قہقہہ لگایا

بزدل

جبکہ نیوز چینلز کو ایک بڑی بریکنگ نیوز مل گئ تھی۔

مسز اکمل ٹی وی لاؤنج میں چائے لے کر آئ جہاں اکمل خان پہلے سے ہی ۔ موجود تھے

وہ مسز سیال نے انکار کر دیا ہے

وہ اکمل خان کے کپ میں کیتلی سے چائے ڈالتی ہوئ بولی۔

کیوں

اکمل خان نے پیشانی پہ بل ڈالتے ہوئے کہا۔

پتا نہیں ! انکا کہنا تھا کہ ان کا بیٹا کسی اور میں انٹرسٹڈ ہے

وہ چائے کی چسکی لگاتے ہوئے بولی۔

نہیں تو نا سہی ۔۔۔ہماری ہیر بھی ماشااللہ بہت پیاری ہے اسے بھلا رشتوں کی کمی ہے

اکمل خان اپنا سر خفگی سے ہلاتے ہوئے بولے۔

مگر مجھے تو کچھ اور ہی لگتا ہے

مسز اکمل آنکھیں ان پہ گھاڑتی ہوئی بولی۔

کیا مطلب

دیکھیں اکمل صاحب ۔۔۔جب تک وہ دونوں ہمارے ساتھ بیٹھے تھے تب تک تو انکا بیٹا بھی راضی تھا اور مسز سیال بھی بہت خوش تھی وہ تو باقاعدہ تعریفیں کر رہی تھی ہیر کی مگر جب ہیر اسے اوپر کے کے گئ تو اسنے گھر جاتے ہی انکار کر دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مسز اکمل نے اپنی بات مکمل کی۔

تم کیا کہنا چاہ رہی ہو ۔صاف صاف کیوں نہیں کہتی

اکمل خان جھنجھلاتے ہوئے بولے۔

مجھے تو لگتا ہے ہیر نے ہی کوئ الٹی سیدھی حرکت کی ہے جسکی وجہ سے انہوں نے انکار کر دیا

ارے نہیں ! بھلا ہیر کو کیا پڑی ہے ایسی کوئ حرکت کرنے کی تم بھی نا فضول میں ہی اس کے خلاف ہو۔

اکمل صاحب اپنی بیٹی کی طرف داری کرتے ہوئے بولے۔

دیکھ لیں سچ ہے پھر کڑوا تو ہونا ہی ہے

اچھا بس کردو

اکمل صاحب نے ناگواری سے کہا اور ریموٹ سے ٹی وی آن کر دیا۔

بریکنگ نیوز !!! آج کی جمیل اکبر کی منعقد کردہ پریس کانفرنس کے باہر ایک لڑکی نے شراب کی بوتل پھینک کر جمیل اکبر کا ایک پیر زخمی کر دیا۔۔۔۔اور تو اور اس نے بھڑے مجمع میں جمیل اکبر کے بیٹے سلطان اکبر کو قابل اعتراض گالی بھی دی

نیوز چینل پہ یہ خبر دیکھ کر مسز اکمل اور اکمل خان ہکا بکا رہ گئے۔

ہیر کی تصویر ٹی وی سکرین پر دکھائی جا رہی تھی۔۔۔کیمرا مین نے اس پوری ویڈیو کو نیوز چینل پہ نشر کر دیا تھا۔

مسز اکمل نے نظریں گھما کر اکمل صاحب کی طرف دیکھا جو بے یقینی سے ٹی وی کی سکرین کو بنا پلک جھپکے دیکھ رہے تھے

ہیر جب رات کو اپنے گھر میں داخل ہوئی تو ٹی وی لاؤنج میں مسز اکمل اور اکمل خان صوفے پہ بیٹھے اسکی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔

hello buddy ، hi mum

آپ لوگ میرے انتظار میں جاگ رہے ہیں

I just can't believe this۔

ہیر چہکتے ہوئے بولی۔جبکہ ان دونوں کے چہرے پہ سنجیدگی چھائی تھی۔

تبھی مسز اکمل اٹھی اور ہیر کے قریب گئی۔

کیا ہوا کوئی بھوت دیکھ لیا کیا

ہیر نے انہیں ہنوز اپنی طرف دیکھتے دیکھا تو ہیر بولی۔

چٹاخ!!!!!!

مسز اکمل نے اسکے منہ پہ طمانچہ دے مارا تھا۔ہیر اب حیرانی سے اپنے گال پہ ہاتھ رکھے انہیں بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

شرم نہیں آتی تمہیں یہی سب سکھایا ہے ہم نے تمہیں

مسز اکمل روہانسی ہوتے ہوئے بولی۔

ہیر نے سوالیہ نظروں سے اکمل خان کی جانب دیکھا۔جو اس سے نظریں ملنے پہ اپنا سر جھکا گئے تھے۔

کوئی مجھے بتائے گا کہ ہوا کیا ہے اور آپ پاگل ہو گئے ہیں کیا

ہیر چلاتے ہوئے بولی۔مسز اکمل نے اسکی انا کی توہین کرتے ہوئے اسے تھپڑ جو دے مارا تھا۔

بکواس بند کرو۔۔۔میں پاگل نہیں ہوئی تم پاگل ہو۔۔۔کیوں کیا تم نے یہ سب ۔۔۔۔تمہیں اپنے ماں باپ کی عزت کا زرا خیال نہیں آیا۔۔۔ صحیح کہتی تھی میں ۔۔۔ہو ہی تم ایک گھٹیا قسم کی آوارہ لڑکی

مسز اکمل غصے سے بولی۔

دوست ! دیکھو نا آپکی بیوی مجھے آپکے سامنے آوارہ کہہ رہی ہے ۔۔۔آپ خاموش کیسے ہیں

ہیر اکمل خان کی طرف بڑھی۔ہمیشہ اس کی طرف داری کرنے والا باپ اب بلکل خاموش تھا۔

صحیح کہہ رہی ہیں ! میں نے تمہیں بہت بگاڑ دیا ہے۔۔اگر مجھے پتا ہوتا کہ تم کسی کو گالی دے کر شراب کی بوتل ہاتھ میں پکڑ کے ٹی وی پر ہماری عزت کی دھجیاں اڑاؤ گی تو کبھی تمہیں اتنی چھوٹ نا دیتا۔۔۔تم نے مجھے شرمندہ کر دیا ہیر

پہلی بار ہیر نے اکمل خان کو اس قدر سنجیدگی سے بات کرتے دیکھا۔لیکن اس کے خیال میں تو اسنے ایسی کوئی حرکت ہی نہیں کی تھی ۔۔۔۔یا شاید اسکے لیے ایسا کرنا بہت نارمل تھا۔

مگر۔۔۔۔

ابھی ہیر نے اپنی بات مکمل نہیں کی تھی جب مسز اکمل ہیر کا ہاتھ پکڑ کے اسے سیڑھیوں کے پاس لائ اور اپنی انگلی اوپر کی جانب کرتے ہوئے کڑے تیوروں سے اسے اوپر جانے کا کہا۔

ہیر نے ایک نظر اکمل خان کو دیکھا اور خود پہ ضبط کر کے پیر پٹختی اوپر چل دی۔

ہیر اپنے کمرے میں آئ اور غصے سے ادھر ادھر ٹہلنے لگی۔عجیب بے سکونی تھی۔سلطان کو اسکی اوقات دکھانے کے بعد بھی اسے سکون حاصل نہیں ہو رہا تھا۔تبھی اسنے اپنا موبائل آن کیا جو کے وہ کافی دیر پہلے آف کر چکی تھی۔وہ اپنے موبائل پہ 12 مختلف لوگوں کی بے شمار مسڈ کالز دیکھ کہ حیران رہ گئ۔وہ جانتی تھی کہ بات بگڑے گی مگر اتنی بگڑے گی۔اس بات کا اسے اندازہ نہیں تھا۔

ہیر نے اپنے بالوں پہ ہاتھ پھیرا اور خود کو پرسکون کرتی اپنا میسج بوکس چیک کرنے لگی۔

ہیر یہ کیا کر دیا تم نے!

we're you in your senses?

ردا نے اسے میسج کیا تھا۔

ہیر یہ ٹی وی والے کیا دکھا رہے ہیں

یار ہیر ! تو تو ایک دن میں ہی بدنام ہو گئ

ابے واہ ! میری جان تو بڑی مشہور ہو گئ ہے کبھی ہمارا بھی نام لو ٹی وی والوں کے سامنے

ہیر نے بہت سارے میسجز میں سے صرف چند لوگوں کے میسجز پڑھے جو اسے تپانے کے لیے کافی تھی۔

اسنے غصے سے اپنا موبائل زور سے بیڈ پہ پٹکا اور خود واشروم میں چلی گئ۔

ناجانے کتنی ہی دیر وہ شاور لیتی رہی مگر شاور کا ٹھنڈا پانی بھی اسکا غصہ ٹھنڈا کرنے میں بری طرح ناکام رہا تھا۔اسے اس ماحول سے گھٹن ہو رہی تھی۔وہ کپڑے پہن کر اپنے کمرے سے باہر آئ اور اے سی کا ٹیمپریچر کم کردیا۔وہ کتنی ہی دیر بیڈ پر کروٹیں بدلتی رہی ۔آخر کار نیند کی دیوی کو اس پر ترس آ ہی گیا۔

ہیر صبح اٹھی ۔۔۔۔کچھ سوچتے ہوئے اسنے یونیورسٹی نا جانے کا ارادہ کیا۔وہ

لوگوں کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔۔اسے تھپڑ والی ویڈیو اب تک یاد تھی اب تو بات پورے ملک تک جا پہنچی تھی ۔۔۔جو دوسرے لوگوں کے لیے شاید معمولی بات ہوتی مگر ہیر کے جاننے والوں کے لیے یہ کوئ چھوٹی بات نہیں تھی۔

وہ فریش ہو کر نیچے آئ تو اکمل خان گھر پہ موجود نہیں تھے۔ وہ ڈائیننگ ٹیبل سے ایک سیب اٹھا کہ باہر گیراج کے پاس آ کے بیٹھ گئ۔موسم آج خاصا خوشگوار تھا۔وہ ابھی موسم کو محسوس کر ہی رہی تھی کہ مسز اکمل باہر آئ۔

تم یہاں باہر کیا کر رہی ہو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر نے انکی بات پہ پیچھے مڑ کے انکی طرف دیکھا۔

کیوں مجھے اس کے لیے بھی آپکی پرمیشن کی ضرورت ہے

ہیر چڑتے ہوئے بولی۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں مطمئین بے غیرت !! تم ان لوگوں میں سے ایک ہو

مسز اکمل نا گواری سے بولی۔

یار آج آپکو کہیں نہیں جانا

ہیر جیسا کارنامہ تم نے انجام دیا ہے نا میں تو پورے دس دن باہر نا جاؤں۔۔۔باہر جا کر بھی تو تمہاری وجہ سے ذلیل ہی ہونا ہے

مسز اکمل آج اسے لفظوں کی مار مار رہی تھی۔

اوہ۔۔۔اب سمجھی

ہیر مسکراتے ہوئے بولی۔

جاؤ اندر جاؤ ۔۔اگر یہاں تمہیں کسی نے دیکھ لیا نا تو لوگ آجائیں گے سوال جواب پوچھ کر مجھے شرمندہ کرنے

مسز اکمل کے لہجے میں حقارت تھی۔

ہیر نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر خود کو قابو کرتے ہوئے اندر کی جانب چل دی۔

جبکہ مسز اکمل اس کی پشت کی طرف دیکھنے لگی۔

میں اسے چھوڑونگا نہیں۔۔۔ہمت کیسے ہوئی اس دو ٹکے کی لڑکی کی

سلطان اس وقت جمیل اکبر کے پاس بیٹھا غصے سے کڑھ رہا تھا۔ہیر نے سب کے سامنے اسے ذلیل کیا تھا۔جمیل اکبر نے جب سلطان سے ہیر کے بارے میں پوچھا تو اس نے ساری تفصیل اسے بتائی کہ کیسے ان سب کی شروعات ہوئی ۔۔کیسے ان نے ہیر کو نیچا دکھانا چاہا اور کیسے ہیر نے اس کے منہ پہ تھپڑ دے مارا۔۔اس کے بعد اس نے ہیر کا فوٹوشوٹ کرنے سے سٹوڈیو کے سٹاف کو ڈرا دھمکا کے منع کیا۔۔اور اب ہیر نے ان سے کیسے بدلہ لیا تھا۔

کیا ضرورت تھی تمہیں ان جھمیلوں میں پڑنے کی۔ تمہارے دوست کا معاملہ تھا اسے ہی سلجھا لینے دیتے

جو ہو چکا اس کا میں کچھ نہیں کر سکتا ۔ مگر اسے میں اب کسی صورت بھی نہیں چھوڑونگا

سلطان کی رگیں پوری طرح تن چکی تھی۔

کہہ تو تم ٹھیک ہی رہے ہو ۔۔۔میری ساری پوزیشن خراب ہو گئ ۔ مجھے نیچا دکھانے اور بدنام کرنے کا میرے مخالفوں کو ایک اور موقع مل گیا اور یہ سب اس لڑکی کی وجہ سے ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جمیل اکبر کچھ سوچتے ہوئے بولا

تو ہم کس بات کا انتظار کر رہے ہیں! ابھی اسکو اسکا انجام بتا کر آتا ہوں

نہیں ۔۔۔! ابھی حالات ہمارے حق میں نہیں ہیں ۔اب مزید میڈیا کو کوئ موقع نہیں ملنا چاہیے۔جو بھی کرنا ہے چوری چھپے کرنا ہے ۔۔۔کسی کو علم نہیں ہونا چاہیے۔۔۔تاکہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے۔

جمیل اکبر اپنی مونچھ کو تاؤ دیتے ہوئے بولا۔

ان کی بات سمجھ کے سلطان نے اس بات میں سر ہلا دیا۔

ہیر گھر میں بیٹھ بیٹھ کے تھک گئ تھی ۔یہ پہلا دن تھا جب وہ کہیں باہر نہیں گئ تھی شاید اسی لیے وہ اتنی اوازار تھی۔ اکمل خان شام کو 6 بجے گھر آئے ۔۔۔انہوں نے ہیر سے کوئ بات نہیں کی تھی ہیر کا دل چاہا کہ وہ ہی ان سے بات کی شروعات کرے مگر پھر انا آرے آ گئ۔

جب رات کے 12 بجے تو یہ گھر اسے کاٹ کھانے کو دوڑنے لگا۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ اٹھی اور اپنی کار کی چابیاں لے کر وہ نیچے آئ۔ مین گیٹ کو مسز اکمل پہلے ہی لاک لگا چکی تھی۔ اسنے ڈپلیکیٹ چابی ٹٹولی مگر وہ بھی اپنی جگہ ۔ سے غائب تھی

کچھ سوچتے ہوئے وہ اپنے ماں باپ کے کمرے کی طرف بھڑی اور دروازے پہ ۔ دستک دی ۔ اجازت ملنے پر ہیر اندر داخل ہوئ

مام ! مجھے مین گیٹ کی چابی دیں

کیوں ۔۔۔تمہیں کیوں چاہیے چابی

مسز اکمل اسے بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

جبکہ اکمل خان خاموشی سے اپنے موبائل پہ مصروف تھے مگر کان انکے انہیں کی طرف تھے۔

مجھے باہر جانا ہے

ہیر نے مختصر سا جواب دیا۔ وہ مسز اکمل کی انویسٹیگیشن سے تنگ آ گئ تھی ۔
اتنے سوالات اس سے پہلے کبھی نہیں پوچھے گئے تھے۔

آفرین ہے تم پہ ! کیا منہ لے کر باہر جاؤ گی ہاں!

مسز اکمل طنزیہ لہجے میں بولی۔

۔ ہیر نے اپنی آنکھیں سکیڑیں

اللہ ایسی ماں کسی کو نا دے

ہیر دل میں گویا ہوئ۔

مام! میں کیا منہ لے کر باہر جاؤنگی یہ میرا مسئلہ ہے آپ مجھے چابی دیں

That's it!

ہیر حتمی لہجے میں بولی تھی۔

مسز اکمل نے کچھ کہنے کے لیے اپنے لب کھولے ہی تھے کہ اکمل خان بول اٹھے

دیدو اسے چابی

آخر کو وہ انکی ہیر تھی۔ وہ زیادہ دیر تک اس پہ سختی نہیں کر سکتے تھے۔

ہیر نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

میں اسے دروازہ کھول دیتی ہوں ۔۔۔چابی میں اپنے پاس ہی رکھوں گی

یہ کہتے مسز اکمل اٹھی اور باہر مین گیٹ کی طرف لپکی اور اسے دروازہ کھول کر دیا۔

ہیر نے ان پہ ایک سرسری نظر ڈالی اور کار میں بیٹھ کر کار سٹارٹ کر دی۔

مسز اکمل اسکی کار کو دور جاتا دیکھنے لگی۔

ہیر ڈیڑھ بجے تک سڑکوں پہ بے مقصد ڈرائونگ کرتی رہی تھی۔ آخر کار جب وہ ڈرائونگ کر کر کے تھک گئ تو اسنے اپنی کار ایک جگہ کھڑی کی اور رات کے خوشگوار ماحول میں سنسان سڑک پہ ٹہلنے لگ گئ۔ سڑک پہ کوئی نہیں تھا ۔ شاید اسی لیے وہ اس قدر پر سکون تھی

ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے سے ٹکراتی اس کی روح تک سکون پہنچا رہی تھی ۔ کچھ دیر کے لیے وہ اپنی الجھنوں کو واقعی بھول گئ تھی ۔ اسے کچھ یاد نہیں تھا ، نا وہتھپڑ ،نا جلال سے بات کرنا، نا سلطان کو گالی دینا، نا ہیڈ کا فوٹو شوٹ کے لیے انکار کرنا، نا مسز اکمل کی طنزیں باتیں اور نا ہی اکمل خان کی ناراضگی۔۔۔یاد تھا تو بس یہ کہ ہیر خان خوش تھی اور وہ پرسکون تھی۔

ہیر چلتے چلتے اپنی کار سے بہت دور آگئ تھی۔اچانک ایک جیپ ہیر کے سامنے آکے رکی۔ اس جیپ میں سے 5 نقاب پوش نکلے۔ ہیر ابھی ٹھیک سے کچھ

سمجھ ہی نہیں پائی تھی کہ ان لوگوں میں سے ایک نے ہیر کے پیٹ میں مکا مارا۔ اور اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر دوسرے لڑکے نے ہیر کے بالوں کو کھینچتے ہوئے اس کے منہ پہ ایک گھونسا دے مارا ۔

آہ! ہیر درد سے بلبلا اٹھی ۔ وہ گھونسا واقعی بہت شدید تھا ۔ ہیر کا نچلا ہونٹ ایک کونے سے پھٹ گیا اور اس میں سے خون کے چند قطرے بہے ۔ پھر اسی لڑکے نے ہیر کو دھکا دے کر زمین پر پھینکا۔ ہیر سڑک پہ جا گری ۔

ابھی اسنے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ ان پانچوں نے یک دم ایک ساتھ مل کے اس پہ لاتیں برسانا شروع کردی۔ ہیر نے اپنا دفاع کرنے کی بھر پور کوشش کرتے ہوئے اپنا چہرہ اور اپنے جسم کا اوپری حصہ اپنے بازووں اور ٹانگوں سے ڈھکا۔۔۔کم از کم اتنا جتنا وہ ڈھک سکتی تھی۔

وہ لوگ اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اس پر اپنی لاتیں برسا رہے تھے جبکہ ہیر ابھی جسم کے ایک حصے میں تکلیف محسوس کرتی ہی تھی کہ جسم کا دوسرا حصہ تکلیف اور درد سے کراہ اٹھتا تھا ۔ ناجانے ظلم کا یہ سلسلہ کب تک جاری رہا ۔ جب ہیر کا جسم پوری طرح سے درد میں ڈوب گیا اور ہیر چیخ چیخ کے اس بات کی گواہی دینے لگی تو انہوں نے ہیر کو اس جیپ میں دھکا دیا۔۔۔ہیر ان کے چہروں کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی مگر چونکہ انہوں

نے نقاب پہن رکھا تھا اسی لیے وہ انہیں پہچان ہی نہیں پا رہی تھی۔

انہوں نے جیپ کا رخ ہیر کے گھر کی جانب کیا اور ہیر جس سوسائیٹی میں مقیم تھی اس سوسائیٹی کی ایک سڑک پہ انہوں نے جھٹکے سے گاری روکی اور ہیر اکمل کو باہر دھکا دیا۔ اور انہوں نے جیپ واپس دورا دی۔

دھکے کی وجہ سے ہیر سڑک پہ اوندھے منہ گری تھی جس کی وجہ سے اسکا سر سڑک سے زور سے ٹکرایا تھا اور وہاں پر سوجھن کے ساتھ نیل بھی بن گیا تھا۔ اس کے علاوہ اسکے بازووں اور ٹانگوں پر بھی کافی خراشیں آئ تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باس آپنے جو کام کہا تھا وہ ہم نے سر انجام دے دیا ہے

ان پانچ لڑکوں میں سے ایک نے سلطان کو فون پہ یہ جملہ کہا تھا۔

اسے کسی طرح کا شک تو نہیں ہوا

باس ہم نے انہیں موقع ہی نہیں دیا تھا

۔ وہ لڑکا فخریہ انداز میں بولا

ٹھیک ہے صبح تک رقم تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائے گی

۔ یہ کہتے ہی سلطان نے فون بند کردیا

!اوہ بے چاری ہیر اکمل خان

سلطان کا قہقہہ پورے کمرے میں گونجا تھا۔

ہیر نے کڑھتے ہوئے اسی سڑک پہ با مشکل بیٹھنے کی ہمت کی۔ درد جسم کے پور پور سے اٹھ رہا تھا۔ ہیر نے اپنے ہاتھ اوپر کرتے ہوئے سڑک پہ لگی لائٹ میں انہیں دیکھا جہاں پر مٹی اور خراشوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔

بڑی ! مام نے مجھے آج تھپڑ مارا تھا پوچھیں ان سے

ہیر تب 8 سال کی تھی ۔ ہیر پر کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا چاہے وہ بڑی سے بڑی غلطی بھی کر دیتی تو اکمل خان اسے ڈانٹنا تک گوارہ نا کرتے بلکہ جو اسے ڈانٹنے یا مارنے کی جرائت کرتا وہ اسکی کلاس لگا لیتے ۔ آج ہیر کی کسی حرکت پہ مسز اکمل نے طیش میں آ کے ہلکی سی چپت اسے لگائی تھی مگر انہیں کیا پتا تھا کہ یہ ہلکی سی چپت بھی انکو بہت بھاڑی پڑنے والی تھی۔ اکمل خان ابھی آفس سے آئے ہی تھے کہ ہیر نے ان سے شکایت کر ڈالی۔

ارے تھپڑ نہیں تھا چپت تھی

مسز اکمل نے ہیر کی اصلاح کی۔

۔۔۔ بیگم خبردار ! جو تم نے میری بیٹی کو کبھی ہاتھ بھی لگایا

اکمل خان نے سنجیدگی سے تنبیہہ کی تھی۔

مگر اکمل وہ بگڑ جائے گی

ارے بگڑتی ہے تو بگرنے دو ۔۔میں اسکا بگڑنا افورڈ کر سکتا ہوں مگر کسی کا اس پہ ہاتھ اٹھانا بلکل برداشت نہیں کرونگا میں

ہیر نے کرب سے آنکھیں میچی۔ اسنے گہرے سانس لیتے ہوئے خود کو بڑی مشکل سے اپنے قدموں پہ کھڑا کیا۔ اسکا گھر پیدل چلنے پر 5 منٹ کی مسافت پر تھا۔

ہیر لڑکھڑاتی ہوئی اپنے گھر کی جانب چل دی ۔ یہ پانچ منٹ نہیں بلکہ ہیر کو پانچ صدیاں لگی تھی۔ ہیر نے اپنے ساتھ ہونے والے واقعے کے بارے میں پھر سے سوچا ۔۔ایک آنسو اسکی آنکھ سے بہہ نکلا۔ ہیر اکمل خان رو رہی تھی یہ دنیا کے معجزوں میں سے ایک معجزہ تھا ۔ آنسووں کی روانی میں تیزی اور شدت آئی تھی ۔ مگر حلق سے ایک آواز تک نا نکلی تھی اور یہی تو بے بسی کی انتہا تھی۔

ہیر کا سڑک پہ ایک ایک قدم چلنا اسے پل صراط پہ چلنے کے مترادف لگ رہا تھا ۔

گھر کے قریب جا کہ اسنے اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کیے اور اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے خود کو کمپوز کر کے وہ آگے بڑھی۔

کافی دیر وہ یونہی دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر ہمت جمع کرتی رہی قریبا
۔ 3 منٹ بعد اس نے دروازے پر دستک دی

تھوڑی دیر کے انتظار کے بعد مسز اکمل نے دروازہ کھولا۔

!!ہیرر ر

وہ بے یقینی کی کیفیت میں اسے منہ کھولے دیکھ رہی تھی۔

ہیر نے انکی کیفیت کو زیر غور لائے بنا ہی کہا۔

راستہ دیں مجھے

مسز اکمل راستے سے ہٹ گئ۔ ہیر نارمل انداز میں اندر کی جانب بڑھی اور مسز اکمل اسکے پیچھے لپکی۔

اکمل صاحب ! یہ دیکھیں ہیر کو...

مسز اکمل نے اکمل خان کو مخاطب کیا جو پہلے سے ہی لاؤنج میں بیٹھے ہیر کا ۔ انتظار کر رہے تھے۔ وہ ہیر کی حالت دیکھ کر چونکے

ہیر یہ

کچھ نہیں ہے ۔۔۔سلطان نے کیا ہے جانتی ہوں

ہیر ان کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

تم پاگل ہو گیا۔۔۔۔تم نے ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ تم نے ہمیں چین سے

۔۔۔۔ جینے نہیں دینا

مسز اکمل چلاتے ہوئے بولی۔

مام! چپ ہو جائیں

تم چپ ہو جاؤ

۔ اب کی بار اکمل خان چلائے تھے

ہیر انکے لہجے پہ ساکت رہ گئی۔

ڈیڈ میں اسے اسکا انجام بتادوں گی آپ کیوں اتنا ہائپر ہو رہے ہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر نے انہیں پر سکون کرنے کی کوشش کی۔

نہیں! اب تم ایک قدم باہر نہیں رکھو گی ورنہ میں تمہاری جان خود لے

لونگا۔۔۔دفع ہو جاؤ اپنے کمرے میں

اکمل خان چیختے ہوئے بولے۔

۔ ہیر نے زبردستی مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا اسکی مسکراہٹ شاید ایک طنز تھی

شکر کرتی ہوں کہ آپکا روپ بھی میں نے آج ہی دیکھ لیا

اتنا کہہ کر ہیر رکی نہیں تھی بلکہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی اوپر چلے گئی۔

اکمل خان کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر مسز اکمل ان کے لیے پانی کا گلاس لینے چلی گئیں۔

ہیر نے غصے سے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کر دیا ہیر کے کمرے کے درودیوار دروازے کی آواز سے گونج اٹھے تھے۔

وہ الماری کی طرف بھڑی اور اس میں سے ایک دراز کھول کے فرسٹ ایڈ بوکس نکالا ۔ ٹشو پکڑ کے اسنے بڑی بے دردی سے اپنے ہونٹ کے پھٹے ہوئے کونے پہ رگڑا ۔ تکلیف تو ہوئی تھی مگر یہ تکلیف اس تکلیف سے زیادہ نہیں تھی جو اس نے کچھ دیر پہلے اٹھائی تھی۔

ہیر کی آنکھوں میں ابھی بھی پانی جمع تھا مگر اب وہ بہہ نہیں رہا تھا۔ اسنے کافی دیر لمبے لمبے سانس لے کر خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی مگر سب بےکار تھا ۔ آخر کو اس نے اپنی یہ کوشش ترک کر کے کپڑے تبدیل کرنے ۔ کی غرض سے اپنے قدم ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا دیے

دروازے کے نوب پہ ہاتھ رکھ کہ گھمایا اور اندر داخل ہوتے ہوئے اپنی الماری کی طرف بڑھ ہی رہی تھی کہ آئینے پہ ایک نظر اٹھنے کی وجہ سے اس کے قدم وہیں پر جم گئے۔ ہیر نے سن سے کیفیت میں اپنے قدم آئینے کی جانب موڑے اور سینک پہ ہاتھ رکھ کہ وہ بغور اپنے چہرے کو دیکھنے لگی۔

یہ ہیر تو نہیں تھی ۔۔۔بھلا یہ ہیر کیسے ہو سکتی تھی۔ وہ آئینے میں کھڑی لڑکی تو ایک کمزور لڑکی تھی۔ اور ہیر اکمل خان کمزور ہو یہ تو نا ممکن تھا ۔ ہیر اپنے چہرے کو اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چھوتے ہوئے اس بات کی یقین دہانی کر رہی تھی کہ وہ شیشے میں نظر آنے والی لڑکی ہیر اکمل خان ہی تھی۔ ہیر کی آنکھوں میں پانی مزید بڑھ آیا تھا۔

کیا تھا اس کے چہرے پر ! کچھ بھی نہیں تھا۔ ایک لڑکی جسے 5 لڑکے مل کر بنا سنبھلنے کا موقع دیے مار کے جا چکے تھے اسکے چہرے پر سوائے کرب ، حقارت ،کڑواہٹ ، ٹوٹی ہوئی انا کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا۔ ہیر نے شکست خوردہ انداز میں اپنا چہرہ نیچے جھکایا اور پھر اسے اوپر اٹھا کہ آئینے میں دیکھا۔ آئینے میں نظر آنے والی ہیر اب اس پہ مسکرا رہی تھی ۔ ہیر نے بنا پلک جھپکے اپنے عکس کو دیکھا۔ اس کا عکس اس پہ مزاق اڑانے والے انداز میں ہنس رہا تھا ۔ ہیر نے لمبا سانس لے کر اپنی آنکھیں بند کی اور سینک کا نلکا کھول کر اپنے چہرے پہ پوری قوت سے پانی دے مارا۔ اپنا چہرہ اچھے طریقے سے دھو کے اسنے تولیے سے بڑی بے دردی سے اپنا چہرہ صاف کیا اور ڈریسنگ روم سے باہر نکل آئی۔ غصہ اسکے وجود کے اندر ہلکورے کھا رہا تھا۔

ٹیبل پہ پڑی سینڈریلا کے پتھر سے بنے پتلے کو اس نے اٹھایا اور اسے اپنے چہرے کے سامنے کا کہ غور سے دیکھنے لگی۔ پھر کچھ دیر پہلے والا منظر اسکی نظروں کے سامنے آیا اور اس نے پوری قوت سے اس پتلے کو زمین پہ پٹکا ۔

وہ چھناکے سے ٹوٹ کہ زمین پہ بکھڑ گیا بلکل ہیر کی طرح۔ پھر ہیر نے تپبل پہ پڑے ایک شو پیس کو اٹھایا اور زمین پہ دے مارا ۔ شیشے سے بنے اس شو پیس کی کرچیاں پورے کمرے میں بکھڑ گئیں۔ یکے بعد دیگرے ہیر نے وہاں موجود کئ چیزیں اٹھا کہ نیچے ماری ۔ غصا نکل گیا تھا مگر ابھی بے بسی باقی تھی۔ ہیر گھٹنوں کے بل کمرے کے وسط میں بیٹھ گئ۔ ضبط کرنے کی پوری کوشش کی مگر جب کامیابی نا مل سکی تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئ۔ ہیر نے بے بسی سے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے بال نوچتے ہوئے زور زور سے کئ مرتبہ چیخیں ماری ۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔

آخر جب بے لسبے بھی ظاہر ہو گئ تو اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور پر سکون سے انداز سے نیچے بکھرے ٹکڑوں سے اپنا پیر بچاتے وہ اپنے بیڈ پہ آکے لیٹ گئ ۔ سائیڈ لیمپ آف کیا اور کمفرٹر اوڑھ کر پر سکون ہو کر لیٹ گئ۔

صبح کے 11 بج رہے تھے ۔ مسز اکمل اور اکمل خان نیچے بیٹھے ہیر کے منتظر تھے۔ مگر ہیر کا کوئ نام و نشان نہیں تھا ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ ہیر ابھی تک نیچے نہیں آئ تھی۔

آخر کار اکمل خان سے رہا نا گیا تبھی وہ مسز اکمل سے مخاطب ہوئے

ہیر کہاں رہ گئی ہے ، ابھی تک آئی کیوں نہیں

ان کے لہجے میں فکر مندی تھی۔

خدا جانے۔۔۔چلو اچھا ہے کچھ دیر اکیلی ہی رہے گی تو ٹھیک ہو جائے گی

مسز اکمل کوفی کا ایک سپ لیتے ہوئے بولی۔

کچھ تو خدا کا خوف کرو بیٹی ہے تمہاری

ہاں جانتی ہوں۔۔۔۔مگر جب اولاد غلط ہو تو اسے غلطی کی سزا بھی دینی چاہیے مسز اکمل نے طنز کیا تھا۔

سزائیں ہی تو دیتی آئی ہو تم ۔۔۔اتنی سختی نہیں کرنی چاہیے کہ اولاد باغی ہو جائے اور ویسے بھی ہیر سختی سے سدھرنے والی نہیں ہے۔۔ڈانٹنے کے بجائے محبت سے سمجھانا چاہیے کیونکہ محبت اثر رکھتی ہے اکمل خان انہیں سمجھاتے ہوئے بولے۔

اچھا بند کریں اپنا لیکچر

مسز اکمل چڑھتی ہوئی بولی۔

میں جا رہا ہوں اوپر ہیر کو دیکھنے تب تک تم اس کا ناشتہ تیار کرواؤ رات سے بھوکی ہے میری بیٹی

یہ کہتے ہوئے اکمل خان اوپر چل دیے جبکہ مسز اکمل نے اپنا رخ کچن کی

طرف موڑا۔

ہیر کے دروازے پہ دستک ہوئی وہ جانتی تھی دروازے کی اس جانب کون ہوگا مگر وہ ان سے ناراض تھی ۔ وہ مسز اکمل کا ایسا ری ایکشن تو توقع کر سکتی تھی مگر اسے یہ توقع ہر گز نہیں تھی کہ اسکا باپ بھی اسکو ڈانٹ دے گا حالانکہ غلطی اس کی تھی بھی نہیں۔

جب ہیر کے کمرے سے کوئی جواب نا آیا تو اکمل خان دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ ہیر کا کمرا پتھڑ اور کانچ کے ٹکڑوں سے بھڑا تھا جو اس نے رات کو توڑے تھے۔ اکمل خان اسکے کمرے کی یہ حالت دیکھ کر بھونچکا رہ گئے ۔ تو معاملہ اس قدر سنجیدہ نوعیت کا تھا۔ اکمل خان نے ٹھنڈی آہ بھڑی۔

ہیر اپنے بیڈ پر براجمان تھی اکمل خان کو دیکھ کر اس نے کسی طرح کا رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا۔

اکمل خان احتیاط سے چلتے ہوئے ہیر کے قریب آ کے بیٹھ گئے۔

کیسا ہے میرا بیٹا

اکمل خان جھکتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئے۔

جبکہ ہیر نے ان کی بات سن کر کوئی جواب نا دیا اور اپنے چہرے کا رخ

۔ دوسری طرف کر لیا

!۔۔۔ناراض ہے میری جان

اکمل خان اسکے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے گویا ہوئے۔

نہیں! میں بھلا کیوں ناراض ہونگی

ہیر انکی طرف دیکھتے ہوئے بولی اسکے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

تو پھر اپنے دوست کو اتنا اگنور کیوں کر رہی ہو ہاں

اکمل خان اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولے۔

آپ میرے دوست نہیں ہیں میرے ڈیڈ ہیں! میں شروع سے ہی غلط فہمی کا شکار تھی ۔۔۔مگر کل رات میرے ڈیڈ نے میری غلط فہمی دور کردی

ہیر کا اشارہ ان کے کل رات والے رویے کی طرف تھا۔

بیٹا میں۔۔۔میں ڈر گیا تھا۔ ڈر گیا تھا کہ میں اپنی بیٹی کی حفاظت نہیں کر سکا ۔۔۔تھا۔ وہ لڑکا جس نے تم پر حملہ کروایا تھا وہ، وہ تمہاری جان بھی

اکمل خان کہتے کہتے رک گئے۔ وہ ایسا سوچنا بھی نہیں چاہتے تھے ۔ زبان میں اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ وہ الفاظ ادا کر سکتی۔

نہیں ڈیڈ! وہ نہیں مار سکتا تھا مجھے ۔ آپ کی بیٹی کوئی معمولی ہیر نہیں ہے ۔

آپ کو کیا لگتا ہے کہ ہیر کو مارنا اتنا آسان ہے نہیں ڈیڈ! کیا آپکو نہیں پتا کے آپکی بیٹی کتنی بہادر ہے

ہیر بچوں کی طرح ان سے مخاطب ہوئی تھی۔

۔ ہاں میں جانتا ہوں میری بیٹی شیرنی ہے

انکی بات سن کر ہیر انکے گلے لگ گئی۔

۔۔۔پر بیٹا جو ہوا اسے بھول جاؤ ۔ اب تم ایسی کوئی حرکت نہیں کروگی ہاں

اکمل خان کے لہجے میں التجا تھی۔

!نہیں بھول سکتی ڈیڈ

ہیر ان سے الگ ہوتے ہوئے بولی۔

آپکو لگتا ہے کہ میں غلط تھی

نہیں بیٹا تم غلط نہیں تھی تم نے جو کیا وہ غلط تھا

اکمل خان کے لہجے میں مٹھاس تھی۔

!ڈیڈ

ہیر نے شکوہ کناں آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

ہیر! کچھ چیزیں بلکل صحیح ہوتی ہیں مگر جب ان چیزوں کو غلط طریقے سے کیا

جاتا ہے تو وہ صحیح چیز بھی غلط ہو جاتی ہے۔

ہیر نے انکی بات سن کے اپنی نظریں جھکالی۔

اٹھو ناشتہ کرتے ہیں میرے بھی پیٹ میں چوہے دور رہے ہیں چلو شاباش

اکمل خان اور ہیر چہکتے ہوئے سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگے۔

دو دن گزر گئے تھے اس واقعے کو۔ ہیر کا رویہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بلکل نارمل ہو چکا تھا مگر اندر ہی اندر ہیر بجھ سی گئی تھی۔ وہ یونیورسٹی نہیں جا رہی تھی اور وہ بہت کم بولتی تھی۔ وہ لوگوں کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی

ہیر کی کیفیت کو اکمل خان نے بھی نوٹ کیا تھا مگر وہ اس معاملے میں اپنی بیٹی کے لیے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

مسز اکمل کے پاس معمول کے مطابق ہیر کے لیے وقت نہیں تھا وہ اپنے بزنس کو سنبھالنے میں کوشاں ہو گئی تھی۔

ہیر سارا دن گھر پہ رہتی ۔ وہ دو دن سے گھر سے باہر بھی نہیں نکلی تھی اور یہی بات اکمل خان کو کھائے جا رہی تھی ۔ بھلا ہیر پورے دو دن بنا باہر جائے کیسے رہ سکتی تھی۔

وہ تو اگر ایک دن بھی گھر سے باہر نا جاتی تو اسکی طبیعت میں چڑچڑا پن آجاتا

۔

اس وقت بھی ہیر ٹی وی لاؤنج میں صوفے پہ بیٹھی ٹی وی آن کیے بیٹھی تھی ۔ مگر توجہ اس طرف نہیں تھی ۔ ہیر اپنی سوچوں میں گم تھی

۔ اکمل خان لاؤنج میں داخل ہوئے ۔ہیر کو بیٹھا دیکھ کر وہ اسکی طرف بڑھے

!کیا ہو رہا ہے شیرنی

ہیر اپنی سوچوں کے چنگل میں پھنسی تھی اسی لیے اسے ان کی آمد کا علم نا ہوا۔

اکمل خان نے غور سے ہیر کا چہرہ دیکھا اور پھر تی وی ریموٹ پکڑ کے ٹی وی بند کردیا۔ ایک دم خاموشی ہونے پہ ہیر اصل دنیا میں واپس آئی تو اپنے پاس بیٹھے اکمل خان کو دیکھ کر چونکی۔

آپ کب ائے

تب جب تمھیں آس پاس کی خبر نہیں تھی

ہیر ان کی بات پہ شرمندہ ہو گئ۔

یونیورسٹی کیوں نہیں جا رہی تم

دل نہیں کرتا

ہیر نے منہ بناتے ہوئے انہیں جواب دیا۔

آں! تمہارا علاج مجھے پتا ہے ۔۔۔۔یہ لو ٹکٹس

۔ اکمل خان نے اسکے سامنے ٹکٹ لہرائے

یہ کس چیز کے ٹکٹ ہیں

ہیر ان ٹکٹس کو سوالیہ نظروں سے گھورتی بولی۔

۔۔۔۔ ناران کاغان کے

ڈیڈ

۔ ہیر نے انکی طرف خفگی سے دیکھا

whatt?

جب میں یونیورسٹی نہیں جا رہی تو ناران کاغان کیونکر جاؤنگی

ہیر نے وضاحت پیش کی۔

بیٹا ! میں اتنی محبت سے لے کر آیا ہوں کہ میری ہیر کو سیاحت کا بہت شوق ہے ۔ اور یہاں دیکھو۔۔۔۔میرا مان رکھلو

وہ ہیر کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے التجائیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

اور ہیر ان کی طرف دیکھ کہ مسکراتے ہوئے ٹکٹ تھامے کسی سوچ میں غرق

ہو گئ۔

⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘

ہیر نے اکمل خان کی خواہش اور التجا کو مد نظر رکھتے ہوئے ناران کاغان جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

وہ اپنے کپڑے اور ضروری اشیا کی پیکنگ میں مصروف تھی کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔

come in!

مسز اکمل اسکے پاس آئ اور اسکو پیکنگ کرتا دیکھ کر اسکے مقابل کھڑی ہو گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو تم کب جا رہی ہو

آج شام کو

ہیر نے پیکنگ کرتے ہوئے ہی مختصر سا جواب دیا۔

چلو اچھا ہے تم ریلیکس ہو جاؤ گی

مسز اکمل اس کو پیکنگ میں مصروف دیکھتے ہوئے بولی۔

!ہمم ! اچھا تو ہے... آپکو بھی تھوڑا سکون میسر ہو گا ہے نا

ہیر ان پر طنز کرتے ہوئے بولی۔

!پتا ہے مجھے لگتا ہے کہ تم میرے کسی گناہ کی سزا ہو۔۔۔۔

واقعی !

ہیر اپنا چہرہ انکی جانب کرتے ہوئے یقین دہانی کرنے لگی۔

ہاں! بلکہ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہ تم کہیں وہاں جا کر کوئی نیا کارنامہ سر انجام نا دیدو

مسز اکمل سینے پہ اپنے ہاتھ باندھتے ہوئے بولی۔

میں آپکے لیے سزا نہیں ہوں۔ اگر سزا ہوتی تو آپ کو میری اس قدر فکر نا ہوتی ... شاید آپکو اس بارے میں پھر سے سوچنا چاہیے

ہیر واپس پیکنگ میں مصروف ہوتے ہوئے بولی۔

نہیں مجھے یقین ہے تم واقعی ایک سزا ہو

اگر ایسی بات ہے تو آپ واقعی گنہگار ہونگی

۔ ہیر مسکراتے ہوئے بولی۔ اس کی مسکراہٹ مسز اکمل کو زہر لگی تھی

ہہہ! رسی جل گئ پر بل نا گیا

مسز اکمل ہیر پہ چوٹ کرتی باہر نکل گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر کو ائیر پورٹ پہ اکمل خان ڈراپ کرنے آئے تھے کیونکہ مسز اکمل نے بزنس میٹنگ کی وجہ سے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔

ہیر بھی انہیں ساتھ لے جانا نہیں چاہتی تھی ۔ وہ جانتی تھی کہ جب تک مسز اکمل اس کے ساتھ رہیں گی وہ اسکا اپنی باتوں سے موڈ خراب کرنے کے علاوہ کوئی اور کام سر انجام نہیں دیں گی۔

اسی لیے جب اکمل خان نے یہ کہتے ہوئے مسز اکمل کو ساتھ لے جانے پر اسرار کیا کہ وہ تمہاری بیٹی ہے ۔ وہ ایک ماہ بعد واپس آئے گی تم کم از کم اسے ڈراپ کرنے تو ساتھ چل سکتی ہو ۔ مگر ہیر نے یہ کہتے ہوئے انہیں ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا کہ بابا میں تو واپس آ جاؤں گی مگر انکی میٹنگ دوبارہ نہیں ہو گی اور اسی لیے انہیں جانے دیں مجھے ویسے بھی ان سے اتنی الفت نہیں ہے۔

بیٹا اپنا بہت زیادہ دیہان رکھنا اور ہاں اپنی دوست کے ساتھ رہنا ہمیشہ ۔۔۔اکیلی مت گھومتی پھرتی رہنا

اکمل خان اسے نصیحت کرتے ہوئے بولے۔

ڈیڈ آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے میں دو سال کی کوئی چھوٹی بچی ہوں۔۔۔اور میں کونسا پہلی بار جا رہی ہوں

ہیر انکی طرف دیکھ کے مسکراتے ہوئے بولی۔

اچھا وہ تمہاری دوست کا نام کیا ہے جو تمہارے ساتھ چل رہی ہے

وہ۔۔۔وہ ۔۔۔دوست کا نام۔۔۔وہ نازنین ہے بابا۔۔۔ہاں نازنین نام ہے اسکا

ہیر گڑبڑاتے ہوئے بولی ۔ اس نے اکمل خان سے جھوٹ بولا تھا کہ اسکی ایک دوست ناران کاغان ہی رہتی ہے ورنہ اکمل خان اسے اپنی کسی دوست کو ساتھ لے جانے کی ضد کر رہے تھے اور ہیر یہاں اکیلی جانا چاہتی تھی وہ کسی بھی شخص کا وجود اپنے ساتھ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

اچھا! تم مجھے اسکا سیل نمبر دے دو تاکہ اگر تم کبھی میری کال پک نا کرو تو میں اسے کال کر کے تمہاری خیر و عافیت جان لوں

اکمل خان اپنی جیب سے اپنا موبائل نکالتے ہوئے بولے۔

۔۔۔امم! ڈیڈ آئی تھنک میری فلائٹ نکلنے والی ہے آئی شوڈ لیو ناؤ

okay babye ! see you soon!

ہیر انسے گلے ملتے ہوئے بولی۔

امماہ ... اپنا بہت خیال رکھنا اوکے بابائے

وہ ہیر کے سر پہ بوسا دیتے ہوئے بولے۔

یہ منظر ہے شہر کے ایک پسماندہ علاقے کے ایک تاریک مکان کا۔۔۔

اماں روٹی دیدے بھوک لگی ہے

ہاجرہ اپنی ماں کے پاس آئی جو ایک ہاتھ میں ہاتھ والی پنکھی لیے خود کو ہوا دے رہی تھی۔

باولی تجھے معلوم نہیں کہ جب تک تیرا بھائی نہیں آ ئے گا تب تک روٹی نہیں پکے گی۔ ابھی تھوڑی دیر میں وہ آتا ہی ہوگا ۔۔۔اگر کمائی ہوئی تو آٹا ساتھ لے آئے گا ورنہ پھر اللہ ہو کر کے سوجانا

اس عورت کی بات سن کے ہاجرہ منہ بناتے ہوئے وہاں سے چلے گئی۔

! دیکھلے خدایا

وہ عورت دہائی دیتے ہوئے بولی۔

ہیر وہاں ایک ہوٹل میں مقیم پزید تھی جو اسنے پہلے ہی بوک کروالیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور کمرے کی ایک ایک چیز کا جائزہ لینے کے بعد وہ شاور لینے چلی گئی۔

وہ نہا کر باہر نکلی تو قدرے بہتر محسوس کر رہی تھی۔ اسنے اپنا فون چیک کیا تو

اکمل خان کی کئی مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں۔

اسکا ابھی کسی سے بات کرنے کا من نہیں تھا تبھی اسنے ایک میسج ان کی کالز کے بدلے میں لکھ دیا ۔

will call you later ---now I need rest so I gotta sleep

سینڈ کے بٹن پہ کلک کر کے اسنے اپنا موبائل آف کردیا تاکہ کوئی اسے ڈسٹرب نا کر سکے اور کمرے میں گھپ اندھیرا کر کے سونے کی غرض سے بیڈ پہ لیٹ گئی۔

آگیا میرا لعل!

آزر کو گھر میں داخل ہوتا دیکھ کہ میرا مسکراتے ہوئے اسکی طرف بھڑی۔

اے ہاجرہ! پانی لے کے آ اپنے بھائی کے لیے۔۔۔ارے سنتی ہے یا نہیں

میرا ہانک لگاتے ہوئے بولی۔

آئی اماں

آزر نے ایک شاپر ماں کے ہاتھ میں دیا ۔ اور خود اپنا پسینہ پونچھتے ہوئے چارپائی پہ بیٹھ گیا۔

اسی دوران 12 سالہ ہاجرہ پانی کا گلاس تھامے باہر آئ اور سلام کہہ کر پانی آزر کے ہاتھ میں تھما دیا۔

اماں بھائ آٹا لے آیا!... چلو شکر ہے رات کو روٹی تو ملے گی

آزر اسکی بات سن کے مسکرا دیا اور اپنا ہاتھ اسکے سر پہ رکھ دیا۔

میرا بچہ ! روزانہ کتنا تھک جاتا ہے ... اللہ ایسا حال کسی کو نا دکھائے

میرا اپنے ڈوپٹے سے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

جبکہ ہاجرہ آٹے کا شاپر لے کے کچن میں جا کے آٹا گھوندھنے کی تیاریاں کرنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اماں تو فکر نا کر

آزر انہیں دلاسا دیتے ہوئے بولا۔

کیسے بخت کے مارے ہیں ہم ۔۔۔تیرا باپ اس لیے مر گیا کہ جائیداد بچوں کے لیے رکھنی ہے اور اس کلموہے جمیل نے تجھے یتیم بھی کر دیا اور جائیداد بھی جھپٹ لی۔ اس سے اچھا تھا تیرا باپ نا ہی مرتا کم از کم تم لوگ یتیم تو نا ہوتے

میرا اپنے منہ میں ڈوپٹہ دباتے ہوئے بولی۔

آزر بھی بے بسی سے مسکرادیا اور میرا آنسو صاف کرتی کچن کی طرف لپکی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ہیر صبح فریش ہو کر باہر سیاحت کے ارادے سے آئ تھی۔

بلیو جینز کی جیکٹ سفید ٹی شرٹ کے اوپر پہنے کاندھے پہ بلیک بیگ لٹکائے، جس میں ضرورت کی صرف چند چیزیں ہی موجود تھیں، وہ سڑک پہ لوگوں کے درمیان پر سکون انداز سے چل رہی تھی۔

وہ اس جگہ پہ پھیلی خوشگواری کو محسوس کرتی بہت دور نکل آئ تھی ۔ وہ اس وقت ایک جنگل میں موجود تھی جو کہ جنگلی جانوروں سے محروم تھا۔ کافی دیر تک جب وہ چل چل کے تھک گئ تو وہ ایک پتھڑ پہ بیٹھ گئ اور اپنا بیگ کھولتے ہوئے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے وہ پانی کی بوتل کو منہ لگائے پانی پی رہی تھی۔

اس جگہ پہ بہت کم لوگ موجود تھے ۔ ہیر نے ایک سرسڑی نظر ان پہ ڈالی اور پھر اپنا سر جھکا لیا۔ وہ اپنے اندر کا اضطراب دور کرنے کی خاطر اپنے شوز کا اگلا نوکدار حصہ وہاں پہ زمین پہ موجود مٹی پہ زور زور سے مار رہی تھی اور اس کے نتیجے میں مٹی وہاں سے اکھڑ رہی تھی۔

اسی دوران وہاں ایک 39،40 سالہ عورت آکے ہیر کے قریب ہی پتھر پہ بیٹھ گئی۔

اس عورت نے سر سے پاؤں تک خود کو عبائے میں چھپا رکھا تھا۔ اور چہرے

www.neweramagazine.com

پر بھی پردہ کیا تھا ۔ ہیر کو صرف اس عورت کی آنکھیں ہی نظر آئ تھیں۔

ہیر نے کوفت سے اپنا سر جھٹکا اسے ہمیشہ عورتوں کو ایسے حلیے میں دیکھ کے عجیب سی وحشت ہوتی تھی۔ ہیر کا کہنا تھا کہ یہ سب پسماندہ سوچ کا نتیجہ ہے کہ عورتیں خود کو گز دو گز کے کپڑے میں لپیٹ کے رکھیں ، عورتیں نا ہو گئیں ممی ہو گئیں ۔

اس عورت نے ایک نظر ہیر پہ ڈالی اور اپنے ہاتھ پہ پکڑی چھوٹی سی کتاب، جو کہ اسکی ہتھیلی کے برابر تھی، کھول کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گئ۔

کچھ دیر ہیر ویسے ہی بیٹھی اس عورت کو گھوڑتی رہی ۔ ہیر کی نظریں خود پہ محسوس کرتے اس عورت نے وہ کتاب بند کردی اور ہیر کی جانب متوجہ ہوئ۔

بیٹی کیا نام ہے تمہارا

وہ عورت ہیر سے مخاطب ہوئ۔

ہیر!... ہیر اکمل خان

ہیر نے انکی بات کا جواب دیا۔

اوہ ہیر! ۔۔۔جانتی ہو ہیر کون تھی

ہاں مگر میں وہ ہیر نہیں ہوں۔۔۔انفیکٹ اسکا بلکل متضاد ہوں

ہیر فخریہ انداز میں بولی۔

ہمم... کیا کرتی ہو تم

میں۔۔۔یونیورسٹی میں بزنیس اینڈ مینجمنٹ پڑھتی ہوں۔۔۔اسکے علاوہ ماڈلنگ بھی

۔ ہیر کے آخری جملے پہ وہ عورت چونکی

آپنے اپنا تعارف نہیں کروایا

۔ ہیر جانچتی نظروں سے انکی طرف دیکھتے ہوئے بولی

میرا نام گل نور ہے۔۔۔۔میں یہاں کی ہی رہائشی ہوں۔۔۔میں ایک طلاق یافتہ عورت ہوں۔۔۔اور بے اولاد بھی!۔۔۔۔یہاں ایک مدرسہ ہے میرا وہی پر بچوں کو تعلیم دیتی ہوں

اوہ ! پھر تو مذہب کے نام پر لوگوں سے خوب پیسہ بٹورتی ہونگی آپ

اسکی اس بات پہ اس عورت کی آنکھوں میں حیرانی سمٹ گئ تھی۔

معاف کرنا اگر آپکو برا لگا مگر میں نے تو وہ کہا جو اکثر معاملوں میں سچ نکلا

ہیر ان کی کیفیت جان کر بولی۔

کوئ بات نہیں۔۔۔دراصل میں یہ کام فی سبیل اللہ کرتی ہوں

۔ ہیر نے انکی بات سن کہ اپنی نظریں جھکالی

...تم یہاں کی رہائیشی

ارے نہیں۔۔دراصل میں یہاں سیاحت کی غرض سے آئ ہوں

ہیر انکی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

اور تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟ وہ نظر نہیں آ رہے آس پاس

گل نور ادھر ادھر نظریں دوراتے ہوئے بولی۔

دراصل میں اکیلی ہی آئ ہوں۔۔۔۔سکون کی تلاش میں

ہیر کچھ سوچتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

اس عورت نے اپنا کارڈ ہیر کو تھمایا اور کچھ دیر یونہی سرسری باتیں کرتے ہوئے گل نور وہاں سے چلی گئ۔

ہیر نے ایک نظر اس کارڈ کو دیکھا اور کندھے اچکاتے ہوئے اسنے وہ کارڈ اپنے بیگ میں رکھا اور اپنے ہوٹل کی طرف چل دی۔

کون جانتا تھا کہ ہیر کی گل نور سے ملاقات ہی اسکی زندگی کا وہ موڑ تھا جو اسکی زندگی کو ایک نئے راستے کی طرف لے جائے گا ۔جسکی منزل ہی انسان کی اصل منزل ہے۔

آزر بھائی۔۔۔آزر بھائی اٹھیں اماں کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے ۔۔۔بھائی اٹھونا

آزر سو رہا تھا جب اسے ہاجرہ نے آکر اٹھانا شروع کر دیا ۔ آزر اماں کا نام سن کے بڑی جلدی اٹھ بیٹھا۔

بھائی وہ اماں نا اٹھ ہی نہیں رہی میں کب سے اٹھا رہی ہوں مگر اماں تو بڑی گہری نیند سوئی ہیں وہ اٹھ ہی نہیں رہی آپ ہی آ کے دیکھ لیں کہ مسئلہ کیا ہے

ہاجرہ نے ساری تفصیل سے آزر کو آگاہ کیا۔

صبح جب ہاجرہ میرا کو اٹھانے آئی تھی تو اس نے میرا کو آواز دے کر اٹھایا مگر جب وہ اسکی آواز پہ بھی نا اٹھی تو اس نے زور زور سے اسے ہاتھوں سے جھنجھوڑ جنجھوڑ کے اٹھانا شروع کردیا مگر بے سود۔۔۔اب 12 سالہ ہاجرہ کیا جانتی تھی کہ اسکی اماں اب اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہیں ۔۔۔جب اپنی کوشش کامیاب نا ہوئی تو وہ آزر کو اٹھانے کی غرض سے اسکے کمرے میں پہنچی۔

آزر میرا کے کمرے میں گیا اور اسنے بھی میرا کو جھنجھوڑا مگر کوئی رد عمل نا پا کر اسنے میرا کی نبض چیک کی تو وہ ساکت رہ گیا۔ میرا اب اس دنیا میں نہیں تھی۔

۔ بے اختیار 19 سالہ آزر نے زور زور سے رونا شروع کر دیا

www.neweramagazine.com

کیا ہوا بھائی ۔۔۔اماں کیوں نہیں اٹھ رہی اور تو کیوں رونے لگ گیا ہے

ہاجرہ صورتحال دیکھ کے گھبراتے ہوئے بولی۔

ہاجرہ۔۔۔اماں۔۔اماں ہمیں چھوڑ کے چلے گئی ۔۔۔وہ مر گئی ہے

آزر نے ہچکی لیتے ہوئے ننھی ہاجرہ پے دھماکا کیا۔

بھائی کے منہ سے یہ الفاظ سن کے ہاجرہ بھی رونا شروع ہو گئی۔

میرا کی تدفین کر دی گئی تھی ۔۔۔ان کے کسی رشتہ دار نے ان کا ساتھ نہیں دیا تھا کیونکہ دنیا پیسے کی پجاری ہے اور انکا پیسہ جمیل اکبر بہت پہلے کا چھین چکا تھا۔

میرا کے جنازے پر بھی کوئی 20 یا 25 لوگ ہونگے جن میں سے اکثر انکے ہمسائے تھے۔

اس موت نے آزر کو ایک کٹھن فیصلہ لینے پہ مجبور کیا ۔۔۔ایک ایسا فیصلہ جس نے ناجانے کتنوں کی زندگیوں کو بدل کے رکھ دینا تھا۔

ہیر کو ماران کاغان آئے ہوئے 4 دن ہو گئے تھے اور انہیں چار دنوں میں وہ اس علاقے کی اکثر جگہوں پہ جا چکی تھی ۔ وہ روزانہ صبح 7 بجے اٹھتی ، اپنی تیاری کر کے اپنا بیگ اپنے کاندھے پر لٹکاتی اور اپنے ٹوور پہ نکل جاتی۔

قدرت کے حسین مناظر بھی اسے سکون دینے میں کامیاب نا ہوئے تھے ۔ وہ سکون کی تلاش میں ادھر ادھر جاتی ۔ مگر پھر تھک ہار کر خالی ہاتھ واپس آ جاتی۔

شاید سکون نامی کوئی چیز اس دنیا میں ہے ہی نہیں ۔۔۔لیکن اگر سکون کبھی تھا ہی نہیں تو پھر مجھے اس قدر بے چینی کیوں ہو رہی ہے ، یہ بے چینی اور اضطراب پہلے تو نہیں تھا ۔

ہیر اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی سوچ رہی تھی۔ اس نے سب لوگوں سے کانٹیکٹ ختم کر لیا تھا ۔ صرف اکمل خان ہی ایسے شخص تھے جنہیں ہیر رات کو سونے سے پہلے اپنی طبیعت میں آگاہ کر دینا ضروری سمجھتی تھی۔ مسز اکمل نے اسے کبھی فون نہیں کیا تھا ۔ وہ جانتی تھی کہ مسز اکمل اسے پسند نہیں کرتی مگر وہ ماں تھی انہیں ایک بار تو کال کر کے اسکی خیریت دریافت کرنا چاہیے تھی۔ مسز اکمل کے حوالے سے ہیر مزید بد زن ہو گئ تھی۔

آخری چیز جو وہ سونے سے پہلے سوچتی تھی وہ یہ تھی کہ اللہ کبھی کسی کو ایسی ماں نا دے۔

ہیر معمول کے مطابق پھر سے سکون کی تلاش میں باہر گھوم رہی تھی۔

ہیر اس وقت جہاں موجود تھی وہ ڈھلوان پہ واقع ایک چھوٹا سا علاقہ تھا۔

جہاں ایک ہوٹل کے علاوہ بیں چھوٹے چھوٹے جھونپرے نما گھر تھے۔ وہاں بچے بڑے سکون سے ادھر ادھر گھومتے پھر رہے تھے ۔ وہ معمولی سے ٹوٹے پھوٹے کھلونوں کے ساتھ کھیلتے ہیر کو اس سے زیادہ خوش لگ رہے تھے ۔ بے اختیار ہیر انہیں دیکھ کے مسکرادی تھی۔

ہیر آگے بڑھ رہی تھی کہ اس کے کانوں میں ایک آواز سنائی دی۔

بہت سی بچیاں مل کر ایک چیز پڑھ رہی تھیں ۔ انکی آواز میں ایسا کچھ تو جس نے ہیر کے قدموں کو روک دیا ۔ وہ وہاں سے جانا چاہتی تھی مگر پیر اسکا ساتھ نہیں دے رہے تھے ۔

وہ اس آواز کا پیچھا کرتے ہوئے اس آواز کی جانب بڑھنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(سورت الاخلاص)

تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے

بچیاں عربی میں ایک ساتھ یہ آیت دہرا رہی تھیں۔

ایک نسوانی آواز میں اسکا ترجمہ بلند آواز میں کہا تھا۔

اللہ ایک ہے

ہیر نے اپنے زہن میں سوچا۔

بچیوں نے بلند آواز اگلی آیت پڑھی۔

اللہ بے نیاز ہے

پھر سے نسوانی آواز گونجی۔

بے نیاز...! مگر کس سے

ہیر نے اپنے دماغ پہ زور دیا تھا۔

بچیوں نے اگلی آیت ایک ساتھ مل کے بلند آواز میں پڑھی تھی۔

نہ اسکی کوئ اولاد ہے اور نا وہ کسی کی اولاد ہے

ہیر کے دل پر یہ باتیں عجیب کیفیت طاری کر رہی تھی۔اسے نہیں یاد تھا کہ اس نے کبھی اس سورت کا ترجمہ پڑھا تھا۔ آخری بار جب اس نے عربی میں قرآن پاک پڑھا تھا تب وہ 11 سال کی تھی۔ پچھلے تیرہ سال میں اس نے کبھی قرآن کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔

بچیوں نے ایک اور آیت پڑھی تھی۔

اور اس کا کوئ جوڑ نہیں

نسوانی آواز بلند ہوئ تھی۔

---جوڑ!

ہیر تو ہمیشہ یہی کہتی آئ تھی کہ ہیر جیسا کوئ نہیں ہے اسکا کوئ جوڑ نہیں

ہے ہیر کا بھلا کوئی جوڑ ہو سکتا ہے۔

۔ تو کیا کوئی اور بھی ایسا ہی دعوہ کر رہا تھا

ہیر کے ہاتھوں پہ ناجانے کیوں کپکپاہٹ طاری ہو گئی تھی۔

!تم یہاں

ہیر نے نسوانی آواز پہ مڑ کے اس جانب دیکھا۔ گل نور اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھیں۔ پھر انکے چہرے پہ مسکراہٹ بکھڑی۔

آؤ میرے ساتھ۔۔

گل نور نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پیچھے آنے کو کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناجانے ان کے لہجے میں ایسا کیا تھا کہ ہیر کسی کٹ پتلی کی طرح ان کے پیچھے چل پڑی۔

گل نور اسے ایک مدرسے کے ایک کمرے میں لے آئیں۔ اس کمرے میں میرون رنگ کا کارپیٹ بچھا تھا سامنے کی دیوار کے آگے ایک پھٹے نما میز رکھا تھا اور اسکے سامنے ایک بڑا سا کشن پڑا تھا۔

اسی طرح باقی تین دیواروں کے ساتھ بھی تین تین میز رکھے تھے اور ہر دیوار کے ساتھ تین تین کشن رکھے تھے۔

گل نور سامنے والی دیوار کے سامنے رکھے کشن پہ جا کے بیٹھ گئیں۔ اور ہیر کو

بھی انہوں نے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ہیر اور گل نور کے درمیان اب ایک ٹیبل رکھا تھا ۔

تم اس وقت میرے مدرسے میں ہو کیا تم خود یہاں آئی ہو

گل نور نے بڑی نرمی سے اس سے پوچھا ۔ ہیر نے نفی میں سر ہلادیا۔ اسکا جواب سن کے گل نور مسکرادی ۔

پھر گل نور نے اپنا نقاب اتارا۔

ہیر انکے چہرے کا جائزہ لینے لگی۔

انکا چہرہ سفید رنگ کا تھا انکے گال سرخ تھے اور انکے چہرے پہ ہلکی ہلکی جھڑیاں تھی۔ وہ مسز اکمل کی عمر کی تھی یا ان سے ایک دو سال بری ہو نگی ۔ ہیر ناجانے کیوں انکا موازنہ مسز اکمل سے کرنے لگی۔

گل نور نے ایک عورت کو آواز دی۔

اور پھر بغور ہیر کو دیکھنے لگی۔

تم نے پچھلی ملاقات میں مجھے بتایا تھا کہ تم سکون کی تلاش میں ہو ۔۔تو کیا تمہیں سکون حاصل ہو گیا !

گل نور کے لہجے میں شفقت تھی جسنے ہیر کو کسی حد تک متاثر کیا تھا۔

نہیں!... شاید مجھے وہ یہاں نہیں ملے گا

ہیر مسکراتے ہوئے بولی۔

تبھی ایک عورت ایک کیتلی اور دو کپ لیے کمرے کے اندر داخل ہوئی اسنے ایک نظر ہیر پہ ڈالی اور کیتلی اور کپ ڈیسک پہ رکھ کے چلے گئۓ۔

جس طرح سے تم سکون تلاش کر رہی ہو وہ تمہیں دنیا کے کسی کونے میں بھی چلی جاؤ نہیں ملے گا

گل نور کپ میں قہوہ ڈالتے ہوئے بولی۔

ہیر نے نا سمجھی سے انکی جانب دیکھا۔

لو پیو گل نور نے قہوے سے بھرا کپ اسکی طرف بڑھایا۔ جسے خاموشی سے ہیر نے تھام لیا۔

تم چاہو تو یہاں روز آ سکتی ہو گل نور نے شفقت سے ہیر کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا۔

اممم۔۔۔مجھے لگتا ہے اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔یہ تو ایک اتفاق تھا جو مجھے یہاں لے آیا ورنہ میں ایسی جگہ پہ جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی

ہیر نے کوفت سے بولتے ہوئے اپنا ہاتھ انکے ہاتھ کے نیچے سے واپس سرکایا۔

اتنا کیوں ڈرتی ہوں ان جگہوں سے

نہیں ! ڈرتی نہیں ہوں مگر یہ بہت عجیب ہے۔۔۔مطلب وہی پسماندہ ذہن !

اتنا تھان کا تھان خود پہ لپیٹنا، ایک ایسی زبان کی کتاب پڑھنا جس سے آپکا دور ......دور تک کوئی تعلق نا ہو

I mean these things are strange

گل نور اسکی باتیں سن کے مسکرادیں۔

کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد انہوں نے ہیر سے اسکا کانٹیکٹ نمبر لے لیا اور ہیر نے صرف انہیں اس لیے دیا کی وہ اسکی ماں کی عمر کی تھی اور اسنے ایسی ہی عورت کو اپنے ماں کے طور پہ سوچا تھا۔ مزہب کے حوالے سے نہیں مگر شفقت، توجہ اور لہجے کے حوالے سے... اسے نہیں یاد تھا کہ کب آخری بار مسز اکمل نے اسے اتنے پیار سے بلایا تھا جتنے پیار سے آج گل نور نے اس سے گفتگو کی تھی۔

اسے گل نور باقی مزہبی لوگوں سے بہت مختلف لگی تھی۔ انہوں نے اسکے پہناوے پہ کوئی تلخ تبصرہ نہیں کیا تھا۔ مزہب کے خلاف اس نے جو باتیں کہی تھی انہوں نے انہیں بڑی تحمل سے سنا تھا اور کسی طرح کی تلخی اپنے لہجے میں نہیں آنے دی تھی۔

انہوں نے اس پر اسلام کا پرچار نہیں کیا تھا اور شاید یہی سب باتیں تھی جن کی وجہ سے آج شام سے ہیر اپنی اور انکی ملاقات کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

ہیر کو فون کیا تم نے

مسز اکمل اپنے کمرے میں بیٹھی اپنے موبائل پہ مصروف تھیں۔ جب اکمل خان کمرے میں داخل ہوئے اور ان سے ہیر کے متعلق پوچھا۔

کیوں اسے فون کیوں کرنا تھا

مسز اکمل نا سمجھی سے اکمل خان کو دیکھتے ہوئے بولی۔

کیا مطلب ہے تمہارا...... ہیر کو گئے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے اور تم نے جہاں تک مجھے یاد ہے اسے ایک بار کال نہیں کی۔۔۔

اکمل خان خفگی سے انکے پاس بیٹھتے ہوئے بولے۔

آپکو تو کال کرتی ہے نا وہ مجھے بھی کال کر سکتی تھی نا! مگر نہیں مجھے تو وہ اپنا دشمن سمجھتی ہے بھئی... بھلا ایسی بھی کوئی بیٹی ہوتی ہے جو اپنی ماں کے ساتھ یہ رویہ اپنائے رکھے... سیریسلی ایسی اولاد سے تو اولاد کا نا ہونا ہی بہتر ہے

بیگم ! اکمل خان کے لہجے میں تنبیہہ تھی ۔۔۔انہیں یقینا مسز اکمل کی بات نا گوار گزری تھی۔

واٹ!!! آپ نے نہیں دیکھا اسکا میرے ساتھ رویہ ۔۔۔اسکے لیے تو آپ ہی سب کچھ ہیں میں جیوں یا مروں اسے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔۔۔نہایت بگڑی اور

آوارہ لڑکی ہے کم از کم ایسی اولاد تو میں نے کبھی نہیں چاہی تھی۔

مسز اکمل اب جو بولی تھی تو بولتی ہی چلے گئ تھی۔

آپکو پتا ہے کہ آپکی چہیتی سیگریٹ پیتی ہے۔۔ اور کون جانے کہ شراب بھی پیتی ہو

میں جانتا ہوں وہ کیا کیا کرتی ہے ۔۔۔وہ سیگریٹ صرف تب ہی پیتی ہے جب وہ بہت زیادہ ٹینس ہو مگر تمھیں کیا معلوم تمھیں تو اپنے بزنیس کو grow کرنا ہے نا! تم کہتی ہو کہ میں نے ہیر کو بگاڑ رکھا ہے مت بھولو بیگم... مجھے آج بھی وہ 2 سالہ ہیر یاد ہے جو سوتے اٹھتے تمہارا نام پکارتی تھی مگر اسکی ماں کے پاس تو اسکے لیے ٹائم ہی نہیں تھا۔۔۔۔جب ماں باپ اولاد کو انکے حصے کا وقت اور محبت نہیں دیتے تو اولادیں بگڑتی ہی ہیں اور بعد میں اگر وہ اپنی اولاد کے باغیانہ پن کا شکوہ کریں تو تف ہے ان والدین پر!!!

ہہہ

مسز اکمل یہ کہتے باہر نکل گئ تھی۔ جبکہ اکمل خان گہری سانسیں لیتے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ہیر اس ہال کے عقبی دیوار پہ لٹکی ایک تصوریر کو دیکھ رہی تھی جس پر پینٹ سے عربی زبان میں ایک آیت لکھی تھی۔اور اسکے ساتھ اسکا ترجمہ لکھا تھا:

بے شک ہم نے اتاری صاف بیان کرنے والی آیتیں اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے

(سورت النور ، آیت نمبر 46)

۔۔۔۔ سیدھی راہ!۔۔۔کیسی سیدھی راہ۔۔۔کیا میں اس راہ پر ہوں

ہیر کا دماغ سیدھی راہ پہ جا اٹکا تھا۔

ارے ہیر۔۔۔بیٹی تم یہاں کیسے

گل نور نے ہیر کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہا جو سامنے لگی تصویر کو دیکھ کر کسی سوچ میں گم تھی۔

۔ انکی آواز پہ ہیر نے اپنا رخ پلٹا

...بس ایسے ہی آپ سے ملنے کا دل کیا

ہیر خود بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ یہاں کیا کرنے آئ تھی ، کیوں آئ تھی ۔۔۔آج صبح جب وہ سیاحت کے لیے نکلی تھی تو ناجانے کیوں اسکا دل بے اختیار گل نور سے ملنے کو چاہا ۔۔۔اور اسکے قدم خود بخود اس مدرسے کی طرف بڑھ گئے۔

گل نور اسکی بات پہ مسکرا دی اور اسے لے کر اسی ہال میں پڑے ایک بینچ پہ آکے بیٹھ گئ۔

یہ سیدھی راہ کیا ہوتی ہے گل نور

ہیر نے کچھ جھجھکتے ہوئے ان سے سوال پوچھا۔

گل نور نے ایک نگاہ اسکیے چہرے پہ ڈالی اور پھر اسکا ہاتھ تھام لیا۔ ہیر نے نا سمجھی سے اپنے ہاتھ کو انکے ہاتھ میں مقید دیکھا۔

سیدھی راہ صراط مستقیم کو کہتے ہیں ۔۔۔جانتی ہو صراط مستقیم کیا ہے

ہیر نے ان کے سوال کے جواب میں نفی میں سر ہلایا۔

اس دنیا میں بہت سے راستے ہیں کچھ راستے آپکو بدی کی طرف لے جاتے ہیں اور کچھ راستے نیکی کی طرف لے جاتے ہیں ۔۔۔جو بدی کی طرف جاتے ہیں وہ غافل ہوتے ہیں اور جو نیکی کے راستے پہ چلتے ہیں وہ ہدایت پانے والے لوگ ہوتے ہیں ۔۔۔اور اللہ ہدایت انہیں دیتا ہے جو صراط مستقیم پہ چلنے کی ہمت رکھتے ہیں!

کیسی ہمت ?

ہیر انکی بات سمجھ نہیں پائی تھی۔

صراط مستقیم پہ چلنا کبھی بھی آسان نہیں ہوتا بڑی بڑی آزمائیشیں آتی ہیں اور جو ان آزمائشوں سے گزرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں وہی ہدایت پاتے ہیں

ہدایت کیسے ملتی ہے

ہیر نے نجانے کیوں یہ سوال کیا تھا شاید وہ خود پہ اختیار نہیں رکھ رہی تھی اس وقت۔

تم ہدایت چاہتی ہو

گل نور نے سوالیہ نظروں سے ہیر کو دیکھا

ہیر کے پاس ان کے سوال کا جواب نہیں تھا۔۔کیا وہ ہدایت چاہتی تھی۔ کیا اسے ہدایت مل سکتی ہے۔ ہیر کے دماغ میں یہ سب سوال گردش کر رہے تھے۔

میرے چاہنے یا نا چاہنے سے کیا ہوتا ہے

ہوتا ہے ہیر! ہدایت انہیں دی جاتی ہے جو ہدایت چاہتے ہیں... بازار میں جاؤ تو وہی چیز آپکو تھمائی جاتی ہے جسکی آپ طلب کرتے ہیں ... ہدایت کی طلب کروگی تو ہدایت ہی ملے گی

گل نور کی بات سن کر اسکی زبان پہ قفل لگ گئے تھے۔

آزر ماں کی تدفین کر کے تعزیت کرنے والوں سے نپٹنے کے بعد رات کے اس پہر چارپائی پہ بیٹھا اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے زمین کو گھوڑ رہا تھا۔ ہاجرہ کو تو وہ جتنی جھوٹی تسلی دے سکتا تھا اسنے

دے دی تھی۔ مگر کہیں نا کہیں اسکے دل میں آتش جل رہی تھی۔ ان کی زندگی کتنی حسین تھی جب جمیل اکبر نامی شخص سے ان کا واسطہ نہیں پڑا تھا۔ اسکا والد خالد ایک پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرتا تھا۔ ان کی معاشی حالات بہت اچھے نہیں تھے مگر وہ ایک مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھنے والے تھے۔ جتنا انہیں ملتا تھا وہ صبر شکر کرتے۔ خالد نے کچھ زمین خرید لی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکے بچے بھی خود کو اسٹابلش کرنے کے لیے دھر دھر کی ٹھوکریں کھائیں تبھی یہ زمین اس نے انکے نام کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔

مگر اچانک ایک دن جمیل اکبر اپنے کچھ گارڈز کو لے کر اسکے گھر آیا۔ اتنے بڑے سیاستدان کو اپنے گھر میں دیکھ کر خالد کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ جمیل نے کچھ راشن کا سامان اسکے گھرمیں ڈلوانے کی خواہش ظاہر کی مگر خالد نے اسے صاف منع کردیا۔ اسکا کہنا تھا کہ اسکی آمدنی اتنی تو ہے کہ وہ اپنے گھر کے خرچے اپنے بل بوتے پہ پورے کر سکے۔

مگر جمیل نے زبردستی اسکے گھر میں راشن کا سارا سامان رکھوادیا۔ پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔

کبھی اسکے گھر مہنگے کپڑے بھیج دیے جاتے تو کبھی اسکے گھر میں برانڈڈ جوتے پڑے ملتے۔ خالد نے اسے بہت سمجھایا کہ اسے ان سب کی ضرورت نہیں ہے مگر سب بے کار۔

ابا ! ہمیں یہ چیزیں وہ کیوں دیتے ہیں

آزر تب 18 سال کا ایک سمجھدار لڑکا تھا۔ اسے بھی جمیل کا رویہ بہت عجیب لگا تھا۔

اور پھر ایک دن خالد سے جمیل نے اسکی خریدی ہوئی زمین مانگی جسے خالد نے بنا کسی خوف کے منع کردیا۔ جمیل نے بہت اسرار کیا اور اسے سوچنے کے لیے دو تین دن بھی دیے مگر خالد نے یہ بات اپنے گھر والوں سے چھپائی تاکہ وہ فکرمند نا ہو جائیں۔

آزر اس دن اپنا کالج کا کام کر رہا تھا اور خالد اپنی موٹر سائیکل کا چین ٹائٹ کر رہا تھا جبکہ میرا توے پہ روٹیاں سیک رہی تھی۔ اور ہاجرہ باہر اپنی سہیلیوں کے ساتھ گلی میں کھیل رہی تھی۔

تبھی دروازے پہ دستک ہوئی خالد دروازے کی طرف بڑھا۔ آزر نے ایک نظر اپنے باپ کو جاتا دیکھا اور دوبارہ اپنے رجیسٹر پہ جھک گیا۔

اچانک تین گارڈز اندر داخل ہوئے اور آ کر بڑے سکون سے چارپائی پہ بیٹھ گئے انکے ہاتھوں میں ایک ایک پستول تھی۔ آزر کو انہیں پہچاننے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔

کیوں آئے ہو تم لوگ

ہمیں باس نے بھیجا ہے اگر تم زمین کے کاغزات دیتے ہو تو ٹھیک مگر اگر تمہارا جواب نا ہے تو انجام کے بارے میں وہ تمہیں پہلے ہی آگاہ کرچکے ہیں

میرا جواب نا ہی ہے سمجھے تم لوگ اب دفعہ ہو جاؤ

۔ خالد چلاتے ہوئے بولا آزر بھی صورت حال کی سنجیدگی سمجھ چکا تھا

ٹھاہ!!

ایک گولی خالد کے بازو پہ چلائ گئ تھی۔ بے اختیار میرا کے منہ سے چیخ نکلی ۔ خالد اب زمین بوس ہو گیا تھا۔

ابا۔۔۔!

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آزر بھاگتا ہوا خالد کے پاس آیا اور اسے کندھے سے سہارا دے کہ بٹھایا۔

ایک موقع اور ہے

ان میں سے ایک آدمی بولا۔

نہیں!!

خالد اپنی پوری قوت سے چلایا تھا۔

ٹھاہ!

آزر نے ایک آواز سنی تھی اسنے اپنا چہرہ اپنے باپ کی طرف کیا اسکے سینے کی

۔ بائیں جانظ سے خون بہہ رہا تھا

!نہیں ! ابا

آزر کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ میرا بھی بھاگتے ہوئے خالد کے مردہ وجود کے پاس آ بیٹھی۔

وہ لوگ جا چکے تھے ۔ مگر آزر کے گھر والوں پہ قیامت ٹوٹ چکی تھی۔

آزر کو میرا کی چیخیں اور سسکیاں اب بھی سنائی دے رہی تھی۔

وہ شخص میرا گھر نگل گیا۔ پہلے میرا باپ اب میری ماں... سب کچھ ختم کردیا اسنے ۔۔۔سب کچھ ! ہم پر قیامت توڑ کہ وہ اب بھی پر سکون ہے ۔ کیا یہی اس دنیا کا اصول ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس! نہیں۔۔۔ہر گز نہیں۔ میں اسے بتاؤنگا کہ میں وہ لڑکا ہوں جسے اسنے ایک زمین کے ٹکڑے کی خاطر یتیم کر دیا۔ میں اسے بتاؤنگا کہ وہ خدا نہیں ہے۔ میں۔۔۔میں اسے بتاؤنگا کہ یہاں اسکے علاوہ بھی بہت سے انسان ہیں جو اسی کی طرح بن سکتے ہیں۔ میں اسے بتاؤنگا کہ مرنے کی تکلیف کیا ہوتی ہے۔ میں۔۔۔اسے بتاؤنگا کہ جوان بیٹے کو یتیم کرنا کیسا ہے۔ اسے یہ سب جاننا ہوگا ۔۔۔میں یہ بتاؤنگا اسے۔ اسے پچھتانے کا موقع نہیں ملے گا۔ اسے سسکنے کا موقع نہیں ملے گا۔ اسے تلافی کرنے کے لیے بھیک مانگنا پڑے گی مگر میں اسے دھتکاڑ دونگا۔

آج رات جب ہیر گل نور سے مل کر واپس آئ تو ایک عجیب سکون نے اسے گھیرڑ رکھا تھا۔ وہ سکون جس کی اسے تلاش تھی ۔ پھر ان سے ملاقات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہیر روزانہ ان کے پاس جاتی ان سے باتیں کرتی۔ اپنے نظریات ان کے سامنے رکھتی ۔ جن نظریات کو لوگ غلط کہتے گل نور انہیں ٹھیک کہتیں۔ مگر پھر وہ اس بارے میں اپنا نظریہ پیش کرتی اور ہیر کو بتاتی کہ کیسے اس سے اچھا بھی ایک حل پریشانیوں کا نکل سکتا ہے۔

ہیر ان سے کافی مانوس ہوگئ تھی۔ انہوں نے ہیر کو اپنے ساتھ رہنے کی پیشکش کی ۔ اور ہیر انکے گھر میں کچھ سوچ بچار کے بعد شفٹ ہو گئ تھی۔ انکا گھر ہیر کے گھر اور ہوٹل جیسا شاندار تو نا تھا مگر وہاں اسے سکون محسوس ہوتا تھا۔ گل نور وہاں اکیلی رہتی تھی۔ انہوں نے ہیر کو اپنے کمرے کے ساتھ والا کمرہ دیا تھا۔

ہیر اب ان کے ساتھ دسترخوان پر زمین پہ بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔

ہیر تم نے مجھے کبھی اپنی فیملی کے بارے میں نہیں بتایا

روٹی کا ایک لقمہ توڑتے ہوئے ہیر سے سوال پوچھا گیا۔

کیا جاننا ہے آپکو

جو تم بتانا چاہو

ہیر کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئ۔

میرے پاپا بہت اچھے ہیں وہ میری ہر بات مانتے ہیں مگر میں انکی ہر بات نہیں ۔ مانتی۔ میں اکلوتی ہوں نا اسی لیے وہ میرے بغیر نہیں رہ سکتے

ہیر نے اپنی بات مکمل کی۔

اور تمہاری ماں

وہ۔۔۔۔وہ مجھسے پیار نہیں کرتی ان کے لیے سب سے اہم چیز انکا بزنیس ہے ۔ کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ انہیں میری ضرورت نہیں تھی اور شاید وہ خود بھی ریگریٹ کرتی ہیں۔

ہیر کے چہرے پہ ایک تلخ مسکراہٹ تھی۔

ہیر اپنے کمرے میں موجود تھی جب گل نور نے اسکے دروازے پہ دستک دی۔

اجازت ملنے پر وہ اندر داخل ہو گئ۔ ہیر کے ہاتھ میں سیگریٹ دیکھ کہ وہ ایک پل کو رکی مگر پھر اپنے تاثرات نارمل کر کے بیڈ پہ اسکے قریب بیٹھ گئ۔

امید ہے آپکو سیگریٹ سے ایلرجی نہیں ہے

گل نور نے مسکراتے ہوئے نا میں سر ہلایا۔

تمہیں سکون کی تلاش تھی نا ۔۔۔وہ ملا یا نہیں

ہیر نے نفی میں سر ہلایا۔

اور اگر میں تمہیں اسکا پتا دے دوں تو

ہیر نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔ گل نور نے بڑی نرمی سے اسکے ہاتھ سے سیگریٹ لے کر کچرادان میں پھینک دی۔ ہیر انکی یہ ساری کاروائی چپ چاپ دیکھتی رہی۔

پھر گل نور نے ہیر کے کمرے سے باہر چلی گئی۔

ہیر پریشانی سے دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔ اور اپنے کندھے اچکا دیے۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا تو گل نور کے ہاتھ میں سفید رنگ کی شلوار قمیص اور ڈوپٹہ تھا۔

انہوں نے وہ کپڑے ہیر کے بیڈ پہ رکھے۔

سکون حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے تم یہ لباس پہنو

نہیں میں یہ کپڑے نہیں پہن سکتی مجھے الجھن ہوتی ہے ایسے کپڑوں میں

ہیر ایک بار کوشش کرو

نہیں یہ نا ممکن ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر اپنی بات پہ جمی رہی۔

گل نور نے تاسف سے اسکی طرف دیکھا اور پھر اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔

ہیر تمہیں پتا ہے نماز کیا ہے

پلیز گل نور ۔۔۔۔ہم اس بارے میں بات نہیں کریں گے

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے

ہاں خود کو مزہبی اور پارسا دکھانے کا ایک طریقہ ہے۔ تاکہ اگلے انسان کو بتایا جا سکے کہ وہ شخص کتنا گنہگار ہے اسکے سامنے

ہیر کے لہجے میں تلخی عیاں تھی۔

ہیر نماز خدا سے رابطہ ہے ۔۔۔وہ خدا جس نے تمہارا وجود مٹی سے بنایا ، وہ خدا جو ہماری اس قدر نافرمانی اور سرکشی کے باوجود ہمیں سب چیزیں اور نعمتیں عطا کرتا ہے

گل نور آپ سکے کا ایک رخ بتا رہی ہیں دوسرا رخ کون بتائے گا

۔ گل نور نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا

وہ خدا جس نے انسان کو بے حد بے بس کردیا۔ وہ خدا جس نے مشکلات اور مصیبتوں کا ایک پہاڑ ہم پہ توڑ دیا۔ وہ خدا جس نے کچھ لوگوں کو اتنی طاقت

دی کہ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ وہ خدا جس نے ہمیں تڑپانے کا ذمہ لے رکھا ہے

ہیر ایک ایک بات پہ زور دے کے بول رہی تھی۔

اور مجھے ایسے خدا سے ملاقات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے

ہیر اپنی بات مکمل کرتے باہر نکل گئی۔ گل نور جانتی تھی کہ اب وہ کم از کم آج رات تک تو واپس نہیں آئی گی۔

انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر وہ ہیر کے کمرے سے باہر نکل گئی۔

ہیر ناجانے کتنی دیر سڑکوں پہ ٹہلتی رہی۔ گل نور کی باتیں سن کر اسے بے تحاشا غصہ آیا تھا۔ وہ ایک بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو رہی تھی

گل نور مجھے اپنے مقصد کے لیے استعمال کر رہی تھی۔ ان سب کے پیچھے انکا اپنا فایدہ تھا وہ بھی دوسروں کی طرح مطلب پرست ہیں۔۔۔۔مجھے لگا تھا وہ مخلص ہیں مگر نہیں ۔۔۔۔وہ میری برین واشنگ کرنا چاہتی ہیں اسے رہ رہ کے غصہ آ رہا تھا۔

بھاڑ میں جائیں گل نور

اسنے سڑک پہ پری بوتل کو ایک ٹھوکر لگائی۔

ﷺ

ہیر اپنے ہوٹل واپس شفٹ ہو گئ تھی ۔ اس کے بعد وہ گل نور سے نہیں ملی تھی ۔ وہ ان سے ملنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

اسے کسی شخص سے نہیں ملنا تھا۔ وہ اکمل خان سے بھی روزانہ رات کو دو یا تین منٹ بات کرتی اور اس بات میں بھی وہ صرف اپنے حال سے انہیں آگاہ کرتی۔ اسکے علاوہ وہ کوئ اور بات ہی نہیں کرتی تھی اسکا دل ان سب سے اکتا گیا تھا۔

جتنے لوگ اسے ملے تھے وہ اسکا سکون غارت کرتے گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ رات کے اس پہر صوفے کے ساتھ ٹیک لگائے زمین پہ بیٹھی اپنی گزری زندگی پہ نظر دورا رہی تھی۔ اسکی زندگی ماضی کی ریل پہ ایک فلم کی طرح چل رہی تھی۔

کچھ بھی نہیں۔۔۔۔کچھ بھی نہیں تھا اسکی زندگی میں۔ ایک لڑکی جسے اپنے مقصد تک کی خبر نا تھی اسنے لوگوں کے رویے دیکھ کر اپنی زندگی کے 24 سال گزار دیے تھے۔ اور وہ اب بھی لوگوں کو پیچاننے میں ناکام رہی تھی۔

بے اختیار اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹا۔

ان 24 سالوں میں نا تو اس نے کچھ سیکھا تھا اور نا ہی کچھ حاصل کیا تھا۔

ایک اور آنسو اسکی رخسار تک آیا۔

جسکی ماں اس سے خوش نہیں تھی وہ بھلا کسی اور کے لیے کیسے خوشے کا باعث بن سکتی تھی۔

آنسوؤں کا ایک سلسلہ تھا جو شروع ہو گیا تھا۔

اور ان سب کا ذمہ دار صرف ایک ہی ہے

اسنے آسمان کی طرف دیکھا۔

اور پھر نفرت سے صوفے پہ پڑا ٹی وی کا ریموٹ سامنی دیوار پہ پٹکا۔

میں بگڑی ہوئی ہوں تو کیا ۔۔۔ یہ دنیا مجھ جیسے لوگ ہی ڈیزرو کرتی ہے

ہیر نے بڑی بے دردی سے اپنے آنسو پونچھے۔

مس ہیر اکمل خان! آپسے ملنے کوئی خاتون آئی ہیں۔ وہ اپنا نام گل نور بتا رہی ہیں۔ وہ نیچے ہال میں آپکا ویٹ کر رہی ہیں میں انہیں کیا کہوں

ہیر کی آنکھ آج فون کی رنگ سے کھلی تھی۔ گل نور کا نام سن کہ اسے حیرانی ہوئی ۔ وہ یہاں کیوں آئی ہیں۔

آپ انہیں روکیں میں آ رہی ہوں

ہیر نے فون کریڈل پہ رکھا۔ اور اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر کے اپنے بالوں کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے درست کرتی سلیپرز پہنے وہ اپنے کمرے سے باہر آگئ۔ نیچے وہ گل نور سے ملی اور انہیں واپس اپنے کمرے میں لے آئ۔

کیوں آئ ہیں آپ یہاں

گل نور اس کے کہے بنا کمرے میں موجود صوفے پہ بیٹھ گئ۔

تمہاری خیریت دریافت کرنے

آپ مجھسے فون پر پوچھ سکتی تھیں

ہاں مگر مجھے تمہارا چہرہ دیکھنے کی عادت ہو گئ تھی۔ اب عادت ختم ہونے میں تھوڑا وقت تو لگے گا۔ دل نے ضد کی کہ تم سے مل لیا جائے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر نے آنکھیں مینچتے ہوئے اپنا سر جھٹکا اور گل نور کے گھٹنوں کے پاس آ کے بیٹھ گئ۔

گل نور ! جو آپ مجھے بنانا چاہ رہی ہیں میں وہ۔۔۔نہیں بن سکتی۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جن کو ہدایت دی جاتی ہے۔ میں ایک بگڑی ہوئ آوارہ لڑکی ہوں اور یہ صرف میں نہیں پوری دنیا کے ساتھ ساتھ میری ماں بھی کہتی ہیں۔۔۔تو آپ کیوں یہ کوشش کر رہی ہیں !

ہیر بے بسی سے بولی تھی۔

ہیر میں تمہیں کچھ بھی نہیں بنانا چاہتی ۔ جب تم سے پہلی بار ملی تو مجھے لگا کہ اگر میری کوئی بیٹی ہوتی تو وہ تمہاری جیسی ہی ہوتی۔ پھر میں نے دیکھا کہ تم جس راہ پہ چل رہی ہو وہ تمہیں تاریکی کی طرف لے جا رہا ہے۔ اگر میری بیٹی اس راہ پہ چلتی تو میں اسکا ہاتھ تھام کے اسے دوسرے راہ پہ لے جاتی ۔ اور میں یہی کر رہی ہوں۔

گل نور نے بڑی شفقت سے اس کے سر پہ اپنے ہاتھ کو رکھتے ہوئے کہا۔

مجھے سکون نہیں ملے گا میں جانتی ہوں کچھ لوگ بری راہ پر چلنے کے لیے ہی پیدا ہوتے ہیں اور میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں۔ میں نے اتنے گناہ کیے ہیں کہ میں چاہ کر بھی اس جال سے نہیں نکل سکتی ۔ میرے گناہ اس قدر زیادہ ہیں کہ مجھے معافی نہیں مل سکتی ۔ میرا ماضی میرے مستقبل کی ہر بتی بجھا دے گا۔

ہیر نے بے بسی سے کہا تھا۔

مگر جو اسکے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

(سورت النور ، آیت نمبر5)

گل نور کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔ ہیر نے نظریں اٹھا کہ ان کی طرف دیکھا۔

ہیر تم نے خدا کو سمجھ کیا رکھا ہے

ہیر کی آنکھوں میں بے چینی تھی۔

تم خدا کے درگزر کو آزما رہی ہو! ۔۔۔ہیر تم نے کیسے سوچ لیا کہ تمہارے گناہ اسکے عفو سے زیادہ ہیں

وہ مجھے معاف کر دے گا

تم معافی مانگو گی

گل نور نے اس کے سوال کے بدلے میں سوال کیا۔

ہیر نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا وہ اپنے سوچوں کے جال میں پھنس گئی تھی۔ گل نور نے کچھ لمحے اسے دیکھا اور پھر خاموشی سے اسکی کمر سہلاتے وہاں سے چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ نہیں جانتی تھی وہ کیا چاہتی ہے۔ وہ خود کو پہچاننے میں بھی کامیاب نہیں ہو پا رہی تھی۔ پہلی بار اسے اپنی ماں سمیت باپ پر بھی غصہ آیا تھا ۔ انہوں نے کبھی اس بارے میں ہیر سے بات نہیں کی تھی۔ انہوں نے اسے سب کچھ دیا۔ دولت، آزادی اور تمام تر سہولیات ۔۔۔ہر وہ چیز جسکی اس نے خواہش کی تھی مگر کبھی یہ نہیں بتایا تھا کہ اس دنیا میں ایک اللہ بھی ہے۔

اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ سکون دنیاوی چیزوں میں نہیں ملتا۔ اسے یہ بھی نہیں بتایا گیا تھا کہ اگر کبھی کوئ گناہ سرزد ہوجائے تو اسکی معافی بھی مل جاتی ہے۔ اسے در حقیقت کچھ بھی نہیں بتایا گیا تھا۔ اسے صرف فانی کی تعلیم دی گئ تھی۔ جو دائمی تھا، جو ازل سے تھا اسکا اسے بتایا ہی نہیں گیا تھا۔

فیصلہ اسے کرنا تھا کہ وہ ہدایت والوں کی راہ پہ چلنا چاہتی ہے یا نہیں۔ فیصلہ اسے کرنا تھا کہ کیا وہ فانی دنیا کے پیچھے بھاگ بھاگ کے خود کو ہلکان کرنا چاہتی ہے۔

اسنے اپنی آنکھیں بند کرلی اور اپنا چہرا اوپر کرلیا۔

۔ پانچ لڑکے ہیر کو مار رہے تھے۔ اس لمحے اس نے بے بسی محسوس کی تھی وہ چیخ رہی تھی۔ مگر اسکی مدد کو اسکے ماں باپ یا اسکا کوئ جاننے واالا نہیں آیا تھا۔

انہوں نے اسے زمین پہ پٹکا تھا۔ اس گرتی ہوئ ہیر کو کوئ سہارا دینے نہیں آیا تھا۔

اسکے زخم دکھ رہے تھے مگر کسی نے اسکے زخموں پہ مرہم نہیں رکھی تھی۔

۔ اسنے اپنی آنکھیں کھول لی ۔ اسکا چہرہ تر تھا۔ فیصلہ ہو چکا تھا

وہ رات کے تین بجے اس علاقے کی سب سے بڑی مارکیٹ میں گئ ۔ جو عموما

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پوری رات کھلی رہتی تھی۔ اس نے ایک سفید رنگ کی شلوار قمیص خریدی۔
وہ جو کر رہی تھی ایک ٹرانس کی کیفیت میں یہ سب کر رہی تھی۔

وہ فجر سے کچھ وقت پہلے اپنے روم میں واپس آگئ۔

اگر اس نے مجھے معاف نا کیا تو!۔۔۔اگر اس نے بھی مجھے دھتکار دیا تو!۔۔۔۔
۔۔۔۔!اگر مجھے وہاں سے بھی ٹھوکر لگ گئ تو

وہ اس سے آگے کچھ سوچ ہی نہیں سکی تھی۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

موذن کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائ ۔ اس آواز نے اسکے دماغ کو جھنجھوڑا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اللہ اکبر اللہ اکبر

ہیر اب پوری طرح آذان کی طرف متوجہ تھی۔ اتنی خاموشی سے اس سے پہلے اس نے کبھی آذان نہیں سنی تھی۔

اشہد اللہ الاہ الااللہ

اسنے تو اب تک یہ گواہی نہیں دی تھی۔ ہیر کا دل مٹھی میں جکڑا گیا تھا۔

اشہد اللہ الاہ الااللہ

ہیر سن بیٹھی موزن کی آواز سن رہی تھی۔

اشہد ان محمد الرسول اللہ

یہ گواہی بھی اس نے نہیں دی تھی۔ ہیر کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔

اشہد ان محمد الرسول اللہ

صلا اللہ علیہہ وسلم بے اختیار ہیر کے منہ سے نکلا ۔ اسے اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔

حی علا الصلاہ

ہیر کی جیسے سانسیں نارمل ہوئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حی علا الصلاہ

اسکی سوچوں کو جیسے کوئی جھٹک رہا تھا ۔ ہیر کی آنکھوں سے آنسو پھر سے بہنا شروع ہو گئے تھے۔

حی علا الفلاح

ہیر بیڈ سے نیچے زمین پہ بیٹھ گئی۔ اور اپنا سر اپنے گھٹنوں پہ رکھ دیا۔

حی علا الفلاح

ہیر نے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ کیا اب بھی اسے فلاح مل سکتی تھی۔ اسنے سوچا۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

ہیر کو ایک نئ امید نظر آئ تھی۔

لا الاہ اللہ

ہیر ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں اٹھی اور اپنی شلوار قمیص پکڑی اور واشروم کی طرف لپکی۔ وہ شلوار قمیص پہننے کے بعد اب وضو کر رہی تھی۔ وضو کرنے کے بعد اس نے جائے نماز بچھائ اور لرزتے ہاتھوں سے تکبیر کی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے کیسے رکوع ،سجدہ اور ا تحیات کے مراحل طے کیے تھے ۔۔۔وہ بس اتنا جانتی تھی کہ اسے سکون مل رہا تھا وہ سکون جو آج سے پہلے اسے کبھی میسر نہیں ہوا تھا۔

ہیر نے سلام پھیرا تو اسکا چہرہ آنسو ضبط کرنے کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

وہ بے اختیار سجدے میں گر گئ اور روتی چلے گئ بلکل ایک چھوٹے بچے کی طرح جو اپنی ماں سے کئ دنوں کے بعد ملتا ہے۔

اسکی ہچکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔

آج پہلی بار اسے اپنے رونے پہ کوئ شرمندگی نہیں ہوئ تھی اور نا ہی اس نے ریگریٹ کیا تھا۔ وہاں کوئ اسکا تماشا نہی بنا رہا تھا نا اسکی بے بسی پہ مسکرا رہا تھا اور نا ہی اسے کسی کے قہقہے سنائ دیے تھے ۔ ناجانے کتنے لمحے وہ خدا

کے سامنے روتی رہی ۔جائے نماز کا وہ حصہ اب تر ہو چکا تھا۔ جب وہ سجدے سے اٹھی تو اسکا دل ہلکا ہو چکا تھا۔

۔ ہیر نے اپنے ہاتھ اٹھائے

اے اللہ! میں ایک گنہگار انسان ہوں ۔ میں شرمندہ ہوں میں معافی کی طلبگار ہوں۔ میں اپنا ماضی تیرے سامنے نہیں کھولونگی تو ہر چیز جانتا ہے۔ میں بس تجھ سے ایک آس لگائے بیٹھی ہوں کہ تو مجھے معاف کردے گا۔

تو تو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے نا اپنی مخلوق سے تو پھر تو مجھے بھی معاف کردے ۔ میرا سینہ کھول دے، میرے دل پہ لگا تالہ توڑ دے ۔۔۔میں بڑی ناشکری تھی مگر اب مجھے میری اوقات معلوم ہو گئ ہے۔ میں تیرے بنا کچھ نہیں ہوں ۔۔۔میں ہمیشہ سے تیری محتاج تھی اور ہوں اور رہوں گی۔ میں خود کو۔۔۔۔خود کو خدا سمجھ بیٹھی تھی۔ مگر اب جو ٹھوکر لگی ہے تو معلوم ہوا ہے کہ میں تو ایک خاک کا ذرہ ہوں۔ میں تو مٹی کا ایک ڈیلا ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ میرے گناہ کتنے ہیں جو بات میں جانتی ہوں وہ یہ ہے کہ تیری رحمت سے بڑھ کر نہیں ہیں میرے گناہ!۔۔۔۔اے اللہ معاف فرما۔۔۔مجھے ۔ ہدایت دے دے

وہ گڑگڑا رہی تھی۔

اگلے کئ دن ہیر گل نور سے ملی اور دینی تعلیمات کے بارے میں ان سے معلومات لیتی ۔ گل نور اسے مختلف حدیثیں سُنتیں، اسے قرآن پاک بمعہ ترجمہ پڑھاتی ۔ اسے دینی احکامات بتاتیں۔

ایک سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ہیر کو ہدایت دے دی گئ تھی۔ اسکے دل پہ لگا تالہ تور دیا گیا تھا۔ اسکی توبہ قبول کرلی گئ تھی۔ ہیر کو تو ایسا ہی لگا تھا۔

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ،ہم نے انکی اولاد ان سے ملادی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نا دی۔ سب آدمی اپنے کیے میں گرفتار ہیں

(سورت الطور ، آیت نمبر 21)

گل نور اسے سورت الطور اسے ترجمے کے ساتھ پڑھ کے سنا رہی تھی۔

سب آدمی اپنے کیے میں گرفتار ہیں۔۔۔اسکا کیا مطلب

ہیر نے نا سمجھی سے گل نور سے سوال پوچھا۔

ہیر اسکا مطلب ہے کہ انسان جو کچھ کاٹ رہا ہے یہ اسنے خود بویا تھا۔ آپ کو جن چیزوں کا آج سامنا ہے وہ آپکے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔۔ہم سب اپنے ہی لگائے ہوئے جال میں پھنس جاتے ہیں۔۔۔اپنے ہی کھودے ہوئے گھڑے میں گر جاتے ہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گل نور کے جواب نے اسے مطمئین نہیں کیا تھا۔

میں ۔۔۔میرے ساتھ وہ سب کچھ ہوا مگر میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا تھا..

میں نے تو کوئی جال نہیں لگایا تھا نا ہی کوئی گھڑا کھودا تھا

ہیر جانتی ہو وہ معاملہ تب ہی ختم ہو جاتا اگر تم جلال کو پیار سے سمجھا دیتی

مطلب جلال کو اپنی تذلیل کرنے دیتی

ہیر کو ان کی بات پہ افسوس ہوا تھا۔

ہیر پتا ہے یہ سارا معاملہ اس میں کا ہے۔ اس میں کو ہٹا دیں تو بہت سارے معاملے بنا کسی جھگڑے کے حل ہو جائیں۔ اور یہ تذلیل کرنے والا وہ کون تھا!۔۔۔ہاں... عزت اور ذلت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے ۔ ہمارے نبی کو کس کس طرح ذلیل کیا گیا کفار کی جانب سے مگر دیکھو اب جتنی انکی عزت ہے کسی کی نہیں ہے۔ یہ معاملے تو کسی اور کے طے کرنے والے ہیں

گل نور آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

ہیر نم آنکھوں سے جوابا مسکرادی۔

✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾

۔ کبھی کبھی میں بہت الجھ جاتی ہوں گل نور

ہیر سڑک پہ چلتے ہوئے انہیں بتا رہی تھی۔

آج رات کو وہ گل نور کے ساتھ ٹہلنے کے لیے باہر آ گئ تھی۔ گل نور وہ واحد انسان تھی جب کے سامنے ہیر اپنا آپ کھول کے رکھ دیتی تھی۔

کیوں الجھ جاتی ہو

گل نور اپنے ہینڈ بیگ میں اپنی پانی کی بوتل واپس رکھتے ہوئے بولی۔

کچھ سوالوں کی وجہ سے!۔۔۔ان کے جواب مجھے ملتے ہی نہیں ہیں اور ان میں سے جن کے جواب ملتے ہیں وہ بہت مشکل سے ملتے ہیں

ہیر مسکراتے ہوئے انہیں اپنا مسئلہ بتا رہی تھی۔

گل نور نے اپنے بیگ کی زپ کھول کے اس میں سے ایک کتاب نکالی اور ہیر کی طرف بڑھا دی۔

!یہ لو

ہیر نے ان کے ہاتھ سے وہ کتاب پکڑی ۔۔۔یہ وہی کتاب تھی جو اسنے پہلی ملاقات میں گل نور کے ہاتھ میں دیکھی تھی۔ اس کی دائیں جانب القرآن

لکھا تھا۔ ہیر نے نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھا۔

اس میں تمہاری تمام مشکلات کا حل ہے۔ تمہارے سارے سوالوں کے جواب ہیں۔ اور ہاں... جب کبھی اللہ کی باتیں سننے کا من چاہے تو اس کتاب کو پڑھ لینا ۔۔۔یقین کرو اس میں اللہ تم سے ہی گویا ہے

ہیر نے اس کتاب کو ایک بار پھر دیکھا اور اسے دیکھتے مسکرادی۔

اور وہی ہوا تھا جو گل نور نے کہا تھا بے شک قرآن میں اسکے سوالوں کے جواب چھپے تھے۔اسکی پریشانیوں کا حل موجود تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ہیر رات کے پہر بیڈ کی ٹیک سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی ۔ دو دن بعد اسے واپس اپنے ماں باپ کے پاس جانا تھا۔

کیا میری توبہ قبول ہو گئ ہے

ناجانے کہاں سے یہ سوال ہیر کے دماغ میں آیا تھا۔شاید یہ اسی پہر کا نتیجہ تھا کہ ایسے سارے سوالات اسی پہر ہیر کے دماغ میں گردش کرتے۔ گل نور کی بات یاد آنے پر ہیر الماری کی طرف لپکی مگر پھر وہ یکدم رکی اور اپنے قدم واشروم کی طرف بڑھا دیے۔ وہ اب وضو کر رہی تھی۔

اسکے بعد اسنے الماری کے قریب جا کے اسکا دروازہ کھولا اور وہی قرآن ہاتھ میں تھامے واپس بیڈ پہ آکے بیٹھ گئ۔ اسنے اپنے سر کو چادر سے ڈھکا اور قرآن پاک کھولا۔

کیا میں صراط مستقیم پر چل سکوں گی

ہیر نے آنکھیں بند کر کے سوچا اور آنکھیں کھولنے پر اسکی نظر ایک آیت پہ

ٹھہر گئ۔

اور وہ تمہارے لیے روشنی کردے گا جس میں چلو گے اور وہ تم کو بخش دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے

(القرآن)

ہیر کے ہونٹوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ بکھری۔ اسے بے اختیار اللہ پہ بے حد پیار آیا تھا۔

وہی تو ہے جو انسان کی سنتا ہے جب اسکی کوئ نہیں سنتا۔ وہی تو ہے جو روشنی دکھاتا ہے جب سب چراغ بجھ جاتے ہیں۔ وہی تو ہے جو سہارا دیتا ہے جب ہر کوئ اسے دھتکاڑ دیتا ہے ۔ اور وہ وہی واحد ہے۔ وہ وہی کوئ اور نہیں اللہ ہے۔

اسنے آج شام واپس جانا تھا۔ ہیر گل نور سے ملنے ان کے مدرسے آئ تھی۔ اب وہ اور گل نور مدرسے کے باہر ٹہل رہے تھے۔ اس پگ ڈنڈی کی ایک طرف ڈھلوان تھی تو دوسری طرف کھائ تھی۔ وہ دونوں بڑی مستقل مزاجی سے چلتے چلتے باتیں کر رہی تھیں۔

میں آپکو بہت مس کرونگی گل نور

ہیر اب تم مجھے جزباتی کر رہی ہو

پتا ہے کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ آپکو میری ماں کی جگہ ہونا چاہیے تھا جو محبت مجھے آپ سے ملی ہے وہ مجھے کبھی اپنی ماں سے نہیں ملی

ہیر انہیں بتا رہی تھی۔

ہیر تمہاری ماں بری نہیں ہیں ۔ درحقیقت کوئی ماں بھی بری نہیں ہوتی۔ تمہارا ۔۔۔رویہ جیسا ان کے ساتھ ہے شاید اس لیے

آپکے ساتھ بھی تو میرا رویہ ویسا ہی تھا مگر آپ تو ویسی نہیں ہیں

ہیر نے ان کی بات کاٹی۔

ہیر تم ان سے میرا کمپیریزن نا کرو۔ پتا ہے ہم انسان سب سے بڑی غلطی کیا کرتے ہیں!۔۔۔ہم اپنے پاس موجود چیزوں کا دوسروں کی چیزوں سے کمپیریزن کرتے ہیں اور پھر ہم احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ زندگی ایسے نہیں چلتی ہیر!۔۔۔۔تمہارے پاس جو ہے اسے ایکسیپٹ کرو۔ جن چیزوں کو تم بدل نہیں سکتی ان چیزوں کو اللہ پہ چھوڑ دو۔ اس سے بہتر

planner

کوئی بھی نہیں ہے۔

ہیر ان کی بات پہ خاموش ہو گئ۔

ہیر پورے ایک ماہ بعد واپس اپنے گھر آ گئ تھی۔ ائیر پورٹ پہ اسکا استقبال ہمیشہ کی طرح اکمل خان نے کیا تھا۔ کار میں بیٹھتے ہی انہوں نے بہت ساری باتیں کی تھی۔ اس نے مسز اکمل کے بارے میں پوچھا۔ اکمل خان کو بہت حیرانی ہوئ تھی۔ یہ دوسری چیز تھی جس ہر وہ حیران ہوئے تھے۔ پہلی چیز ہیر کا لباس تھا۔ اسنے شلوار قمیص زیب تن کر رکھی تھی۔ یہ بات اکمل خان کے لیے کسی شاک سے کم نہیں تھی۔

ہیر جب گھر میں داخل ہوئ تو مسز اکمل کچن میں خانساماں کو کچھ ہدایات دے رہی تھی۔ ہیر نے پیچھے سے آ کے ان کے گرد اپنی باہیں حمائل کر دی۔ مسز اکمل کو تو جیسے ایک جھٹکا لگا تھا۔

ہیر

وہ پیچھے پلٹی اور ہیر کو حیرانی سے دیکھنے لگی اور پھر انہوں نے اسکی پیشانی پہ ہاتھ رکھا کہ آیا اسکی طبیعت تو ٹھیک ہے۔

ہیر نے بڑی نرمی سے مسکراتے ہوئے انکا ہاتھ ہٹایا۔

کیسی ہیں آپ

میں !۔۔۔۔ٹھیک ہوں

مسز اکمل بول نہیں پا رہی تھیں۔

تم۔۔۔تم ٹھیک ہو... سفر کیسا رہا

انہوں نے خود کو کمپوز کرتے ہیر سے پوچھا۔

بہت اچھا ۔۔۔بہت بہت بہت زیادہ اچھا

۔ ہیر چہکتے ہوئے بولی

آپ پلیز مجھے کافی دے دیں

یہ کہتے ہیر کچن سے باہر آ گئی۔ مسز اکمک نے اب پہلی بار اسکے لباس پہ غور کیا تھا۔ انہیں لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ دیر بعد وہ کچن سے باہر آئی تو ان کے ہاتھ میں دو کافی کے مگ تھے۔

ہیر اکمل خان کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھی۔

وہ بھی خاموشی سے ان کے پاس جا کے بیٹھ گئیں۔ اور دونوں مگ ٹیبل پہ رکھ دیے۔ ہیر اب مگ ہاتھ میں لیے کافی کے چھوٹے چھوٹے سپ لگاتی انہیں اپنی گل نور سے ملاقات کے بارے میں بتا رہی تھی۔

ہیر صبح یونیورسٹی نہیں گئی بلکہ وہ 12 بجے کے قریب ایک شاپنگ سنٹر چلے گئی۔

تقریبا 4 بجے وہ واپس آئ تو لاؤنج میں مسز اکمل کے ساتھ ہی بیٹھ گئ۔

کرلی شاپنگ

جی میں آپکو دکھاتی ہوں

ہیر اب انہیں اپنے کپڑے دکھا رہی تھی جبکہ مسز اکمل کبھی بے یقینی سے ہیر کو دیکھتی تو کبھی اس کے خریدے گئے کپڑوں کو۔ وہ سب قمیصیں تھیں ان میں سے چند کے ساتھ شلوار جبکہ چند کے ساتھ کیپری تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اکمل آپکو ہیر کے بارے میں کچھ محسوس نہیں ہوتا

مسز اکمل اب اکمل خان سے گویا تھیں۔ جب سے ہیر واپس آئ تھی انہوں نے اس میں بہت سی تبدیلیاں دیکھی تھی۔

مثلا کیا

مثلا۔۔۔۔اسکا پہناؤ ، اسکا رویہ ، اسکی ہر حرکت

مسز اکمل کے لہجے میں پریشانی تھی۔

ہاں نوٹ تو کیا میں نے!۔۔۔مگر یہ سب تو پازیٹیو ہے اور میرا خیال ہے کہ ہیر کے لیے یہ سب بہتر ہے۔ وہ تمہارا احساس کرنے لگی ہے۔۔۔اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے

ہاں اسکا رویہ میرے ساتھ بہت اچھا ہے۔۔۔مگر کہیں یہ سب کوئ ڈرامہ تو نہیں ہے

مطلب اکمل خان کے چہرے پہ نا گواری آئ تھی۔

ایک تو تمہاری مجھے سمجھ نہیں آتی ایک طرف تمہیں پہلے ہیر سے چڑ تھی کہ وہ بدتمیز ہے تمہارا لحاظ نہیں کرتی اور اب جب وہ تمہاری عزت کرنے لگی ہے تو تمہیں یہ بات بھی ہضم نہیں ہو رہی ۔۔۔تم آخر چاہتی کیا ہو! کسی حال میں تو خوش ہو لو

اوہو میں نے تو بس ویسے ہی بات کی تھی آپ نے تو مائینڈ ہی کر لیا

مسز اکمل اپنی جان چھڑاتے ہوئے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر نے رات کو اپنے کمرے میں آتے ہی گل نور کو فون کیا اور تیسری رنگ پر ہی فون اٹھالیا گیا تھا۔

ہیلو گل نور

وعلیکم اسلام ہیر

۔ ہیر انکی بات پہ بے ساختہ ہنس دی

کیسی ہیں آپ

میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ خیر خیریت ہے

گل نور کی دوسری طرف سے آواز آئ تھی۔

ہاں وہ نا میں سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

رات کی تاریکی بڑھتی جا رہی تھی ۔ ہیر گل نور سے باتوں میں مشغول ہو گئ تھی۔

زندگی ریل کی ایک پٹری پہ چلتی ایک ریل ہے۔ پٹری پہ کئ موڑ آتے ہیں ۔ اور یہ ریل مختلف جگہوں سے گزرتی ہے۔ کبھی یہ تنہائ کی کھائیوں سے گزرتی ہے تو کبھی درد کے پہاڑوں کے درمیان اپنا سفر طے کرتی ہے۔ کبھی خوشیوں کے کھیت آتے ہیں تو کہیں آزمائش کا سمندر۔۔۔۔ مگر پھر یہ ریل آخر کار اپنی منزل پہ پہنچ ہی جاتی ہے ایک نا ایک دن یہ سفر ختم ہو ہی جاتا ہے

ہیر آج صبح یونیورسٹی گئ تو سب نے اسے سر تا پیر گھوڑ کے دیکھا۔ وہ ان سب کی وجہ جانتی تھی ۔ وہ خاموشی سے سب کو نظرانداز کرتی آگے بڑھ گئ۔ وہ لوگوں کی چہ مگویوں سے بھی واقف تھا نیز وہ لوگوں کے ہر طرح کے رد عمل کے لیے خود کو تیار کر کے آئ تھی۔

وہ اپنی کلاس میں داخل ہوئ تو طلباء سمیت اسکے استاد نے بھی اسے ایسے دیکھا جیسے وہ کسی دوسرے سیارے سے آئ ہوئ کوئ ایلین ہو۔

کینٹین میں بھی وہ لوگوں کی نظروں کا مرکز رہی تھی ۔ اور وہ اسکی وجہ بھی جانتی تھی۔ اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو شاید ان لوگوں کا ردعمل ایسا نا ہوتا مگر وہ ہیر تھی۔ کوئی بھی شخص ہیر سے شلوار قمیص زیب تن کرنے کی توقع نہیں کر سکتا تھا۔

اور سب اپنے کیے میں گرفتار ہیں

قرآن کی ایت ہیر کے دماغ میں گونجی تھی وہ خود ہر ہی مسکرادی۔

تبھی اسے دور سے اپنی طرف آتی ردا دکھائی دی ۔ یقینا وہ اسے دیکھ کر ہی اس طرف بڑھ رہی تھی۔

ہیر تم یہاں۔۔۔۔۔ وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ ہیر اسکی وجہ بھی جانتی تھی۔
ہیر نے نا گواری سے ایک گہرا سانس لیا۔

یہ کیا پہنا ہے تم نے

وہ اسکی مخالف کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

شلوار قمیص

ہیر نے اپنی قمیص کا گیرا ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

I know that! but why are you wearing this?

(مجھے پتا ہے وہ۔۔۔مگر تم نے یہ کیوں پہن رکھا ہے)

کیونکہ میری مرضی کیا کبھی میں نے تم سے پوچھا

Rida why are you wearing this western dress ?

(ردا تم نے یہ مغربی لباس کیوں پہن رکھا ہے)

ہیر کا اشارہ اسکی پینٹ شرٹ کی طرف تھا۔

نہیں تم نہیں پوچھ سکتی! کیونکہ تم خود بھی یہ سب پہنتی آئ ہو۔ مگر میں نے شلوار قمیص نہیں پہنی

اس کا لہجہ مزاق اڑانے والا تھا۔

کیا ہم کسی اور ٹاپک پہ بات کر سکتے ہیں

ہیر اکتاتے ہوئے بولی۔

Yeah sure!

تم بتاؤ تم اتنے دنوں سے کہاں غائب تھی اور ۔۔۔اور تم نے مجھسے پچھلے ایک مہینے میں کوئ رابطہ تک نہیں کیا

وہ میں ناران کاغان گئ تھی

what!!۔۔۔۔

تم ناران کاغان گئ تھی ۔۔۔۔مگر۔۔۔۔

اس میں اتنی پریشانی والی کیا بات ہے

۔ ہیر کو ردا کے ردعمل پہ حیرت ہوئ تھی

تم ناران کاغان گئ اور تم نے مجھے بتانا گوارہ بھی نہیں کیا ۔۔۔۔مجھے ابھی بھی یقین نہیں ہو رہا۔۔۔مجھے لگا

ردا کچھ کہتے کہتے رک گئ۔

!کیا لگا

ہیر کے چہرے پہ اضطراب تھا۔

مجھے لگا سلطان نے کچھ ۔۔۔۔تم سمجھ رہی ہو نا

۔ ہیر اس کی بات پہ بے ساختہ ہنس دی

Rida you know what! you are crazy

(ردا تمہیں معلوم ہے کیا ۔۔تم پاگل ہو)

ہیر اپنے بیگ سے اپنا موبائک نکالتے ہوئے بولی۔ اس نے پچھلے ایک مہینے سے اپنا کوئ بھی سوشل میڈیا اکاؤنٹ چیک نہیں کیا تھا۔ اپنے ٹوور کے دوران وہ دنیا سے بلکل کٹ گئ تھی۔

ہیر ۔۔۔۔۔سب ٹھیک تو ہے نا

ردا کچھ آگے کو جھکتے ہوئے بڑے رازدارانہ طریقے سے بولی۔

۔ ہیر نے ایک نظر اپنا چہرا اٹھا کے ردا کو دیکھا

تم جو پوچھنا چاہتی ہو صاف صاف اور واضح الفاظ میں پوچھلو۔۔۔اس سے تمہارا اور میرا وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔

اس بار ہیر زرا روکھے لہجے میں بولی۔

یہ سب کچھ کیسے ہوا کہیں تم پہ بھی تو مزہبی بننے کا بھوت نہیں سوار ہو گیا

ردا کا لہجہ مزاق اڑانے والا تھا۔

ردا۔۔۔یہ میری زندگی ہے۔ اور میں اپنی زندگی میں کبھی بھی کچھ بھی کر سکتی ہوں ۔۔۔میں اگر پوری رات کلب میں ناچتی رہوں تو تم سب لوگ تالیاں بجاتے ہو، اور اگر میں سر پہ ڈوپٹا اوڑھ لوں تو تم لوگ تنقید کرتے ہو

ہیر کے ماتھے پہ بل نمایاں تھے۔

اوہ کم آن ہیر۔۔۔۔ایسی باتیں کم از کم تم پر تو سوٹ نہیں کرتیں۔ پتا ہے وہ کہتے ہیں نا کہ۔۔۔۔۔ہاں۔۔! نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی ۔ تم اس محاورے کی عملی مثال ہو

ہیر نے اپنے لب بھینچے۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم سر پہ ڈوپٹا اوڑھ کے اپنی پارسائی ثابت کروگی اور ہم

تم سے بہت ایمپریس ہو جائیں گے۔۔۔ پر تم غلط ہو ہم سب تمہارے پچھلے کارناموں سے واقف ہیں کم از کم یہ سر پہ جو ڈوپٹا تم نے اوڑھ رکھا ہے یہ تمہارے کالے کرتوتوں پہ چادر نہیں ڈالے گا

ہیر کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ ردا ہی ہے۔ اس کا تو خیال تھا کہ یہ لڑکی اسکے بہترین دوستوں میں سے ایک تھی ۔ مگر جس طرح کی باتیں وہ کر رہی تھی ہیر کو اپنی سب سے بڑی دشمن ہی وہ لگی تھی۔

ہیر نے اپنا بیگ اپنے کندھے پہ ڈالا اور کچھ بھی کہے بنا وہاں سے اٹھ کے چلے گئی۔ وہ کہہ بھی کیا سکتی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوئے سلطان ! تجھے پتا ہے کہ ہیر آج یونیورسٹی آئ تھی۔۔۔اور حیرت انگیز بات یہ کہ اسکی ڈریسنگ۔۔۔۔یار وہ عجیب سے کپڑے پہن کر آئ ۔۔۔سر پہ گز بھر کا تھان لپیٹ رکھا تھا

سلطان کا ایک دوست قہقہہ لگاتے ہوئے اسے بتا رہا تھا۔

جبکہ ہیر کے آنے کی خبر سن کر سلطان ایک دم سے سیدھا ہو کے بیٹھ گیا۔

کہاں ہے وہ

سلطان اٹھتے ہوئے بولا۔

کلاس میں ہو گی فلحال تو

اسکا دوست کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔

اچھا بوئز ! پھر رات کو ملتے ہیں اوکے

سلطان ان سب سے کہتا ہوا باہر نکل آیا

اس کو ہیر کا بڑی بے صبری سے انتظار تھا۔ جب سے اس نے ہیر کو پٹوایا تھا وہ اسے ایک بار اور دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ اسکے چہرے پہ شکست کے آثار دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ اس کی بے بسی پہ اس کے سامنے ہنسنا چاہتا تھا

اور آج پورے ایک ماہ بعد وہ ہیر کو دیکھنے والا تھا۔

سلطان نے اپنے قدم ہیر کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھا دیے۔

ہیر اپنی کلاس سے باہر نکل رہی تھی۔ اسکے ہاتھ میں موبائل تھا وہ ردا کی باتوں سے اس قدر دلبرداشتہ ہو گئ تھی اور وہ جلد از جلد گل نور سے بات کرنا چاہتی تھی۔ گل نور سے رابطہ اس کے لیے ایک ایسی تھیراپی تھا کہ اس کی ہر تکلیف، ہر ٹینشن فوری طور پہ دور ہو جاتی۔

وہ بے دیہانی میں اپنے موبائل پہ گل نور کا نمبر ملانے میں مصروف تھی جب ایک آواز پہ اس کے بڑھتے قدم رک گئے۔

ہیلو ہیر ۔۔۔کیسی ہو تم سلطان دیوار سے ٹیک لگائے ، چہرے پہ مسکراہٹ سجائے اس سے پوچھ رہا تھا۔

ٹھیک ہوں

ہیر نے اس کی بات کا مختصر سا جواب دیا۔ وہ یہاں پہ کوئ تماشا نہیں چاہتی تھی۔

حیرت ہے اب بھی ٹھیک ہو

اب وہ ہیر کے قریب آرہا تھا۔

ویسے میں تمہاری طرف سے کسی ردعمل کا انتظار کر رہا تھا ، مگر پھر تم ایک مہینے کے لیے غائب ہو گئ ۔۔بہت زیادہ چوٹیں آئ تھی کیا

سلطان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

ہاں آئ تو تھی

ہیر بڑے پر سکون انداز میں بولی۔

۔۔۔ اوہ بےچاری۔۔۔میں تم سے معافی تلافی کر لیتا مگر

سلطان نے ابھی اپنی بات پوری نہیں کی تھی کہ ہیر اسکی بات کاٹتے ہوئے بولی ۔

نہیں ان سب کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔مجھے کچھ ضروری کام ہیں

ہیر یہ کہتے وہاں سے چلی گئ جبکہ سلطان اس کے رویے پہ حیران سا ہو گیا۔

یہ پہلے والی ہیر تو نہیں تھی۔ اس نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے اسے دور جاتے دیکھا۔

ہیر گہری سانسیں لیتی یونیورسٹی کے پارکنگ ایریا میں آ گئ اور دروازہ کھول کہ ڈرائونگ سیٹ پہ بیٹھ گئ۔

اس نے اپنا موبائل پیسنجر سیٹ پہ بیگ سمیت پٹکا۔

اور سٹیرنگ پہ اپنا سر ٹکا دیا ۔ کچھ دیر خود کو پر سکون کرنے کے بعد اس نے کار سٹارٹ کی اور اپنے گھر تک کے سفر کا آغاز کیا۔

گھر پہنچتے ہی وہ اپنے کمرے میں گئ۔ مسز اکمل اور اکمل خان گھر میں نہیں تھے ۔ اسنے سب سے پہلا کام جو کیا تھا وہ گل نور کو کال کرنا تھا۔

دوسری طرف سے فون پک اپ کرلیا گیا تھا۔ دعا سلام کے بعد وہ کچھ دیر ادھر ادھر کے تبصرے کرتی رہی۔

ہیر سب ٹھیک ہے

گل نور نے اس سے پوچھا۔

ہاں۔۔۔آپنے کیوں پوچھا

ہیر کو حیرت ہوئی تھی تو کیا اس کی آواز سے بھی انہیں علم ہونے لگا تھا۔

پتا نہیں بس۔۔۔پوچھ لیا

دوسری طرف سے گل نور کی آواز آئی۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ سب کچھ اس قدر مشکل ہو گا۔۔۔گل نور ان لوگوں کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ۔۔۔وہ میرا ڈوپٹہ سر سے کھینچ لیتے۔ وہ۔۔۔مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے ،میری دوست ۔۔۔۔نہیں بلکہ میری so called بہترین دوست وہ مجھ پہ تبصرہ کر رہی تھی اس کا بس نہیں چلا کہ وہ میری کھال نوچ لیتی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر کی آواز بھرا گئی تھی۔

مجھے تم اس قدر کمزور نہیں لگی تھی کہ یوں ان چھوٹی چھوٹی باتوں پہ رونے لگ جاؤ

گل نور کی آواز پر سکون تھی۔

میں نہیں رو رہی

ہیر نے صوفے پہ پڑا کوشن زمین پہ پٹکا۔

پتا ہے ہیر جب میں نے پردہ کرنا شروع کیا تو مجھے ان لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جن ہر مجھے یقین تھا کہ کچھ بھی ہو جائے یہ میرا ساتھ نہیں

چھوڑیں گے۔۔۔میرے شوہر نے مجھ پہ اعتراضات کرنا شروع کر دیے ۔ جب بھی کسی شادی پر جاتی تھی تو لوگ طرح طرح کے جملے کستے تھے۔ میرے سسرال والے کافی لبرل تھے کم از کم وہ یہ افورڈ نہیں کر سکتے تھے کہ ان کی بہو پردہ کرے۔شروع شروع میں چھوٹے موٹے جھگڑے ہوئے مگر پھر معاملات میں سنجیدگی آ گئ اور پھر ایک دن میرے شوہر نے مجھے حکم الہی پورا کرنے پر طلاق دے دی۔ ہیر خاموشی سے انہیں سن رہی تھی۔ ہیر میں نے اپنا سب کچھ کھو دیا ۔ اپنا میکہ، اپنا سسرال، اپنا شوہر ، اپنا ہر رشتہ۔۔۔ اور ہیر تم اتنی چھوٹی سی بات پہ دلبرداشتہ ہو رہی ہو

ہیر کچھ شرمندہ سی ہو گئ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جس زمانے میں ہم رہ رہے ہیں وہاں صحیح کام کرنے والے کو آگ کے سمندر میں تیرنا پرتا ہے۔ لوگوں کے طعنے سننے پڑتے ہیں۔ اور بھی بہت کچھ۔۔۔۔۔ہیر یہ کام بہت حوصلے کے ہوتے ہیں اور تم میں وہ حوصلہ ہے۔ ہاں اگر اب بھی بہتر محسوس نہیں کر رہی ہو تو اللہ سے رجوع کرو

دوسری طرف سے لائن کاٹ دی گئ تھی۔ ہیر مسکرادی تھی۔

وہ نماز پڑھ کے فارغ ہوئ تھی کہ ملازم نے آ کر اس کے دروازے پہ دستک دی۔

ہیر بی بی آپکو میڈم جی بلا رہی ہیں کھانے کے لیے

ہیر نے اسے جانے کا کہا اور خود بھی جائے نماز تہہ کر کے اس کے پیچھے چل دی۔

ہیر نے اگلے کئی دنوں میں بہت سے قابل فخر کام کیے تھے۔ اس نے اپنی ساری توجہ اپنی پڑھائی پہ صرف کردی۔

اس سیمیسٹر میں اسکا جی پی اے بہت اچھا رہا تھا ۔ اور یہ بات اسکے پروفیسرز کے لیے بھی قابل یقین تھی۔ اور کئی دنوں تک تو ہیر کو بھی یقین نہیں آیا تھا کہ یہ کارکردگی اسی کی تھی۔

ہیر نے مسز اکمل کے ساتھ ان کے آفس بھی جانا شروع کر دیا تھا۔ مسز اکمل نے اسے بہت سے لوگوں سے ملوایا تھا۔ اور ان لوگوں سے جان پہچان اسکے مستقبل اور کیریئر کے لیے خاصی فائدہ مند ثابت ہونے والی تھی۔

اس کے علاوہ ہیر کی فرمائش پر اکمل خان نے ایک گاؤں میں ایک سکول بھی قائم کروایا تھا۔ جس کا سارا چارج ہیر نے ہی سنبھالا تھا۔

اور پہلی دفعہ ہیر کو اندازہ ہوا تھا کہ زندگی کا اصل مقصد کیا ہوتا ہے۔ اسے پہلی دفعہ اندازہ ہوا تھا کہ جب آپ کسی کا کام کسی غرض سے بری ہو کے کرتے ہیں تو جو سکون اپکے اندر اترتا ہے وہ کسے فاؤ سٹار ہوٹل میں بھی نہیں ملتا۔

مسز اکمل کافی سوشل تھیں اور اس بات کا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہیر نے ان کی کئی پارٹیز اور ڈنر اٹینڈ کیے تھے۔

اور ایسا کرنے کا مقصد لوگوں سے تعلقات بڑھانا تھا۔ اور ان تعلقات کی بنا پر اسے فنڈز اکٹھا کرنے میں کافی آسانی رہی تھی۔

دو سال گزر گئے تھے ۔ ہیر نے اپنی پڑھائی مکمل کر لی تھی۔ اس نے مسز اکمل کے ساتھ بزنس کرنا شروع کر دیا تھا مگر اس کی ترجیح اب بھی سوشل ورک ہی تھا۔

ہیر نے مزید دو سکول اور ایک میڈیکل سینٹر شہر کے پسماندہ علاقوں میں بنوایا تھا۔

ہیر کے تعلقات شہر کے معروف خاندانوں سے استوار ہو چکے تھے۔

جبکہ گل نور سے رابطہ کافی کم ہو چکا تھا وہ دو ہفتے میں ایک بار ان سے رابطہ کرتی ، اور اس کی وجہ بھی ہیر کی مصروفیات ہی تھیں۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت مسز اکمل کے آفس میں گزارتی تھی اسی لیے اس کی مسز اکمل سے کافی اچھی انڈرسٹینڈنگ ہو چکی تھی۔ جبکہ وہ مہینے میں دو تین مرتبہ اپنے قائم کردہ سکولز اور میڈیکل سنٹرز کا دورہ کرتی رہتی اور وہاں مقیم لوگوں کی شکایات سنتی اور انہیں دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی۔

پہلی دفعہ اس نے غربت کو اتنے قریب سے دیکھا تھا۔ اسے صحیح معنوں میں پتا چلا تھا کہ تکلیف در حقیقت ہوتی کیا ہے۔ اس نے لوگوں کو دو وقت کی روٹی کے لیے تڑپتے دیکھا تھا۔ خراب پانی پینے کی وجہ سے لوگوں کو موت کے منہ میں جاتے دیکھا تھا۔ اس نے لوگوں کو بروقت طبّی علاج نا ملنے کی وجہ سے مرتے دیکھا تھا ۔ اور ان سب کے بعد اس نے ہر اس موقع کو

regret

کیا تھا جب اس نے ساری سہولیات ہوتے ہوئے بھی اللہ کی نا شکری کی تھی۔

۔ بے شک انسان بہت بڑا نا شکرا ہے

(القرآن)

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر اور مسز اکمل آج رات 7 بجے گھر پہنچے تو اکمل خان لان میں بیٹھے مالی کو کچھ ہدایات دے رہے تھے۔

ان دونوں کو دیکھ کر وہ کھڑے ہو گئے۔

زہے نصیب! تو بیوٹیفل لیڈیز بالا آخر آپ کو میرے جیسے بندے کے لیے ٹائم مل ہی گیا

وہ اپنے بازو کھولتے ہوئے بولے۔

ہیر ان کے گلے لگی اور پھر وہ تینوں ٹی وی لاؤنج میں آ گئے۔

غفور ! ہمارے لیے کافی لے آؤ

مسز اکمل نے اپنے ایک ملازم کو آواز دی۔

اب وہ ماں بیٹی اپنے بزنس کے بارے میں اکمل خان کو بتا رہی تھی۔

اتنی دیر میں غفور تین بڑے مگ لے کر آیا ۔ اور ٹرے میز پہ لا کے رکھ دی۔

۔ اوہ تو اسکا مطلب ماں بیٹی کی کافی اچھی انڈرسٹینڈنگ ہو گئ ہے

it's unbelievable

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اکمل خان ان دونوں کو مگ تھماتے ہوئے بولے۔

Now you must be feeling jealous۔aren't you?

ہیر مسز اکمل کی بات سن کے مسکرا اٹھی۔

yes I am

اکمل خان افسردہ ہوتے ہوئے بولے۔

ہیر نے ریموٹ پکڑ کے ٹی وی آن کیا اور ایک نیوز چینل سرچ کرنے لگی ۔

سے با خبر current issues ایک سوشل ورکر ہونے کے ناطے سے ہیر

رہنا ضروری سمجھتی تھی۔

اس نے اے آر وائی نیوز چینل پہ آ کے اپنا ہاتھ روکا۔ جہاں فلحال کمرشل چل رہی تھی۔

ہیر اپنے مگ کی طرف متوجہ ہوئ جبکہ مسز اکمل اپنے موبائل پہ مصروف تھیں۔

بریکنگ نیوز!!!

ناظرین ہم آپکو بتاتے چلیں کہ ہمیں ابھی یہ خبر موصول ہوئ ہے کہ ملک کے معروف سیاستدان ،جو کے اوپوزیشن پارٹی سے تعلق رکھتے تھے، جمیل اکبر کو کسی نے قتل کردیا۔ جی ہاں ناظرین ! آج شام کو جمیل اکبر کا قتل کر دیا گیا ۔

ہیر اپنی پلکیں جھپکانا بھول گئ تھی۔

جی ہاں ان کے بیٹے سلطان جمیل نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ جبکہ رپورٹس کے مطابق انہیں زہر دے کر مارا گیا تھا۔ ناظرین مزید تفصیل جانتے ہیں ہمارے نمائیندے علی لطیف سے۔۔۔۔

اکمل خان نے ہیر کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ ہیر نے گردن موڑ کے ان کی طرف دیکھا۔

اوہو۔۔۔زیادہ اداس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔جیسے اس کے کرتوت تھے یہ سب تو ہونا ہی تھا

مسز اکمل نے تبصرہ کیا تھا۔ ہیر وہاں مزید نہیں بیٹھ سکی تھی۔ سلطان سے اس کے لاکھ اختلافات ہی سہی مگر اِیک انسان ہونے کے ناطے اسے جمیل اکبر کے موت کا واقعی دکھ ہوا تھا۔ اور اسے سلطان سے بھی ہمدردی محسوس ہوئی تھی۔ اگر یہ ہیر تین سال پہلی والی ہیر ہوتی تو یقینا وہ اس وقت جشن منا رہی ہوتی مگر وہ پرانی ہیر نہیں تھی۔ وہ لب بھینچے اپنے کمرے میں آ گئی۔ سلطان سے اسکا پچھلے دو سال سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا ۔ اور نا ہی کسی اتفاق نے انہیں آمنے سامنے کھڑا کیا تھا۔

ماضی میں ہونے والے واقعات ایک پٹی کی طرح اس کی آنکھوں پہ بندھ گئے تھے۔ اس نے اپنی آنکھیں مسلی اور اپنے منہ پہ سرہانہ رکھ کر لائیٹ آف کر کے سو گئی۔

ہیر صبح ناشتے کی ٹیبل پہ بیٹھی اپنی کافی کا ویٹ کر رہی تھی۔ عادت کے مطابق اسنے اخبار اٹھا کے پڑھا۔

صفحات پلٹتے پلٹتے اس کی نظر صفحے کے نچلے حصے پہ آ کے رک گئی۔

کافی لے کے آتی مسز اکمل نے اس کے چہرے کو سرخ ہوتے دیکھا تھا۔

کیا ہوا ہیر سب ٹھیک تو ہے

مسز اکمل ٹیبل پہ کافی کا مگ رکھتے ہوئے بولی۔ اکمل خان نے مسز اکمل کی بات پر ہیر کی طرف دیکھا۔

جی سب ٹھیک ہے

ہیر نے اخبار واپس رکھتے ہوئے کہا البتہ اب اسکی پیشانی پہ بل نمایاں ہو گئے تھے۔

کچھ سوچتے ہوئے اکمل خان نے اخبار پڑھا اور ان کا چہرہ یک دم سے زرد ہو گیا۔

ہیر یہ۔۔۔۔ وہ مزید کچھ بول نہیں سکے تھے۔ ہیر نے اپنے کندھے اچکائے تھے۔

لیکن ۔۔۔۔

سلطان کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہے جو اس طرح کے بیانات دے رہا ہے۔ ہیر اکمل کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

اسے لگتا ہے کہ میں نے جمیل اکبر کا قتل کروایا ہے۔۔۔

how stupid---

میں ایسا کیونکر کرونگی۔ یا تو اس لڑکے کا دماغ خراب ہو گیا ہے یا پھر اسے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے سکینڈلائیز کر کے بہت خوشی ہوتی ہے

ہیر کافی کا سپ بے دلی سے لیتے ہوئے بولی۔

ہیر تم نے کہیں واقعی تو۔۔۔۔

ہیر مسز اکمل کی بات پہ تنک کر بولی۔

مام! کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔۔میں ایسا کیوں کرونگی ،مجھے ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ آپکو لگتا ہے کہ واقعی میرے پاس ان سب کے لیے وقت ہے۔ اگر مجھے ایسا ہی کچھ کرنا ہوتا تو میں تین سال تک انتظار نا کرتی

آئ نو ہیر!۔۔۔مگر تمہیں پتا ہے کہ اس کی وجہ سے تمہارا کیرئیر کتنا خراب ہو گا ۔ تمہاری سوشل ایکٹیویٹی پہ کتنا اثر پڑے گا۔

مسز اکمل فکر مند ہوئ تھیں۔

اچھا بیگم ۔۔۔۔بس کرو ۔ ہماری ہیر بے قصور ہے ہم جانتے ہیں۔ اب اسے کٹہرے میں کھڑا نا کرو

اکمل خان نے حسب معمول ہیر کی طرف داری کی۔

اپنی کافی ختم کرنے کے بعد ہیر آفس کے لیے نکل گئ۔

جب ہیر آفس میں داخل ہوئ تو سب ایمپلوئز اسے معنی خیزی سے گھوڑ رہے تھے۔ وہ ایسی نظروں کا سامنا پہلی مرتبہ نہیں کر رہی تھی۔ اتنے سالوں میں

اسے ان سب کی عادت ہو گئ تھی۔

وہ ابھی آفس میں فائلز چیک کر رہی تھی کہ اس کا آفس فوم بجا۔

میڈم آپ سے ایک اخبار کے ایڈیٹر بات کرنا چاہتے ہیں

دوسری طرف سے اسکی پی۔ اے نے اسے انفارم کیا۔

بات کرواؤ میری

جی مس ہیر! آپ کی متعلق سلطان جمیل نے ایک بیان دیا ہے۔ اور ان کے بیان میں انہوں نے اس قتل کا ذمہ دار آپکو ٹھہرایا ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہیں گی

دوسری طرف سے ایڈیٹر بول رہا تھا۔

میں کیا کہنا چاہوں گی!۔۔۔ایکسکیوز می میرا خیال ہے کہ جو کچھ کہنا تھا وہ سلطان نے کہہ دیا ہے ۔ الزام انہوں نے لگایا ہے تو مجھسے صفائ لینے سے پہلے ۔ آپ ان سے ثبوت لے لیں تو بہتر ہو گا

ہیر نے اتنا کہہ کے فون بند کر دیا۔

عجیب دماغ خراب کر دیا ہے میرا

ہیر جھنجھلاتے ہوئے بولی۔

تو اتنا

sure

کیسے ہے کہ یہ سب ہیر نے ہی کروایا ہے

سلطان کا دوست ولید اس سے پوچھ رہا تھا۔

Obviously---

وہی کروائے گی اور کون کروائے گا۔ میں بھی کہوں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد وہ مجھ سے بدلہ نا لے ۔ لیکن وہ اتنا بڑا قدم اٹھائے گی مجھے امید نہیں تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن وہ تین سال بعد کیوں کرے گی یہ سب ... اسے اب یاد آیا تھا یہ سب کرنا ۔ اور کیا ثبوت ہے تیرے پاس کہ یہ سب ہیر نے ہی کیا ہے جو یوں ----- تونے دھڑلے سے بیان دے دیا ۔ تجھے اندازہ بھی ہے

تجھے میں پاگل لگتا ہوں ----جب میں کہہ رہا ہوں تو تو اس کی اتنی طرف داری کیوں کر رہا ہے

سلطان اس کا گریبان پکڑتے ہوئے بولا۔

میرے کہنے کا مطلب ہے کہ ---ہو سکتا ہے کہ کسی مخالف پارٹی نے یہ سب

کیا ہو

ولید اپنا دفاع کرتے ہوئے بولا۔

نہیں ! ۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا ۔ میں جانتا ہوں کہ ہیر نے ہی کیا ہے ۔ لیکن اب تو فکر نا کر! اب اسے بھگتنا پڑے گا

سلطان اسکا گریبان چھوڑتے ہوئے بولا۔

ولید سلطان کے غصے کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھا اور ایک ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس اسے تھما دیا ۔ سلطان نے ایک ہی گھونٹ میں پورا گلاس خالی کر دیا۔

میڈیا نے سلطان کے بیان کو بہت اچھالا تھا ۔ چونکہ ہیر ایک بزنیس وومین تھی اور اس کے علاوہ سوشل ورک کے لیے بھی خاصی مشہور تھی ، اس لیے پریس نے بال کی کھال اتارنا اپنا فرض سمجھا تھا۔ بہت سے نیوز چینلز پر کئ تبصرے کیے گئے تھے ۔ اور اس معاملے کی سنگینی کو ہیر کی خاموشی نے ایک نیا رخ دے دیا تھا۔

جب بھی ہیر آفس آتی تو کسی نا کسی اخبار کے ایڈیٹر کا فون آتا اور ہیر ہر بار وہی جواب دیتی۔

اسکا سوشل ورک اس بیان کی وجہ اس خاصا ڈسٹرب ہوا تھا۔اور اسکے علاوہ اس

کے فنڈز کم ہوتے جا رہے تھے۔

کیا آپ کہہ رہی ہیں کہ میں ۔۔۔سلطان سے معافی مانگوں۔۔! مگر کس لیے جب میں نے کچھ کیا ہی نہیں تو معافی کس بات کی

آج رات جب وہ مزید ٹینشن کا سامنا نہیں کر سکی تھی تو اس نے گل نور کو تمام تر معاملے سے فون پر آگاہ کیا تھا۔

ہیر آخر معافی مانگنے میں کیا حرج ہے۔ تم چھوٹی تو نہیں ہو جاؤ گی۔

دوسری طرف سے گل نور بولی تھیں۔

بات چھوٹی یا بڑی ہونے کی نہیں ہے ۔ میں معافی مانگتی اور صرف معافی ہی نا مانگتی خود سزا بھی بھگتتی اگر یہ کام واقعی میں نے کیا ہوتا ۔۔۔۔۔۔مگر یہ کام جب میں نے کیا ہی نہیں تو میں معافی کیوں مانگوں

مصلحت کے تحت

دوسری طرف سے مختصر سا جملہ کہا گیا تھا۔

کون سی مصلحت !! آپکو پتا ہے کہ سلطان سے معافی مانگتے ہوئے مجھے کس قدر شرمندگی کا احساس ہوگا ۔ اور چلو ایک منٹ کے لیے مان بھی لیتے ہیں کہ میں اپنی عزت نفس کو سائیڈ پہ رکھ دیتی ہوں۔ لیکن وہ میری معافی سے سمجھے گا کہ یہ سب کچھ میں نے ہی کیا ہے۔ اس کا اندازہ تو پھر بلکل صحیح

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثابت ہو گا۔

ہیر اب تیزی سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔

ہیر ہو سکتا ہے ایسا صرف تمہارے دماغ میں ہو ۔ اور ویسے بھی اصل مسئلہ تو سلطان کی سوچ کا ہے ہی نہیں ۔۔۔مسئلہ تو صرف تمہاری انا کا ہے۔ یہ تم جانتی ہو کہ اس بات میں کتنی سچائی ہے۔

دوسری طرف سے بلکل خاموشی تھی۔ گل نور کافی دیر تک اس کے جواب کا انتظار کرتی رہیں۔

آخر تھک ہار کر وہ بولیں۔

ٹھنڈے دماغ سے سوچو ۔۔۔کوئی جلدی نہیں ہے

اب لائن ڈسکنیکٹ کر دی گئی تھی۔

ہیر اب موبائل کا سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کہ بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ ہاتھ کے ناخنوں کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے وہ گل نور کی بات پہ غور کر رہی تھی۔

ہیر تم نے معاملے کو حل کرنے کے بارے میں کچھ سوچا ہے

ہیر آج ناشتے کے لیے ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھی ٹوسٹ پہ جیم لگا رہی تھی ۔ جب مسز اکمل نے ہیر کو مخاطب کیا۔ اور شاید مخاطب کرنا ضروری بھی تھا۔ میڈیا

اس خبر کو اچھال رہا تھا۔ اور اس کا اثر ان کی کلائینٹس پر بھی پڑا تھا۔

جی مام! میں نے اس بارے میں بہت سوچا ہے اور جو مجھے واحد حل نظر آیا ہے وہ یہی ہے کہ میں سلطان سے ذاتی طور پہ مل کے اس سے معافی تلافی کرلوں۔۔۔ اسے اس بات کا یقین دلاؤں کہ اس نے مجھ پہ جو الزام لگایا ہے، وہ جھوٹ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور اس کی غلط فہمی کو دور کردوں ۔ اس سے بزنیس بھی پھر سے سیٹل ہو جائے گا کیونکہ مجھے امید ہے کہ وہ اپنا بیان واپس لے لیگا۔

ہیر نے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے ٹوسٹ کا ایک لقمہ لیا۔

آر یو ان یور سینسز! ہیر تم اس سے معافی مانگو گی ۔ پاگل ہو گئ ہو کیا ۔۔۔دماغ وماغ خراب ہو گیا ہے۔

مسز اکمل چیختے ہوئے بولی۔

ریلیکس مام ! معافی میں مانگو نگی ۔ آپ کا ان سب سے کوئ تعلق نہیں ہے تو جسٹ کول ڈاؤن! اور ویسے بھی میڈیا وہاں نہیں ہوگا ۔۔۔اس وجہ سے عزت خراب ہونے کا تو ایشو ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہیر نے اپنی وضاحت پیش کی تھی۔جبکہ اکمل خان ماں بیٹی کی تکرار میں بلکل خاموش تھے۔

کس قسم کے خیالات سوچتی ہو تم ! آفرین ہے تم پہ۔۔۔مطلب تمہاری کوئی

self respect

نہیں ہے ۔ کوئی بھی تم پہ الزام لگائے گا اور تم منہ اٹھا کے معافی مانگنے پہنچ جاؤ گی۔

مام ! وہ کوئی نہیں ہے سلطان ہے جمیل اکبر کا بیٹا میں بہت پہلے اس سے سامنا کر چکی ہوں، یہ وہی شخص ہے جس سے آپنے مجھے بچانے کے لیے پورے ایک مہینے تک ناران کاغان بھیج دیا تھا۔

ہیر ان کی بات پہ تنک کے بولی۔

اکمل خان نے ہیر کی طرف دیکھا تھا۔

?ہاہاہاہا۔۔۔۔تو کیا میں یہ سمجھوں کہ ہیر اکمل ڈر گئی

انداز طنزیہ تھا۔

نہیں آپ پلیز کچھ نا سمجھیں ۔ میں نے گل نور سے بھی مشورہ کیا تھا انکا بھی یہی کہنا ہے کہ معافی مانگ کہ معاملہ ختم کر دیا جائے ۔ ویسے بھی یہ معافی مصلحت کے تحت ہے

اب اکمل خان کو ساری بات سمجھ آ رہی تھی۔

۔۔۔۔ اوہ تو یہ سب اس عورت نے کہا ہے تم سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیگم میرا خیال ہے کہ ہیر ٹھیک کہہ رہی ہے ۔ اکمل خان نے مسز اکمل کی بات کاٹی ۔ وہ جانتے تھے کہ مسز اکمل اب آگے گل نور کے خلاف بولنے ۔ والی تھیں ، اور ہیر یہ سب برداشت نا کرتی

ہیر بیٹا ۔۔۔میری طرف سے تمہیں مکمل سپورٹ ہے ۔ بیسٹ آف لک

اب اکمل خان ہیر سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے۔

ہیر مسکراتے ہوئے اکمل خان سے گلے مل کے باہر نکل گئ جبکہ مسز اکمل پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔

نا ممکن ! آپ اسے ۔۔۔سپورٹ۔۔۔کر رہے ہیں، معافی مانگنے پر

تو اور کیا کرتا ! وہ ہیر ہے اور وہ فیصلہ لے چکی ہے اور تو اور فیصلہ بھی گل نور کے کہنے پر لیا ہے ۔ بحث کرتا میں اس سے۔۔۔تم جانتی ہو کہ وہ گل نور کے خلاف یا ان کی کہی کسی بات کے خلاف کچھ نہیں سنے گی ۔ تو پھر میں بھینس کے آگے بین کیسے بجا سکتا تھا

اکمل خان نے اپنی وضاحت دی تھی اور پھر وہ ناشتہ کرنے میں دوبارہ مصروف ہو گئے تھے۔

ہیر نے اپنی کار کا رخ سلطان کے بنگلے کی طرف کردیا تھا۔ گارڈ نے کار

۔ دروازے پہ روک دی

اور اندر کسی کو فون کیا۔

بی بی جی آپکا نام کیا ہے

وہ گارڈ اب ہیر سے مخاطب تھا۔

ہیر اکمل خان

گارڈ نے چونک کہ اسکی طرف دیکھا اور اسکا نام فون پر بولا۔ اور پھر اسے اندر جانے دیا۔

ہیر اپنی کار پورچ میں پارک کر کے لان کی طرف بڑھ گئ ۔ اسنے سلطان کو وہی بیٹھا دیکھا تھا۔ ہیر اب لان میں اس کے روبرو تھی۔ ان دونوں کے علاوہ ایک مالی ، دو لڑکے اور ایک لڑکی وہاں موجود تھی۔ ہیر ان میں سے کسی کو نہیں جانتی تھی۔

سلطان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر دوبارہ مالی کو ہدایات دینے لگا۔

اوہ بیٹھیں میڈم

۔ ان میں سے ایک لڑکے نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

ہیر نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی۔

سلطان میں تم سے بات کرنے آئی ہوں۔ اور شاید تم بھی معاملہ سلجھانا چاہتے ہو۔ اس لیے یہ ملاقات ہم دونوں کے لیے ضروری ہے

سلطان نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر اس کے مقابل آ کے کھڑا ہو گیا۔

ہاں ہیر۔۔۔۔میں معاملہ سلجھانا چاہتا ہوں اس لیے اپنی سزا تم خود منتخب کرو۔

سلطان اپنے ارد گرد کے لوگوں سے بیگانہ ہو کر بولا۔

سزا۔۔۔۔کس بات کی سزا ۔ بلکہ سزا تو تمہیں ملنی چاہئے ۔۔۔الزام تم نے لگایا ہے۔ کیچڑ بھی تمہاری طرف سے ہی اچھالا گیا ہے ۔ لیکن میں یہاں سزا وزا دینے نہیں آئی۔ مجھے تمہارے باپ کی موت کا افسوس ہے ۔ اور میں تمہاری کیفیت بھی جانتی ہوں۔ اس لیے۔۔۔۔

غلط ! تم میری کیفیت نہیں جانتی ۔ تم جان بھی کیسے سکتی ہو!۔۔۔جب تک خود پانی میں چھلانگ نا لگا دی جائے تب تک ڈوبنے والے کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ اور تم کہہ رہی ہو کہ تمہیں افسوس ہے۔ ہیر تمہیں یہ ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ تمہیں میں بہت اچھے طریقے سے جانتا ہوں ۔ تم ان لوگوں کے سامنے تو پارسائی کا لبادہ اوڑھ سکتی ہو

سلطان اپنے ارد گرد بیٹھے لوگوں کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

مگر میں تمہیں بہت اچھے طریقے سے جانتا ہوں۔ اب تم میری چال کا انتظار

کرو۔

مالی بھی ان کی باتیں غور سے سن رہا تھا۔ ہیر نے ایک نظر اپنے ارد گرد کے لوگوں کو دیکھا۔

سلطان میں نے کچھ نہیں کیا، مگر میں بہت اچھے سے جانتی ہوں کہ تمہیں مجھے جھکانے سے سکون ملے گا۔ اس لیے سلطان جمیل ! میں تم سے معافی مانگتی ہوں ۔ پلیز مجھے معاف کردو۔ مجھے نہیں پتا کہ تم نے مجھ پہ یہ الزام کس ۔ ثبوت کی بنا پر لگایا ۔ لیکن پھر بھی ہیر اکمل خان تم سے معافی مانگتی ہے

پاس بیٹھے دو لڑکے اور ایک لڑکی اب ان دونوں کی شکلیں دیکھ رہے تھے۔

نیچے جھکو ، میرے قدموں میں بیٹھو اور میرے سامنے ہاتھ جورو

سلطان اپنی کرسی پہ واپس بیٹھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کے بولا۔

وہ جانتا تھا کہ ہیر اب ایسا کبھی نہیں کرے گی۔ وہ اپنی عزت نفس کو نہیں روندھے گی۔ جبکہ ہیر ایک آزمائش میں آ کھڑی ہوئی تھی۔

ہیر اکمل خان اس کے قدموں میں بیٹھ کے معافی مانگے ۔۔۔ناممکن ! ۔ دماغ نے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

ہیر ! معافی مانگلو ... ایسا کرنے سے تمہاری عزت خدا کی بارگاہ میں کم نہیں ہو جائے گی ۔ دل نے اسے سمجھایا تھا۔

اب وہ چاروں سمیت مالی بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ سب ہیر کے رد عمل کا انتظار کر رہے تھے۔

ہیر نے اپنی آنکھیں بند کیں۔ اور اپنے گھٹنے زمین پہ ٹکاتی سلطان کے پیروں کے پاس بیٹھ گئ۔ ہیر کا چہرہ سفید ہو گیا تھا۔ اس نے کب ایسا سوچا تھا کہ وہ سلطان کے قدموں میں بیٹھ کے اس کے آگے ہاتھ جوڑے گی وہ بھی تب جب اس کی کوئ غلطی بھی نا ہو گی۔ اس نے ہاتھ سلطان کے گھٹنوں کے ۔ مقابل لا کر جورے

سلطان مجھے معاف کردو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر کے دل پہ کسی نے چھریاں چلائ تھیں۔

مقابل کے چہرے پہ فتح کی مسکراہٹ بکھڑ گئ تھی۔ سلطان آگے کو جھکا اور اپنے ہاتھوں سے ہیر کے ہاتھ پکڑ کے نیچے کیے۔

نہیں ہیر !۔۔۔۔یہ سب اتنا آسان نہیں ہے ۔ لیکن چلو پھر بھی ... میں نے تمہیں معاف کیا ۔ تم بھی کیا یاد کروگی۔ ہاہاہاہا!!!!

ہیر اپنے لب بھینچتی اٹھ کھڑی ہوئ اور تیز تیز قدموں سے اپنی کار کی طرف بڑھ گئ اور اب وہ سلطان کے بنگلے سے باہر جا رہی تھی۔

ہیر آج دوپہر کو سلطان کے گھر سے سیدھا اپنے گھر آ گئ تھی ۔ اور گھر میں داخل ہوتے ہی اپنے کمرے میں چلی گئ تھی اور اس کے بعد وہ باہر نہیں نکلی تھی۔

ہیر نے کھانا نہیں کھانا

اکمل خان رات کو ڈائینگ ٹیبل پر موجود تھے۔ ہیر کو وہاں نا پا کر وہ مسز اکمل سے مخاطب ہوئے تھے۔

نہیں میں نے ملازم کو بھیجا تھا لیکن ہیر نے منع کر دیا اس نے کہا کہ اسے بھوک ہی نہیں ہے

مسز اکمل پلیٹ میں کباب نکالتے ہوئے بولی۔

سب ٹھیک تو تھا آج آفس میں ۔ کوئ ٹینشن والی بات تو نہیں ہے

ارے نہیں ہیر تو آج آفس آئ ہی نہیں تھی ۔ وہ مجھے پتا چلا تھا کہ وہ سلطان سے ملنے گئ تھی ۔ اس کے بعد بھی وہ واپس نہیں آئ ۔ گھر فون کیا تو ملازم نے بتایا کہ وہ تو دوپہر کو ہی گھر آ گئ تھی اور تب سے وہ اپنے کمرے میں ہی ہے۔

مسز اکمل نے بات مکمل کرتے ہی کباب کا ایک تکڑا منہ میں رکھا۔

اور اب ان کی بات سن کر اکمل خان ڈائینگ ٹیبل سے اٹھ کر ہیر کے کمرے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کی جانب چل دیے۔

دروازہ کھٹکھٹایا مگر کوئی جواب نا پا کر وہ کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہو گئے ۔

ہیر بیڈ کے دوسری جانب زمین پر بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اکمل خان بھی دبے قدموں چلتے اس کے پاس آ کے بیٹھ گئے۔

میری شیرنی تو آج مجھسے ملی ہی نہیں

اکمل خان اس کی گال کھینچتے ہوئے بولے۔

دوست میں شیرنی نہیں ہوں۔ میں ہو ہی نہیں سکتی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر کے لہجے میں درد تھا۔

ارے کس نے کہا ۔ بھئی میں تو نہیں مانتا

ڈیڈ میں آج سلطان کے پاس گئ تھی ۔ اور وہاں ۔۔۔میں نے اس ۔۔۔۔سے معافی مانگی ۔ میں نے اس سے معافی مانگی اس چیز کے لیے جو میں۔۔۔۔نے کی ہی نہیں تھی۔ اسکے قدموں میں ۔۔۔اسکے قدموں میں بیٹھی ۔۔۔اسکے ۔۔۔۔سامنے ۔۔۔گھٹنے ٹیکے۔ اپنے یہ ہاتھ

ہیر نے اپنے ہاتھ ان کے آگے کیے۔

یہ ہاتھ اس کے سامنے جوڑے۔ یہ بہت ۔۔۔۔بہت مشکل کام تھا۔ میں

نے۔۔۔۔بہت تکلیف محسوس کی تھی۔ کوئی می۔۔۔ری انا کے ٹکڑے کر رہا تھا۔

ہیر کی آواز بھڑا گئ تھی ، وہ اپنے آنسو ضبط کر رہی تھی۔

تم نا کرتی یہ سب ہیر ۔۔۔میں کسی اور طریقے سے یہ سب ہینڈل کر لیتا۔

اکمل خان اسے ٹوٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکے تھے۔

ہاں مجھے پتا ہے۔۔۔مگر سارا معاملہ تو بس اس ۔۔سکون کا ہے ، جو مجھے بہت دیر بعد ملا ہے ۔ میں اسے اب کبھی بھی کھونا نہیں چاہتی۔

ہیر ان کے گلے لگ کر خاموش آنسو بہانے لگ گئ۔

اکمل خان اب کی بار کچھ نہیں بولے تھے۔ ان کی لاڈلی ان کے گلے لگ کر رو رہی تھی۔ انھوں نے اپنا بازو اس کے گرد حمائل کیا ۔ نا جانے کتنی دیر اکمل خان کا کوٹ ہیر کے آنسو جزب کرتا رہا۔

دو ہفتے گزر گئے تھے۔ ہیر واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئ تھی۔ سلطان سے معافی کے بعد معاملہ دب گیا تھا۔ ایسا ہیر کا خیال تھا۔

شام کے وقت وہ آفس سے کام کر کے گاؤں میں موجود اپنے قائم کردہ سکول کا دورہ کر رہی تھی۔

مس ہیر ۔۔۔آپنے واقعی بہت نیک کام کیا ہے ۔ پہلے اس گاؤں کے رہائشی لڑکیوں کی تعلیم کے بہت خلاف تھے مگر اب گاؤں کی آدھی سے زیادہ لڑکیاں اس سکول میں تعلیم کے حصول کے لیے آتی ہیں۔

سکول کی پرنسپل اسے بتا رہی تھی۔

مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم لوگ لڑکیوں کو شعور کیوں نہیں دیتے

پرنسپل نے کہا تھا۔

۔ کیونکہ لوگ ڈرتے ہیں

۔ ہیر کے جملے پر پرنسپل نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

انہیں معلوم ہے کہ حقوق سے آگاہی لڑکیوں کو ان کے آگے جھکنے نہیں دے گی ۔ با شعور لڑکیاں روایات کی زنجیروں کو توڑ دیتی ہیں۔ وہ روایات جنکا زکر نا انسانی تاریخ میں ہے اور نا انکا حکم اسلام میں ہے۔ وہ لڑکی کو پاؤں کی جوتی بنانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ جب اپنا مقام جاننے کے بعد وہ جوتی ان کے سر پہ بجے گی تو ان کی چیخیں ان کی مردانگی کا گلہ گھونٹ دیں گی۔

ہیر اب مسکرا رہی تھی ۔ تبھی اسکا موبائل بجا

!یس ہیر اکمل سپیکنگ

ہیر نے نمبر دیکھے بنا ہی فون پک کیا۔

ہاں ہیر تم جلدی سے سروسز ہاسپٹل پہنچو

دوسری طرف سے مسز اکمل بول رہی تھیں۔

سب خیریت

ہیر کی مسکراہٹ غائب ہو گئ تھی۔

ہاں وہ تمہارے ڈیڈ پر کسی نے حملہ کیا تھا۔ تم بس جلدی سے آجاؤ۔

کیا

ہیر کے ہاتھوں سے موبائل نیچے گرا تھا۔ ہیر سانس نہیں لے پا رہی تھی۔
اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

Is every thing okay miss heer?

ہیر نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا اور ان کی بات کا جواب دیے بغیر دیوانہ وار باہر کی طرف بھاگی۔

مس ہیر یہ آپ کا فون...

پرنسپل بولتے بولتے رک گئ کیونکہ ہیر منظر سے غائب ہو گئ تھی۔

پرنسپل نے کندھے اچکائے۔ اور واپس اپنی سیٹ پہ آ کے بیٹھ گئ۔

ہیر نے لرزتے ہاتھوں سے سٹیرنگ سنبھالا ۔ اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

ہاں وہ تمہارے ڈیڈ پر کسی نے حملہ کیا تھا

مسز اکمل کی آواز گونجی تھی۔ ہیر کے جسم سے ایک سرد لہر گزری تھی۔ حملہ ہیر نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ۔ دھند آئی تھی

تمہارے ڈیڈ پر کسی نے حملہ

ہیر نے بے اختیار سانس لیا تھا۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

نہیں نہیں اے خدا ۔۔۔ڈیڈ نہیں! پلیز ڈیڈ نہیں ! ہیر نے دل میں فریاد کی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاسپٹل آ چکا تھا۔ ہیر اپنی کار پارک کرتے ہوئے اندر کی طرف بھاگی ۔ ریسیپشن پہ جا کر اس نے روم نمبر پتا کیا۔ ہیر تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ اسے لگا تھا کہ وہ ابھی گر جائے گی۔ اس کے پیروں سے جان نکل رہی تھی۔ اس نے بے اختیار دیوار کا سہارا لیا تھا۔ اسے کوریڈور کے فرش پہ دھکتے کوئلے بچھے محسوس ہوئے تھے۔

وہ کمرے کے اندر داخل ہوئی ۔ وہاں پر مسز اکمل کے علاوہ انکل قیوم بھی موجود تھے جو کہ اکمل خان کے کافی گہرے دوست ہونے کے علاوہ ان کے

بزنیس پارٹنرز بھی تھے۔

سٹریچر پر ایک وجود کے اوپر چادر ڈالی گئ تھی۔ کمرے میں کوئ ڈاکٹر اور کوئ نرس موجود نہیں تھی۔

۔ مام ! وہ ڈیڈ کیسے ہیں... یہاں کوئ نرس کیوں نہیں ہے

ہیر ڈرتے ڈرتے مسز اکمل سے مخاطب ہوئ تھی۔ وہ جانتی تھی کہ انکا جواب کیا ہو گا ۔ اور وہ ایسا جواب سننے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔ مسز اکمل خاموش رہی ۔

انکل آپ بت۔۔۔۔ ہیر آگے کچھ بول ہی نہیں پائ تھی۔ انکل قیوم نے اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا اور اسے آنکھوں کے اشارے سے آگے جانے کا کہا ہیر اب سٹریچر کی طرف بڑھ گئ تھی۔ اس نے ایک نظر مسز اکمل کو دیکھا تو وہ اس سے نظریں چرا گئ تھیں۔

ہیر نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اور چادر کے ایک کونے کو پکڑا ۔ وہ اپنے ہاتھ کو حرکت نہیں دے پا رہی تھی ۔ اسے اپنا ہاتھ سن ہوتا محسوس ہوا تھا۔ اس نے بے بسی سے انکل قیوم کی طرف دیکھا ۔ جنکا چہرہ اب لال ہو چکا تھا۔ انہوں نے اپنا سر اوپر نیچے ہلایا ۔

ہیر نے اپنا رخ واپس موڑا۔ ہیر نے بڑی مشکل سے چادر کو سرکایا اور وہ سانس نہیں لے پائ تھی۔ اکمل خان کا مردہ وجود سٹریچر پر تھا۔ ہیر کا دل

کسی نے مٹھی میں بھینچا تھا۔ ہیر کی آنکھوں سے ایک آنسو نکلا تھا جسے ہیر نے بڑی پھرتی سے صاف کیا تھا۔

ہیر نے اپنے ہاتھ سے انکے چہرے کو چھوا جیسے وہ یقین دہانی کر رہی ہو ۔ ہیر کو لگا یہ کوئ خواب ہے۔ اس نے اس خواب سے نکلنا چاہا تھا۔ فرار کا کوئ راستہ موجود نہیں تھا۔ وہ سٹریچر پہ لیٹا مردہ وجود اکمل خان کا نہیں تھا بلکہ ہیر کے اس طوطے کا تھا ۔ اور اب اسے اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

نہیں!

ہیر با مشکل بول پائ تھی اور لرزتے قدموں سے پیچھے ہٹتے ہوئے وہ دروازے کی جانب جا رہی تھی ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر سنبھالو خود کو

انکل قیوم ہیر کی جانب بڑھے تھے۔ مگر ان کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی ہیر وہاں سے بھاگ کر باہر آ گئ ۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے چلانا تھا ، یا کوئ سہارا ڈونڈھنا تھا یا پھر صبر کرنا تھا۔

وہ بس پاگلوں کی طرح سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی۔ ہیر کا ڈوپٹا سڑک کے سیڑھیوں پہ گر گیا تھا مگر اسے اپنی چادر کی فکر نہیں تھی ۔ اس کا سائبان اس سے چھن گیا تھا۔ اس سے زیادہ اس کے ساتھ اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

وہ اب ہاسپٹل سے باہر آ گئ تھی ۔ وہ سڑک کے کنارے پر چل رہی تھی ۔ کچھ لفنگے لڑکے اسے بنا ڈوپٹے کے دیکھ کر اس پر جملے کسنے لگے مگر اسے اس بات کی پرواہ ہی نہیں تھی۔ وہ اپنے ارد گرد سے بے گانہ تھی ۔ تبھی ایک لڑکے نے اسکی کلائ پکڑ لی۔

ارے چھمک چھلو ! کدھر چلی

ہیر نے تو جیسے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔ اس نے اپنی پوری طاقت لگا کر اپنی کلائ اس سے آزاد کروائ اور پھر مستقل مزاجی سے چلنے لگ گئ۔

اگر وقت کوئ اور ہوتا تو یقیناً ہیر اسے مار پروا چکی ہوتی مگر اب تو ہیر کو کسی کا کوئ ہوش تھا ہی نہیں ۔ وہ ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں چلتی ہوئ ایک پارک میں آ کر ایک بینچ پر بیٹھ گئ۔

سورج ڈوب رہا تھا۔ اندھیرا چار سو پھیل رہا تھا۔ تاریکی صرف ہیر کے دل میں ہی نہیں تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے ماحول بھی ہیر کے ساتھ مل کے سوگ منا رہا ہو۔

میری ببر شیرنی ہو تم ۔۔۔۔۔کوئ تمہارا بال بھی بھاکا نہیں کر سکتا

اکمل خان اس 8 سالہ ہیر سے کہہ رہے تھے جسے اس کی سینیر مار کے چلی گئ تھی اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکی تھی۔

ہیر کا دل کسی نے مٹھی میں جھکڑا تھا۔

بیگم ! خبردار جو اب تم نے میری بیٹی پہ ہاتھ اٹھایا

ہیر کو لگا کوئی اس کے کانوں میں پگلا ہوا سیسہ ڈال رہا تھا۔ ایک موتی اسکی گال تک آیا تھا۔

اوئے خبردار جو میں نے تمہیں روتے دیکھا ۔۔۔۔شیرنیاں روتی نہیں ہیں بلکہ جم کی مقابلہ کرتی ہیں۔

ہیر کے آنسوؤں میں روانی آئی تھی۔

!میں شیرنی نہیں ہو ڈیڈ

ہیر نے سسکتے ہوئے کہا تھا۔

ارے کس نے کہا ۔۔۔۔بھئی میں تو نہیں مانتا

ہیر نے ضبط سے اپنی آنکھیں بند کر لی تھی ۔ اس نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ دیے ۔

کوئی بھی وہ آواز نہیں سن سکتا تھا جو وہ اب سن رہی تھی ۔ اور جو آواز وہ اب سن رہی تھی وہ اب آنے والی زندگی میں کبھی نہیں سن سکتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قیوم صاحب یہ ہیر پتا نہیں کہاں چلے گئ ہے۔ ایک گھنٹہ ہو گیا ہے ۔ لوگ اسکا پوچھ رہے ہیں ۔ آپ اسے فون کر کے تو پوچھیں

اکمل صاحب کی ڈیڈ باڈی کو گھر لے جایا گیا تھا۔ اور ان کی موت کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئ تھی ۔ لوگ تعزیت کے سلسلے میں ان کے گھر جمع ہو رہے تھے۔ موت کی وجہ کے علاوہ جو دوسرا سوال وہ کرتے تھے وہ یہی ہوتا کہ ہیر اس وقت کہاں ہے وہ نظر نہیں آ رہی۔ اسی لیے مسز اکمل نے انکل قیوم سے کہا تھا ۔

بھابھی میں نے اس کے نمبر پہ کال کی تھی مگر اسکا فون کسی اور خاتون نے اٹھایا تھا ۔ انہوں نے بتایا کہ ہیر اپنا موبائل ان کے پاس بھول کر جلدی میں وہاں سے چلی آئ ۔ عموما یہ وہی وقت ہوگا جب آپنے اسے ہاسپٹل آنے کا کہا تھا۔

انکل قیوم نے انہیں آگاہ کیا تھا۔

توبہ حد ہے ۔ مجھے لگا تھا کہ یہ لڑکی سدھڑ گئ ہے مگر دیکھو تو مہارانی کا کوئ اتا پتا ہی نہیں ہے ۔ اتنا نہیں معلوم کہ باپ کی میت پہ اسکا ہونا کتنا ضروری ہے۔

مسز اکمل غصے کے عالم میں بولی ۔بھابھی آپ فکر نا کریں میں اسکا پتا کرواتا ہوں

انکل قیوم اپنا موبائل نکالتے ہوئے بولے۔ اور مسز اکمل ہیر کو کوستی مہمانوں

۔ کے پاس چلی گئ

جنازے کو اٹھانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں جب ہیر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئ ۔ سب نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ کیا تھا اس کے چہرے پر۔ تھکن کے آثار۔ سوجی آنکھیں۔ آنسوؤں کے نشان ۔ ہیر کے ٹوٹنے کی گواہی اس کی روح نے دی تھی اور وہاں موجود سب لوگوں نے یہ گواہی سنی ان سنی کردی تھی۔

میت کے قریب راستہ بنایا گیا ۔ ایک عورت ہیر کا ہاتھ پکڑ کے اسے میت کے پاس لے کر گئ۔ ایک مرتبہ پھر سے مردہ وجود کے اوپر سے چادر ہٹائی گئ تھی۔ مگر نا تو اس بار ہیر چیخی تھی ، نا وہ وہاں سے بھاگی تھی ۔ نا ہی اس نے کوئ آہ وزاری کہ تھی۔ آنسو خاموشی سے اس کی آنکھوں سے گر رہے تھے مگر ایک سسکی تک اس کے منہ سے نا نکلی تھی۔

!ارے اس کو رلاؤ ۔۔۔۔صدمے میں نا چلی جائے کہیں

۔ ایک عورت نے مشورہ دیا تھا

۔ رولو ہیر ! دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا

مگر ہیر تو جیسے یہ سب سن ہی نہیں رہی تھی۔ کیوں وہ چیخے ۔ کیا اس کے چیخنے سے اکمل واپس آجاتے ۔ وہ چیخ چیخ کے سب کو اپنے وجود کی کرچیاں

۔ کیوں دکھاتی ۔ وہ اکمل خان کی موت کا گلہ کس سے کرتی اور کیوں کرتی

اور ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

(القرآن)

تقریبان آدھے گھنٹے بعد جنازہ اٹھا دیا گیا تھا۔ سوئم کے بعد تعزیت کرنے والے بھی چلے گئے تھے۔

بھابھی آپ اپنا اور ہیر کا بہت خیال رکھیے گا۔ اگر بزنیس وغیرہ کا مسئلہ نا ہوتا تو یقینا میں یہاں مزید ٹھہرتا ۔۔۔مگر اب ایسا ممکن نہیں ہے ۔ آپ بس ہمت کریں۔

انکل قیوم مسز اکمل سے کہہ رہے تھے۔

مجھسے ہیر کی حالت نہیں دیکھی جاتی صاحب ! پتا نہیں ایک دم سے کیا ہو گیا ہے

مسز اکمل افسردگی سے بولی تھیں۔

آپ فکر نا کریں بہت جلد۔۔۔میں اس کیس کے بارے میں معلومات لے لونگا۔

۔ اور پھر الوداع کلمات کہہ کر وہ بھی چلے گئے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہارے ڈیڈ پر کسی نے حملہ کروایا تھا۔

مسز اکمل کی آواز ہیر کی سماعتوں میں گونجی تھی ۔ ہیر اس وقت اپنے کمرے ۔ میں گھپ اندھیرا کیے بیٹھی تھی

آج پورا دن وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ نا جانے کیوں اسے لگا تھا کہ ابھی اکمل خان کمرے میں داخل ہونگے اور کہیں گے کہ

میری شیرنی تو مجھسے آ کر ملی بھی نہیں آج

مگر ہیر یہ بھی جانتی تھی کہ اب ایسا کبھی نہیں ہونے والا تھا۔ اب کوئ بھی شخص اسے شیرنی کہہ سکتا تھا سوائے اکمل خان کے۔ اب کوئ بھی شخص اسکے کمرے میں آ سکتا تھا سوائے اکمل خان کے۔ اب کوئ بھی شخص اسے منا سکتا تھا سوائے اکمل خان کے ۔گل نور نے بھی اسے کئ مرتبہ کال کی تھی مگر ہیر نے فون نہیں اٹھایا تھا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا۔

حملہ !!!

ہیر اب سامنے والی دیوار کو گھوڑ رہی تھی۔

۔ کون حملہ کروا سکتا ہے ۔ کون کر سکتا ہے ایسا

وہ کچھ سوچتے ہوئے اٹھ کر نیچے لاؤنج میں آ گئ وہ جانتی تھی کہ اس کے سوالوں کے جواب مسز اکمل دے سکتی تھیں۔

مام ! مجھے اپسے ڈیڈ کی موت کے بارے میں کچھ سوالات کرنے ہیں۔

ہیر صوفے پہ بیٹھی مسز اکمل سے مخاطب ہوئی تھی۔

کرو ۔ زندگی move on ہیر دیکھو جو ہو گیا سو ہو گیا ۔ اب تم زندگی میں

۔۔۔ میں ایک نا ایک دن تو ایسا ہونا ہی

ڈیڈ پر حملہ کس نے کروایا تھا۔

ہیر مسز اکمل کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

مسز اکمل نے اسکا چہرہ دیکھا تو ہیر کا چہرہ جذبات و احساسات سے عاری تھا۔

ہیر پلیز۔۔۔

مام! ڈیڈ پر حملہ کس نے کروایا تھا۔

اب کی بار ہیر ایک ایک لفظ پہ زور دیتے بولی تھی۔

مجھے نہیں پتہ ہیر! جب مجھے اطلاع ملی تو میں سیدھا ہاسپٹل گئ تھی ۔ قیوم پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ مجھے تمہارے ڈیڈ کے ڈراوٗر نے بتایا تھا کہ ان پر کسی نے گولیاں چلائ تھی ۔ ڈرائیور کے بازو پہ لگی تھی گولی ۔ اور تمہارے

۔۔۔۔۔ ڈیڈ پر

وہ کہتے کہتے رک گئ تھی ۔ ہیر نے ایک سرد آہ بھڑی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہیں 5 گولیاں ماری گئ تھی۔ انکا بچنا نا ممکن تھا۔

۔ مسز اکمل دھیمی آواز میں بولی تھیں

ہیر وہاں سے چپ چاپ اکمل خان کے کمرے میں چلی گئ تھی۔ ان کے کمرے میں تاریکی تھی بلکل ہیر کی طرح ۔ وہ ان کے کمرے کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہی تھی۔ سب کچھ وہاں ویسے ہی موجود تھا سوائے اکمک خان کے ۔ وہ ہمیشہ کے لیے کہیں کھو گئے تھے۔

میری ببر شیرنی

اکمل خان کی آواز سنائ دی تھی اسے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے دوست سے ناراض ہو

ہیر نے بے بسی سے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے تھے

۔ تمہاری ماما بھی نا کچھ بھی بولتی ہیں ۔۔۔انکی باتوں پہ دیہان مت دیا کرو

۔ ہیر اب دروازے سے لگ کے نیچے گرتی جا رہی تھی

خبردار جو تم اب روئ

ہیر کی سسکی نکلی تھی ۔ کوئ مسلسل اسکے دل پہ چاقو چلا رہا تھا۔

ہیر اب چھوٹے بچوں کی طرح دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے بلک بلک کے

رو رہی تھی۔

ڈیڈ میں شیرنی نہیں ہوں ۔ آپ مجھے روتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے ۔ آپکی بیٹی بہت اکیلی ہے ۔ آپنے بہت ۔۔۔۔ بہت غلط کیا ہے۔ میں آپکو کبھی معاف نہیں کرونگی

۔ ہیر چھوٹے بچوں کی طرح اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے چلا رہی تھی

ہیر کچھ دیر بعد ان کے کمرے سے باہر نکلی تو مسز اکمل لاؤنج میں نہیں تھیں۔ وہ اپنی کار کی چابی اٹھا کے باہر نکل گئ ۔ وہ ڈراؤنگ کرتے کرتے بلھے شاہ کے مزار پہ پہنچ گئ ۔ شاید آج پھر سکون اس سے کہیں کھو گیا تھا۔ جوتے دہلیز پہ اتار کر وہ اپنے سر پہ کالا ڈوپٹہ لیے اندر داخل ہوئ ۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا ۔ کوئ فاتحہ پڑھ رہا تھا تو کوئ اپنی منت پورا ہونے پر وہاں حاضری کے لیے آیا تھا۔ کچھ کوگ ایک درخت پر دھاگے باندھ رہے تھے۔ واحد ہیر تھی جو بس بے مقصد چلتی جا رہی تھی۔

کچھ آگے چل کر کچھ اڈھیڑ عمر لوگ گھنگرو پاؤں میں باندھے دیوانہ وار گول ۔ گول گھوم رہے تھے۔ ہیر غور سے ان کو دیکھ رہی تھی

عشق بلھے نوں نچاوے یار تے نچنا پیندا

وہ چار بزرگ بس اپنے ارد گرد سے بیگانہ گھوم رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر کو وحشت ہو رہی تھی ۔ ان کے گھومنے سے ، اس جگہ سے، ان
گھنگھروؤں کی آوازوں سے —

ہیر وہاں سے ہزیانی کیفیت میں بھاگتی واپس جا رہی تھی تبھی ایک عورت کے کنگن سے ہیر کا ڈوپٹہ اٹک گیا مگر وہ رکی نہیں تھی ۔ اس کے بال ڈوپٹہ اترنے کی وجہ سے کھل کے بکھر گئے تھے۔ ہیر کا ڈوپٹہ اب اس کے وجود سے جدا ہو گیا تھا۔ وہ واپس جا کر اپنی کار میں بیٹھی ۔ اور گئیر ڈال کر کار کو 100 کی سپیڈ پر چلانے لگی ۔ سڑکیں سنسان تھی۔ ہیر بے مقصد سڑکوں پہ ریش ڈرائیونگ کرتی رہی ۔ تیزی سے سڑکوں پہ چلتی وہ اب ایک ایدی جگہ پر موجود تھی جہاں ایک سڑک بل کھاتی جا رہی تھی اور اسکے دونوں طرف کئ قسم کی جھاڑیاں اور درخت اگے ہوئے تھے۔ہیر مضطرب سی کار چلا رہی تھی تبھی اچانک لڑکی اس کے سامنے یک دم آئ ۔ ہیر نے فورا بریک پر پاؤں رکھ کر اپنی کار کا سٹیرنگ بائیں جانب موڑا مگر پاؤں غلطی سے بریک کی جگہ سپیڈ کے پیڈل پہ رکھ دیا گیا تھا۔ ہیر کی کار ایک درخت سے جا کر ٹکرائ ۔ ہیر کا سر سامنے سٹیرنگ پر زور سے بجا تھا۔ ہیر نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو اسکے ماتھے سے ہلکا سا خون بہہ رہا تھا ۔ اور ارد گرد کی جگہ سوج کر سرخ ہو گئ تھی۔

مگر ہیر درد سے بے گانہ ہو کر اپنی کار سے باہر نکلی اور اس جگہ دیکھا جہاں اسے لڑکی نظر آئ تھی ۔ ہیر اپنی جگہ پر ساکت ہو گئ تھی۔ وہ ہیر ہی تھی۔

وہ ہیر کالی شرٹ پہنے کالی ہی جینز پہنے اسے دیکھ کر پیچھے واپس چل رہی تھی ۔ ہیر بھی سڑک پر اسی جگہ آ گئی جہاں اس نے ہیر کو دیکھا تھا۔

وہ جینز پہنے ہیر الٹے قدموں سے واپس جا رہی تھی ۔ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی ۔ وہ مسکراہٹ جو ہیر کا مزاق اڑا رہی تھی۔ ہیر دم بخود سی سڑک پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ اسکے عکس نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ساتھ آنے کا کہا ۔ ہیر کے آنسو اب آنکھوں سے ٹوٹ کر اسکے چہرے کو بھگو رہے تھے ۔ ہیر نے بے بسی سے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا ۔ دوسری طرف سے ہیر کا اپنا قہقہہ گونجا تھا۔

ہیر اسی لمحے سے سب سے زیادہ خوفزدہ تھی۔ وہ جانتی تھی کہ ایک دن ہیر کا ماضی اس کے سامنے آکر اس کی شکست کا مزاق اڑائے گا ۔ اور وہ لمحہ اب تھا۔ ماضی کی ہیر اسے واپس بلا رہی تھی ۔ اسے واپس انہی اندھیروں میں لے جانے کی پیشکش کر رہی تھی ۔ ہیر کو اپنی دھڑکن کم ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

اب ماضی کی ہیر اس سے بہت دور چلی گئی تھی اور ہیر اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔ ماضی کی ہیر واپس پلٹی اور ایک نظر کالی شلوار قمیص پہنے بغیر ڈوپٹے کے گھٹنوں کے بل سنسان سڑک پہ بیٹھی بے بس اور ٹوٹی ہوئی ہیر کو دیکھا۔

چہ چہ چہ چہ

اسکے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی ۔ وہ ہیر پہ ہنس رہی تھی ۔ اس کی بے بسی کا

مزاق اڑا رہی تھی ۔ ایک زوردار قہقہہ فضا میں گونجا تھا اور ماضی کی ہیر کسی درخت کے پیچھے اوجھل ہو گئ تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

گل نور نے پورے ایک ما بعد اس سے رابطہ کیا تھا۔ وہ جب بھی اسے کال کرتی تھیں تو یا تو ہیر کا فون بند ہوتا یا پھر وہ ان کی کال ہی نہیں اٹھاتی تھی۔ اور آج ایک ماہ بعد ہیر نے ان سے رابطہ کیا تھا۔

ہیر مجھے تمہارے والد صاحب کے بارے میں سن کر بہت افسوس ہوا ۔ میں ۔ تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی تھی مگر تم سے رابطہ ہی نہیں ہو پایا

گل نور نے تعزیت کی تھی۔ جبکہ ہیر بلکل خاموشی سے ان کی بات سن رہی تھی۔

میں جانتی ہوں تم اس وقت کتنے گہرے درد سے گزر رہی ہو ۔ لیکن ہیر تم کچھ بھی نہیں بدل سکتی ۔ یہ وہ معاملے ہیں جن میں جتنا مرضی پارسا انسان ہو ، بے بس ہوتا ہے۔ صبر کرنے کا حکم ہے ، دنیا سے کٹ جانے کا حکم نہیں ہے۔

گل نور سانس لینے کے لیے رکی تھیں۔

بیٹی! زندگی اسی کا نام ہے ۔ ہم انسان سوچتے ہیں کہ ہم بہت خوش ہیں اور اب ہم ایک دوسرے کے ساتھ ہمیشہ کے لیے رہیں گے ۔ مگر ہم اس حقیقت

کو بھول جاتے ہیں کہ ۔۔۔کوئی بھی حیات جاویداں لے کر نہیں آیا ہے ۔ ہم سب کو یہاں سے چلے ہی جانا ہے۔ مہمان کبھی بھی ہمیشہ کے لیے آپکے ہاں نہیں رکتا اور جو رک جائے وہ مہمان نہیں ہوتا۔

ہم سب مہمان ہیں ۔۔۔ہم میں سے کسی کو یہاں ہمیشہ کے لیے نہیں رکنا

گل نور نے بات مکمل کی تھی ۔ وہ ہیر کے جواب کی منتظر تھیں مگر وہاں ہیر بلکل خاموش تھی ۔ وہ ان سب میں ایک مرتبہ بھی نہیں بولی تھی۔

ہیر ہمیں لگتا ہے کہ اگر یہ فلانا انسان مر جائے گا تو ہم بھی مر جائیں گے ، ہماری زندگی بھی وہیں رک جائے گی مگر ہم نہیں مرتے ، ہماری زندگی چلتی رہتی ہے

آپ نے ٹھیک کہا گل نور میں نہیں مری ، اب بھی سانسیں چل رہی ہیں میری ... اللہ حافظ!

ہیر نے کال ڈسکنیکٹ کردی تھی۔ کوئی بھی چیز اسے سکون نہیں دے رہی تھی۔ گل نور جن سے بات کر کے ہر تناؤ غائب ہو جاتا تھا ، آج ان سے بات کر کے بھی اسے سکون نہیں ملا تھا۔ وہ ایک بار پھر اسی کنوے میں گر رہی تھی جہاں سے وہ تین سال پہلے بڑی مشکل سے نکلی تھی ۔

مسز اکمل کسی بزنیس ٹوور پر دبئی گئی تھی۔ اور انہیں گئے 15 دن ہو گئے

تھے۔ ہیر آج صبح کو کھانے کے ٹیبل پہ بیٹھی تھی ۔ ملازم کھانا سرو کر رہا تھا۔ ہیر نے آج کا اخبار اٹھایا اور ورق گردانی کرنے لگی۔

تبھی ایک صفحے کی سرخی پر اسکی نظر ٹھہر گئ۔

مشہور بزنیس وومین بیگم اکمل خان نے دبئ کے ایک رئیس زادے سے دوسری شادی کرلی

ہیر کو ایک جھٹکا لگا تھا۔ اس نے اب کی بار اپنے موبائل پر مسز اکمل کو کال ملائ ۔ دوسری طرف سے جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔

ہیر نے ٹیبل پہ اپنا موبائل پٹکا اور جھنجھلاتی ہوئ اپنے کمرے میں چلی گئ ۔ کچھ دیر بعد وہ نیچے آئ اور ایک ملازم کو آواز دینے لگی۔

اقبال ! اقبال! دوسرے اخبار لے کر آؤ آج کے فورا

ہیر نے سرخ ہوتے چہرے سے اسے حکم دیا۔ اقبال بھاگتے ہوئے وہاں سے چلا گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ چار مختلف اخبار لے کر لاؤنج میں داخل ہوا۔ ہیر نے سارے اخبار غور سے دیکھے ۔ ہر اخبار میں وہ خبر چھاپی گئ تھی۔

ہیر نے صوفے پہ بیٹھ کر اپنا سر پکڑ لیا۔ تبھی اس کے موبائل پہ رنگ ہوئ اور ملازم ڈائیننگ ٹیبل سے موبائل پکڑ کر لاؤنج میں آیا اور موبائل ہیر کو تھما دیا۔

mom calling------

۔ ہیر نے تیزی سے کال پک کی

۔ موم ! یہ سب کیا ہے ۔ اخبار میں آپکی دوسری شادی کی خبر آئ ہے

ہیر بنا سلام دعا کے بولتی چلی گئ۔

! کام ڈاؤن ہیر

موم مجھے بتائیں کہ یہ سب جھوٹ ہے ۔ یہ صرف ایک سکینڈل ہے ۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر ان کی بات کا اثر نا لیتے ہوئے بولی۔

ہیر یہ سب سچ ہے ۔ میں نے دوسری شادی کرلی ہے۔ اور اس خبر کو میں نے ہی کنفرم کیا تھا۔

انہوں نے ہیر کے سر پہ بمب پھوڑا تھا۔ ہیر نے بے اختیار ایک گہرا سانس لیا تھا۔

!!!موم لیکن۔۔۔آپ تو بزنیس میٹنگ کے لیے گئ تھی ہے نا

ہیر کو اب بھی یقین نہیں آیا تھا۔

ہیر کوئ بزنیس میٹنگ نہیں تھی۔ میں نے بس ایک بہانہ بنایا تھا ۔ دراصل

میں اپنی عدت ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ ہارون ہمارا کلائینٹ ہی ہے ۔

۔ تم بھی ملو گی تو تمہیں بہت اچھا لگے گا

۔ ہیر کی آنکھوں میں پانی بہہ رہا تھا

اور آپ نے مجھے یہ سب پہلے کیوں نہیں بتایا

ہیر نے خود پہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

۔ اگر بتا دیتی تو تب بھی تم یہی سب کرتی

مسز اکمل نے سختی سے کہا تھا۔

مام ! ڈیڈ کا ہی لحاظ کر لیتی ۔ ان کی موت کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ آپ دوسرا شوہر ڈھونڈھ لیتی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انف ہیر !۔۔۔۔اتنی جزباتی کیوں ہو رہی ہو ۔ تمہارا باپ مر چکا ہے ۔ مردوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا ۔ تم بھی زندگی میں اب آگے بڑھو ۔ زرا ۔۔۔۔ پریکٹیکل ہو کے سوچو

مسز اکمل نے ابھی اپنی بات مکمل نہیں کی تھی کہ ہیر نے فون بند کردیا ۔ اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ مسز اکمل ہی تھی۔ وہ اتنہ جلدی یہ سب کیسے بھلا سکتی تھیں۔ وہ اتنی جلدی

move on

کیسے کر سکتی تھیں۔ ایک اور رشتہ ہیر سے دور ہو گیا تھا ۔ ہیر کے پاس ماتم کرنے کے لیے بہت کچھ تھا ۔ اسکا چہرہ اب تر ہو رہا تھا۔

ہیر اب ساری ساری رات سکول میں رہتی ۔ اس نے بزنیس چھوڑدیا تھا۔ ایک بار پھر سے اسے مسز اکمل سے شدید نفرت ہوئی تھی۔ اس نے اس احساس کو دور کرنے کی ہر مکمل کوشش کی تھی مگر کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

اسے اپنا ہر رشتہ کھوکھلا محسوس ہوتا تھا۔ اور جو رشتے اس کے قریب تھے وہ اس سے دور کر دیے گئے تھے۔

اس وقت بھی ہیر رات کے 3 بجے اپنے گھر آئی تھی ۔ وہ گھر میں اکیلی ہی ہوتی تھی ۔ مسز اکمل اب دبئی میں ہی رہائش پزید تھیں۔ یہ گھر اب صرف ایک مکان بن کے رہ گیا تھا۔ اس کے مکین اب اس میں نہیں رہتے تھے۔ ہیر بھی ساری ساری رات اپنے کمرے میں بیٹھ کر کام کرتی رہتی ۔ جبکہ دن کے وقت وہ گھر میں موجود ہوتی ہی نہیں تھی۔

اس رات بھی وہ لیپ ٹاپ پہ اپنے سوشل ورک کے متعلق کچھ کام کر رہی تھی ۔ جب اس کے موبائل کی رنگ بجی ۔ ہیر نے موبائل اٹھا کر نمبر دیکھا ۔

انجان نمبر سے کال آ رہی تھی۔ ہیر نے فون کٹ آف کر کے پھر سے سائیڈ

پہ رکھ دیا ۔ اور لیپ ٹاپ کی کی بورڈ پہ تیزی سے اپنی انگلیاں چلانے میں مصروف ہو گئ تھی۔ تبھی ایک بار پھر سے فون بجا ۔ ہیر نے ایک بار پھر نمبر دیکھا مگر پھر سے اسے کٹ کرنے کے بجائے نظر انداز کر کے سائیڈ پہ ہی پڑا رہنے دیا۔ موبائل بج بج کے بند ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد میسج کی ٹیون بجی۔

ہیر اب بھی مکمل طور پر لیپ ٹاپ پہ مصروف تھی۔ ایک بار پھر میسج ٹیون بجی۔ اور پھر یکے بعد دیگرے سات میسج کیے گئے تھے۔ ہیر نے تنگ کے اپنا موبائل اٹھایا اور میسج باکس کھولا۔

تمام میسجز اسی نمبر سے کیے گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

I have a piece of information

I hope this information will means you alot

pick up my call

Heer please pick the phone

I know who attacked Mr۔Akmal khan

heer you there?

Pick my call-----

ہیر ان سب میسجز کو پڑھ کے سوچ میں پڑ گئ تھی۔ جبکہ پانچویں میسج نے اسے

متجسس کردیا تھا۔ تو کیا یہ شخص میرے باپ کے قاتل کو جانتا ہے۔ اور یہ مجھے کیسے جانتا ہے۔ اسے میرا نمبر کیسے ملا۔ ہیر ابھی ان سوچوں میں گم ہی تھی کہ ایک بار پھر سے کال آئی ۔

دوسری بیل پر ہیر نے فون اٹھا لیا ۔

ہیر اب بلکل خاموش تھی۔

اہمم !! مس ہیر بات کر رہی ہیں

ہیر نے اس مردانہ آواز کو پہچاننے کی کوشش کی تھی مگر وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔

مجھے تمہارے والد کی موت کا بہت افسوس ہوا وہ واقعی۔۔۔۔۔

ابھی اس شخص نے اپنی بات مکمل نہیں کی تھی کہ ہیر بولی۔

تم میرے باپ کے قاتل کو جانتے ہو ۔ کس نے کیا ان کا قتل! ہیر کا لہجہ سرد تھا۔

دوسری طرف خاموشی چھا گئی تھی۔

بولو کون ہے وہ شخص ! کیا تم سچ بول رہے ہو

ہیر ہزیانی کیفیت میں بولی تھی۔

دوسری طرف اب بھی خاموشی تھی۔

!! بتاؤ کون ہے وہ نامراد

ہیر اب کی بار چیخی تھی۔

!...سلطان جمیل

ایک دو لفظی جملہ بولا گیا تھا۔ اور یہ جملہ ہیر کے پیروں سے زمین کھینچنے کے لیے کافی تھا۔

کیا ! تم کی۔۔۔کیسے جانتے ہو یہ سب

ہیر کے ہاتھ کانپ رہے تھے اس نے موبائل پہ اپنی گرفت بڑھا دی۔

اسے اپنے ارد گرد آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔ ہیر نے بے اختیار اٹھ کے ۔ اپنے کمرے کی کھڑکیاں کھول دی

میں اسکا قریبی دوست ہوں ۔۔۔میں نہیں جانوں گا تو اور کون جانے گا!

ہاں۔۔ ! اس نے مجھے ان سب سے آگاہ کیا تھا۔

دوسری طرف سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا گیا تھا۔

تم ایسا کیوں کر رہے ہو پھر اس کے ساتھ ! تم اپنے بہترین دوست کو دھوکا

کیوں دے رہے ہو۔

ہیر کے دل نے گہرائی سے خواہش کی تھی کہ یہ سب جھوٹ ہو ۔ وہ مسز اکمل کے بعد سلطان کے لیے اپنے دل میں نفرت نہیں پال سکتی تھی ۔ وہ جو اتنی تگ و دو کے بعد روشنی کی راہ پر چلنے لگی تھی۔ اگر اسے یقین ہو جاتا کہ ان سب کے پیچھے سلطان ہی تھا تو وہ واپس اندھیرے کے کنوے میں گر جاتی ۔ وہ چاہ کر بھی خود کو واپس بھٹکنے سے روک نہیں سکتی تھی۔

because he stole my girlfriend -and now we are not at talking term to each other -in fact we are more like enemies !------he will never know that I exposed him

کیونکہ اس نے میری گرل فرینڈ مجھسے چھین لی ۔ اور اب ہمارے درمیان صلح (نہیں ہے۔ درحقیقت ہم ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ سلطان کبھی نہیں جان پائے گا کہ میں نے اسے ایکسپوز کیا ہے)

دوسری طرف سے تلخی سے کہا گیا تھا۔

مجھے تمہاری من گھڑت کہانیوں پر یقین نہیں ہے۔

ہیر نے بڑی مشکل سے کہا تھا۔

... اوکے ویٹ

یہ کہہ کر فون بند کر دیا گیا تھا۔ ہیر نا سمجھی سے فون کی سکرین کو دیکھ رہی موصول ہوا ۔ اس نے وہ نوٹ اوپن کیا voice note تھی تبھی اسے ایک ۔

اب دیکھنا میں اس ہیر کو مزا چکھاتا ۔ میں اسے بتاؤنگا کہ اس نے کتنی بڑی غلطی کی ہے -----

یہ سلطان کی آواز تھی۔

!پر تو کرے گا کیا

ایک لڑکے نے اس سے پوچھا تھا۔ یقینا یہ وہی لڑکا تھا جس نے اسے اب کال کی تھی۔

میں بھی اسکے باپ کو مار دونگا ۔ بلکل اسی طرح جس طرح اس نے میرے باپ کو مارا ۔

I will kill Akmal khan...hahahahhaha!

ہیر کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچا تھا ۔ نوٹ بند ہو گیا تھا ۔ ہیر اب کھڑکی کی گریل پہ ہاتھ ٹکائے کھڑی تھی۔

آسمان پہ بادل چھائے تھے اور وہ کہیں کہیں سے سرخی مائل ہو چکا تھا۔ ہیر

کے پاس کوئی نہیں تھا جسے وہ بتا سکتی کہ اب وہ کیسا محسوس کر رہی تھی ۔ ہیر گریل سے ہٹ کر اپنے کمرے میں دیوار کے ساتھ ایک برے قد آور آیئنے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی ۔ کوئی احساس ، کو جذبہ نہیں تھا اس کے چہرے پر۔

تو اب کیا کروگی ہیر ! ۔۔۔۔تمہارے باپ کے قاتل کا نام تمہارے پاس موجود ہے

ہیر کی اپنی آواز اسے سنائی دی تھی ۔ ہیر نے اپنے ارد گرد دیکھا تھا۔

۔ کہیں تم اسے معاف کرنے کا تو نہیں سوچ رہی

یہ آواز اس کے کانوں میں سلاخیں گھونپ رہی تھی۔ ہیر آیئنے کے سامنے سے ہٹ کے بے اختیار بیڈ پہ گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئ۔ اس کے قدموں میں سے جان نکل رہی تھی۔

!میں ۔۔۔۔میں ایسا نہیں کر سکتی

ہیر بے بسی سے سسکتے ہوئے خود ہی سے گویا ہوئی تھی۔

of course!

! تم اپنے باپ کے قاتل کو یونہی جانے دوگی

کیا تم ہوش میں ہو

اسکی اپنی آواز اسے کمرے میں گونجتی سنائی دی تھی۔ ہیر سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

میں اسکے ساتھ کچھ نہیں کرونگی ۔ برے لوگوں کے لیے برا نہیں بن سکتی میں !

ہیر چلاتے ہوئے بولی تھی۔

اوہ تو تم اپنے باپ کو کیا منہ دکھاؤگی ... ہاں!۔۔۔اس سے کیا بولو گی ۔ وہ باپ جس نے تمہارے لیے پوری دنیا سے ٹکر لی ، تمہیں ساری سہولیات دی۔ تمہارے باپ نے تو تمہاری ماں تک کو تمہیں ہاتھ نہیں لگانے دیا تھا ۔ اور تم صرف اپنی پارسائی بچانے کے لیے اس کے قاتل کو سزا نہیں دوگی ۔ تو تم بتاؤ ہیر اکمل خان ! تم اپنے باپ کے قتل کو ضائع جانے دوگی ! چچ چچ چچ چچ !۔۔۔چچ

انداز مزاق اڑانے والا تھا۔

!!!میں اسے قانونی سزا دلواؤنگی... اب تم مجھے ورغلانا بند کرو ! پلیز

ہیر بھڑائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔

کون سا قانون ! ہمم... وہ قانون جو صرف غریبوں کے لیے حرکت میں آتا ہے ۔ اوہ کم آن ! تم اتنی بے وقوف بھی نہیں ہو ۔ تم جانتی ہو کہ سلطان

جمیل کتنا اثرورسوخ والا لڑکا ہے ۔ تم اسے مہینوں کی کوشش کے بعد جیل میں ڈالوگی اور وہ ایک چٹکی بجاتے باہر آجائے گا ۔ پھر کیا ہو گا ہیر !!
۔۔۔سب ختم ہوجائے گا اور تم کچھ بھی نہیں کر سکو گی۔

ہیر ایک تناؤ کی کیفیت میں جا رہی تھی ۔ اس کا ذہن ماؤف ہو رہا تھا ۔ جو کچھ اس سے کہا گیا تھا بلکل سچ کہا گیا تھا ۔ وہ اس حقیقت سے چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکتی تھی۔

اب اسے خود پہ اور اس وقت ہی غصہ آرہا تھا جب اس نے اس لڑکے کا فون ریسیو کیا تھا ۔ کیا تھا اگر وہ کال پک نا کرتی ۔ کیا تھا اگر وہ حقیقت سے ۔ انجان ہی رہتی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر کو اپنا ذہن بٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اپنے آپ کو برائ کے کنوے میں گرتا محسوس کر رہی تھی ، اسی کنوے میں جہاں سے وہ تین سال پہلے نکلی تھی۔ وہ آج پھر وہی کھڑی تھی جہاں وہ تین سال پہلے کھڑی تھی۔

ہیر کے ذہن میں ایک دھماکا ہوا تھا ۔ اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور گل نور کو کال ملائ ۔ دوسری طرف سے فورا کال پک کر لی گئ تھی۔

...ہیر کیسی ہو تم سب خیریت تو

گل نور میں ! میں پھر وہی کر رہی ہوں ... گل نور آپ پلیز مجھے ۔۔۔۔مجھے بچالیں

ہیر ان کی بات کاٹتے ہوئے ٹوٹے ہوئے لفظوں سے بول رہی تھی۔

میں ۔۔۔۔میں پھر سے اپنے ارد گرد اندھیرا محسوس کر رہی ہوں۔ میں بھٹکا ۔ نہیں چاہتی گل نور۔۔۔میں بھٹکنا نہیں چاہتی پلیز کچھ کریں

ہیر چھوٹے بچے کی طرح روتے ہوئے بے بسی سے ان سے کہہ رہی تھی۔ گل نور اس کی ہچکیاں سن سکتی تھیں۔

ہیر ہوا کیا ہے مجھے بتاؤ

گل نور کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہی تھیں۔ وہ فکرمندی سے بولی تھیں۔

وہ سلطان !۔۔۔سلطان نے ڈیڈ کا قتل کیا ہے ۔ اور میں ۔۔۔میرا نفس مجھے ورغلا رہا ہے کہ میں اسے سزا دوں۔۔۔میں کچھ بھی نہیں کرنا چاہتی ۔ میں بڑی مشکل سے ان سب چیزوں سے دور آئی ہوں مگر اب یہ چیزیں مجھے اپنی طرف ۔۔۔کھینچ رہی ہیں۔ میں جس جال سے کئی عرصہ پہلے۔۔۔۔پہلے نکلی تھی۔ میں آج بھی اسی جال میں پھنسی ہوئی ہوں۔ میں ۔۔۔۔میں جانتی ہوں کہ میں یہ سب کچھ جانتے ہوئے نظرانداز نہیں کر سکتی۔ میں خود کو روک نہیں پا رہی ہوں ۔۔۔میں اندھیروں میں خود کو گرا ہوا محسوس کر رہی ہوں ۔

ہیر کے الفاظ لرز رہے تھے۔ وہ بس بے بسی سے روتے ہوئے ہزیانی کیفیت ۔ میں بولتی جا رہی تھی

ریلیکس ہیر تم۔۔۔

گل نور نے اسے مطمئین کرنے کی کوشش کی تھی مگر ہیر نے ان کی بات کاٹ دی۔

میں نہیں کر سکتی ریلیکس!

ہیر چلائ تھی ۔ اور وہ پہلی بار گل نور کے سامنے چلائ تھی۔

گل نور !۔۔۔۔۔میں ۔۔۔۔مجھے لگا تھا مجھے ہدایت مل گئ ہے مگر مجھے نہیں ملی۔۔۔میں اب بھی خالی ہاتھ ہوں ۔ میرا خدا مجھے نہیں سنبھال رہا ۔ میں کیا ۔۔۔۔کیا کروں

ہیر کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اندر سے کس قدر ٹوٹی ہوئ تھی۔

جس چیز کو میں ۔۔۔۔ہدایت سمجھ رہی تھی ۔ وہ۔۔۔۔۔وہ مجھے لگتا ہے کوئ خواب تھا۔ میری اصلاح۔۔۔تو کبھی ہوئ ہی نہیں تھی۔ مجھے روشنی تو کبھی ملی ہی نہیں تھی۔ یہ سب تو ایک کھیل تھا ، جو میرے ساتھ کھیلا گیا ہے۔

۔ اب کی بار ہیر کی آواز دھیمی تھی

۔ میں اب بھی اتنی ہی بھٹکی ہوئ ہوں ۔۔۔۔میں اب بھی بری ہوں

ہیر کی سسکیاں گل نور سن سکتی تھیں۔ ان کی آنکھوں میں بھی پانی آگیا تھا۔

گل نور آپ ۔۔۔آپ تو بہت نیک ہیں نا ۔ یقینا آپ کا اللہ کے ساتھ رابطہ

بھی بہت ۔۔۔مضبوط ہو گا ۔ آپ پلیز اللہ سے بولیں کہ وہ مجھے تھام لے ۔ میں گر رہی ہوں۔۔۔۔آپ ۔۔۔آپ پلیز اللہ سے بات کریں نا ... وہ جو کہے گا میں۔۔۔میں کرونگی مگر بس ایک بار ۔۔۔صرف ایک بار مجھے سنبھال لے۔

گل نور بس دوسری جانب خاموشی سے رو رہی تھیں۔ ہیر ان کے رونے سے انجام تھی۔

مجھ سے سب کچھ چھین لے مگر ۔۔۔مگر مجھے ہدایت دیدے ۔ میں جس راہ پر جا رہی ہوں مجھے۔۔۔ وہاں جانے سے روک دے ۔ اس سے بولیں کہ میں جس راہ پر جا رہی ہوں، منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی مجھے موت دیدے ۔ ہاں ۔۔۔اس سے کہیں کہ مجھے موت دیدے ۔ مگر مجھے بھٹکنے سے بچالے

میں خود کو روک نہیں پا رہی ہوں آپ پلیز کہہ دیں اس سے

ہیر بولتی ہوئی پاگل معلوم ہو رہی تھی ۔ اس کی اب ہچکی بندھ گئ تھی۔

ٹھیک ہے ہیر ! ۔۔۔تب بس آرام کرو ۔ تھوڑی سی سلیپنگ پلز لے لو

یہ بات گل نور ہی جانتی تھیں کہ انھوں نے کیسے کہی تھی۔

آپ بات کریں نا جلدی سے ۔۔۔آپ۔۔۔۔

ہاں میں بات کرتی ہوں مگر جیسا میں نے کہا ہے تم ویسا ہی کرو

۔ گل نور ہیر کی بات کاٹتے ہوئے بولی اور فون بند کر دیا

ہیر نے اپنے سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا اور دو ٹیبلیٹ لے کر پانی کے گلاس کے ذریعے اسے اپنے اندر انڈھیلا۔ اور کمفرٹر اپنے چہرے تک اوڑھ لیا ۔پانچ منٹ کے اندر اندر وہ نیند کی آغوش میں تھی۔

گل نور صبح فجر کے بعد جائے نماز پہ ہاتھ پھیلائے بیٹھی تھیں۔ وہ ابھی ابھی نماز حاجت پڑھ کے فارغ ہوئی تھیں۔

اے میرے پروردگار! تو جانتا ہے کہ ہم سب کے دلوں میں کیا چل رہا ہے۔ ہم سب کن حالات سے گزر رہے ہیں، ہم کیسا محسوس کرتے ہیں، یہ چیزیں بھی تجھسے چھپی نہیں ہیں۔ مگر اے پروردگار ! ہیر بہت سہمی ہوئی ہے۔ وہ تیری طرف غلط گمان کیے بیٹھی ہے۔ وہ تیری بندی بننا چاہتی ہے ۔ مجھے معلوم ہے کہ تو یہ سب جانتا ہے ۔ مگر پھر بھی میں تجھے بتا رہی ہوں ۔ اے رب کونین ! اس نے مجھسے کہا کہ میں تجھسے بات کروں ۔ اسے لگتا ہے کہ تو میری سنتا ہے ۔ اس نے اتنے مان سے کہا کہ میں اس کی ہدایت کے لیے تجھسے دعا مانگوں ۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں اس کے لیے تجھسے روشنی لے لوں۔ اس کی بات میں ایسا کچھ تھا کہ میں انکار ہی نہیں کر سکی۔ میں اسکا مان ہی نہیں توڑ سکی۔ گل نور کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کے گرے تھے۔ اے

رب پروردگار ! اگر تو یہ کوئ آزمائش ہے تو اسے اس آزمائش سے گزرنے کی ، اس تکلیف کو سہنے کی طاقت بھی دے ۔ وہ تجھ سے بد ظن ہو رہی ہے۔ تو اسے واپس بلا لے۔ تو اسکی اصلاح کردے ۔ کچھ بھی ہو جائے اسے بھٹکنے ۔ مت دینا ... اس کے لیے ہدایت کا سامان کردے

گل نور روتے ہوئے سجدے میں گر گئ تھیں۔

انہیں ہیر کی فکر تھی۔ وہ صحیح کہتی تھیں کہ ہیر ان کے لیے اولاد کے جیسی تھی۔ آج اگر اولاد تکلیف میں تھی تو ماں بھی دھاڑیں مار مار کے رو رہی تھی۔ اگر بیٹی بھٹک رہی تھی تو ماں خدا کے سامنے بیٹھ کہ اس کے ہدایت مانگ رہی تھی۔

اگر بیٹی اندھیرے میں جا رہی تھی تو ماں اسکا ہاتھ تھامنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

ہیر کی جب آنکھ کھلی تھی تو دوپہر کے 4 بج رہے تھے۔ ہیر نے اپنی آنکھیں مسلی اور بالوں کو ہاتھوں کی مدد سے چہرے سے پیچھے کرتے ہوئے بیڈ پہ اٹھ کے بیٹھ گئ ۔ ہیر نے ایک نظر ڈال کلاک کو دیکھا اور پھر لمبا سانس خارج کیا ۔ ہیر نے بیڈ سے اترنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے ملازم کو بیڈ پہ بیٹھے بیٹھے ہی آواز دی۔

! غفور انکل ! غفور انکل

آدھے منٹ کے بعد غفور ہیر کے کمرے میں موجود تھا۔ اور ہیر کے حکم کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے ہیر کے چہرے کو غور سے دیکھا۔ اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔ ہونٹ سوکھے ہوئے تھے۔ اور آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے کافی حد تک نمایاں ہو رہے تھے۔

۔ پلیز مجھے ایک مگ کافی کا میرے روم میں ہی دے جائیں

ہیر نے حکم دینے کے بجائے درخواست کی تھی۔

اس کی بات پہ غفور سر ہلا کر واپس چلا گیا۔

!سلطان جمیل

اس لڑکے کی آواز ہیر کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

تم نے میرے باپ کا قتل کیا۔ تم نے میری سزا انہیں سنا ڈالی۔ تم نے بہت غلط کیا سلطان !۔۔۔۔جس طوطے میں میری جان بستی تھی تم نے اس طوطے کا گلہ ہی کاٹ ڈالا۔ ذرا رحم نہیں آیا تمہیں ان پر۔ وہ بے چارے نجانے کس تکلیف سے گزرے ہونگے۔ ناجانے کتنی اذیت برداشت کی ہوگی۔ انہوں نے ایک بار تو پکارا ہو گا مجھے، اپنی شیرنی کو بلایا تو ہوگا، کم از کم سوچا تو ہو گا ہی۔

اور میں۔۔۔۔۔۔

www.neweramagazine.com

ہیر کی سوچوں کا تسلسل دروازے پہ دستک کی آواز نے توڑا تھا۔ غفور اب اندر داخل ہوا اور کافی کا مگ ہیر کے ہاتھوں میں تھما دیا۔ اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

ہیر کا دیہان کافی کے مگ سے نکلنے والے دھویں نے اپنی طرف کھینچا تھا۔

تم نے کہا تھا کہ تم اگر کسی شخص کے لیے نا ممکن کو ممکن کر سکتی ہو ، وہ اکمل خان ، تمہارے ڈیڈ ہیں۔

ہیر کا دل بول رہا تھا۔ اور ہیر ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں سن رہی تھی۔

وقت گزر رہا تھا۔ وال کلاک کی سویاں اپنا چکر تیزی سے پورا کر رہی تھیں۔

اور ہیر چپ چاپ بیٹھی کافی کے مگ سے اٹھنے والی بھاپ کو بنا پلکیں جھپکائے دیکھ رہی تھی۔

8:57 PM

رات کی تاریکی نے چار سو آسمان پر اپنے پر پھیلا لیے تھے۔ کالی چادر اب بادلوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ کچھ دیر پہلے جو ہلکی ہلکی بارش کی بوندیں گر رہی تھیں، اب ان میں روانی اور شدت آ گئی تھی۔

جمیل اکبر کے بنگلے سے بلیک ہونڈا سٹی نکلی تھی۔ تقریبان آدھے گھنٹے کی

مسافت کے بعد سلطان جمیل ایک ڈھابے پہ اپنے دو دوستوں کے ساتھ ہنستے ہوئے گپ شپ کر رہا تھا۔

بارش اور رات ہونے کی وجہ سے ڈھابے پر لوگ موجود نہیں تھی۔ ڈھابے کے مالک بھی اب ڈھابے کی چیزیں سمیٹ رہے تھے۔ اور کرسیاں وغیرہ اکٹھی کر رہے تھے۔

سلطان اپنے دوستوں کے ہمراہ کرسی سے اٹھ کے کچھ فاصلے پہ کھڑی اپنی کار کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا ۔ چھتری وغیرہ نا ہونے کی وجہ سے وہ تینوں اب مکمل طور پر بارش میں بھیگ رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

9:08 PM

ایک سلور کلر کی کار سلطان کی کار سے دس قدم کے فاصلے پہ کھری کی گئ۔ سلطان اور اس کے دوستوں نے اب اپنی توجہ اس کار کی طرف کردی۔ ایک منٹ بعد کار کا دروازہ کھلا۔ اور ہیر اکمل نامی لڑکی اس کار سے باہر نکلی ۔ سلطان کو اسے دیکھ کر تھوڑی حیرانی ہوئ تھی۔

یہ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہے

سلطان بربڑایا تھا مگر اس کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ کوئ بھی اس کے سوا نہیں سن پایا تھا۔

وہ مشکوک سی چال چلتی ان کی طرف قدم بڑھا رہی تھی۔ اور 20 سیکنڈ بعد وہ سلطان سے صرف ایک قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی۔

سلطان بھی اب اسکی طرف ماتھے پہ بل لیے دیکھ رہا تھا۔

میرے سوال کا جواب دو ... اور جواب بلکل سچ ہونا چاہیے

ہیر سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہوئ تھی۔

اس کے دوست اب ان سے کچھ قدم دور ہو کے کھڑے ہو گئے تھے یہ سوچتے ہوئے کہ انہیں بات چیت کا موقع دینا چاہیے۔

کیا تم نے میرے ڈیڈ کا قتل کیا

ہیر ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔

what the----

بکواس مت کرو جو پوچھا ہے اسکا جواب دو

ہیر سلطان کی بات کاٹتے ہوئے قدرے اونچی آواز میں بولی تھی۔ سلطان کے دوستوں نے گردن موڑ کے ان کی طرف دیکھا تھا۔ ہیر اور سلطان اب بارش کی وجہ سے مکمل طور پر بھیگ چکے تھے۔

!ہاں کیا تھا

سلطان نے اپنے جملے کے ذریعے اس کی سماعتوں پہ ہتھوڑے برسائے تھے۔

میں نے قتل کیا تھا تمہارے باپ کا ۔۔۔دراصل عملی طور پر میں نے نہیں کیا تھا مگر ہاں کروانے والا انسان میں ہی ہوں

سلطان اپنے چہرے پہ مخصوص مسکراہٹ لیے اب اسے تپا رہا تھا۔

کیوں ۔۔۔میں نے تم سے معافی مانگی تھی ، تم نے معاف بھی کیا تھا پھر یہ سب کیوں

ہیر بھرائی ہوئی آواز میں چیخی تھی۔ سلطان سمجھ نہیں پایا تھا کہ ہیر کے چہرے پر آنسو تھے یا بارش کے قطرے تھے۔ بارش کا پانی ہیر کے آنسوؤں کو بڑی مہارت سے چھپا گیا تھا۔

آفکورس! میں نے تمہیں معاف کیا تھا ۔۔۔مگر کیا ہے کہ مجھ سے رہا ہی نہیں گیا ۔ تمہیں سزا دینا میں نے ضروری سمجھا

سلطان بڑے نارمل انداز میں اس سے بات کر رہا تھا ۔ جبکہ ہیر اس کے چہرے کو دم بخود دیکھے جا رہی تھی۔

تمہیں پتا ہے ہیر! تمہیں وہاں ہونا چاہیے تھے۔ بہت یاد کر رہے تھے وہ تمہیں اپنی موت کے وقت

ہیر نے لبوں کو بھینچتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنی پینٹ کی پاکٹ کی طرف بڑھایا۔

شاید وہ تم سے مدد مانگ رہے تھے۔ کہہ رہے تھے ہیر ۔۔۔ہیر ۔۔۔ ہیر۔۔۔ چہ چہ چہ چہ انہیں کیا معلوم تھا کہ ان کی بیٹی ان کے لیے وہاں تھی ہی نہیں !

ہیر کی آنکھیں اب سرخ ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی جیب میں موجود کسی چیز پر اپنے ہاتھ کی گرفت بڑھائی۔

بہت تکلیف ہوئی تھی انہیں۔۔۔بہت چلا رہے تھے۔ چیخ رہے تھے ۔ اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے۔

سلطان نے اب قہقہہ لگایا تھا۔ میرے پاس ویڈیو نہیں ہے ورنہ میں تمہیں ضرور دکھاتا ۔۔۔تم بہت انجوائے کرتی ۔۔۔۔چہ چہ چہ

oh so sad

سلطان نے ابھی اپنا جملہ پورا نہیں کیا تھا کہ ہیر نے درشتی سے اپنی جیب سے خنجر نکالا اور اس کے سینے میں گھونپ دیا ۔ سلطان پھٹی پھٹی آنکھوں سے اب ہیر کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ ایسا بھی کچھ ہو سکتا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

!کیوں کیا تم نے۔۔ کیوں !۔۔۔کیوں ! کیوں ! کیوں

ہیر وحشیوں کی طرح چیختے ہوئے وہ خنجر اس سے نکال کر کئ بار وہ اسکے سینے کے بائیں جانب مار چکی تھی۔ ہیر کی چیخیں اب ماحول میں گونج رہی تھیں۔

وہ بس پاگلوں کی طرح چیختے ہوئے اس کے سینے کے بائیں جانب کئ مرتبہ خنجر چلا چکی تھی۔

سلطان !

اس کے دوست اب اسکی طرف بڑھ رہے تھے۔ سلطان کے جسم کا اگلا حصہ خون سے لال ہو چکا تھا۔ اس کے دوستوں نے گھرتے ہوئے سلطان کے ادھ مردہ وجود کو سنبھالا۔ سلطان کا سر اب اسکے ایک دوست کی گود میں تھا اور وہ اب اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ کیا کیا تم نے

اس کا ایک دوست ہیر کی طرف دیکھتے ہوئے چیخا تھا۔ اس کی آواز پہ ہیر ہوش کی دنیا میں واپس آئ تھی۔ اس نے زمین پر پڑے سلطان کے مردہ وجود کو دیکھا اور اس کے ہاتھ سے خنجر زمین پر گرا ۔ اس کا ہاتھ بھی اب سلطان کے خون سے سرخ ہو چکا تھا۔

اس کے دوست سلطان کے مردہ وجود کو جھنجھوڑ رہے تھے۔ ہیر نے سانس لینے کی کوشش کی اور تیزی سے سانس لیتے ہوئے اس نے اپنے لڑکھڑاتے قدم اپنی کار کی جانب بڑھا دیے ۔

یہ کیا کر دیا میں نے ... یہ کیا کر دیا

ہیر نے اپنے کانپتے وجود کو سنبھالتے ہوئے کار سٹارٹ کردی اور سڑک پر ان لوگوں سے بہت دور نکل آئی۔

یہ کیا ہو گیا مجھ سے اے خدا

ہیر کو خود سے بہت زیادہ خوف محسوس ہو رہا تھا۔

وہ جیسے تیسے کر کے گھر پہنچی اور اندر سے مین گیٹ کی چابی لے کر اس نے ۔ سب سے پہلے مین گیٹ کو تالا لگایا

بی بی جی آپ تالہ کیوں لگا رہی ہیں

غفور ہیر کو تالہ لگاتے دیکھ کر متجسس ہوا تھا۔

انکل ! کوئی بھی آئے ، کوئی بھی دروازہ کھٹکھٹائے ، آپ دروازہ مت کھولیے گا پلیز ! ۔۔۔۔اور اگر کوئی فون آئے اور وہ میرا پوچھیں تو آپ ان دے بول دیجیئے گا کہ ہیر گھر پر نہیں ہے

ہیر ہانپتے ہوئے بول رہی تھی۔ غفور نے اس کے چہرے پہ خوف کے سائے دیکھے تھے۔ اس نے نا سمجھی سے ہیر کو دیکھا ۔ مگر ہیر اس کی نظروں کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھ گئ تھی۔

غفور کی نظر ہیر کے داہنے ہاتھ پہ لگے خون پہ پڑی تھی۔ اگرچہ بارش کی وجہ

سے خون کافی حد تک دھل گیا تھا مگر اب بھی داغ موجود تھے۔ غفور کے چہرے پر کئی رنگ آ کے گزرے تھے۔

ہیر بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھ پہ لگا خون دیکھا ۔ اس کی سانسیں بند ہونے لگی تھیں۔ اسے پہلی مرتبہ اتنا خوف محسوس ہو تھا۔

تم نے قتل کیا ہے ہیر تم قاتل ہو

ہیر کو ایک سرگوشی سنائی دی تھی۔

نہیں ۔۔۔میں نے کچھ بھی جان بوجھ کے نہیں کیا

ہیر اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھتے آنکھیں سختی سے میچیں کہہ رہی تھی۔

قاتل

قاتل

قاتل

ہیر کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ ہیر نے خود کا سنبھالا اور واشروم کی طرف دوڑ لگا دی۔

اس نے سینک پہ جھکتے ہوئے نل کھولا اور رگڑ رگڑ کے اپنے خون لگے ہاتھ دھونے لگی۔

نہیں ہوں میں قاتل ۔۔۔۔سنا !۔۔۔نہیں ہوں میں قاتل

۔ ہیر آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے چیخی

گل نور نے آج کا اخبار پڑھا تو ان کا رنگ فق سے اڑ گیا۔

سلطان جمیل کی موت کی خبر اخبار کے فرنٹ پیج پہ چھپی ہوئی تھی۔

گل نور کو چائے کا ذائقہ پھیکا لگا تھا۔ انہوں نے بے دلی سے چائے اپنے حلق میں انڈھیلی۔ پھر خود کو نارمل کرتی وہ اٹھی اور بیڈ کے کنارے پہ پڑا اپنا موبائل فون اٹھایا۔ اور ہیر کا نمبر ڈائل کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فون کی بیل جا رہی تھی مگر فون نہیں اٹھایا جا رہا تھا۔ ایک بار۔۔۔۔۔۔دو بار۔۔۔۔تین بار۔۔۔۔کئی بار فون کیا گیا مگر جواب موصول نہیں ہوا۔ گل نور اب حقیقتا پریشان ہوئی تھیں۔ کچھ دیر وہ کمرے میں ادھر ادھر ٹہلتی رہیں۔ اور پھر وضو کرنے کے بعد جائے نماز پہ تکبیر باندھ کے کھڑی ہو گئیں۔ انہوں نے ہیر کی خیر و عافیت کے لیے نماز حاجت ادا کی ۔ اور دعا میں انہوں نے اپنا اندیشہ غلط ہونے کی گہرائی سے دعا کی تھی۔

ہیر کھڑکی کے پردے درست کرتی دروازے کے پاس بنی بوک شیلف میں پہلے سے ترتیب شدہ کتابیں نکال کر پھر سے ترتیب میں رکھ رہی تھی۔دروازے پہ

دستک ہوئی۔

اچانک دروازے پہ دستک ہونے کی وجہ سے ہیر کا رنگ زرد پر گیا۔

دستک اب بند ہو گئ تھی۔ مگر ہیر کی آنکھیں اب بھی دروازے پہ منجمند تھیں۔ اس نے تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے قدم الٹی جانب برھائے۔ ایک بار پھر سے دستک ہوئی ۔ ہیر نے اپنے ارد گرد خوف کا حصار محسوس کیا۔ اب وہ دیوار کا سہارا لیتے ہوئے پیچھے کی جانب الٹے قدم بڑھاتی ۔ گئ

کون ہے دروازے کے اس طرف ! ہیر کے دماغ میں آنے والی اس سوچ نے اس کے دماغ کو ماؤف کردیا تھا۔

میں نے کچھ نہیں کیا ۔۔۔میں نے کچھ ۔۔۔۔نہیں کیا

ہیر ہکلاتے ہوئے خود ہی کو صفائی دے رہی تھی۔ جبکہ کوئی دوسری جانب مسلسل دستک دے رہا تھا۔ ہیر کی آنکھیں خوف اور تنہائی کے احساس سے بھیگ گئ تھیں۔

ہیر اب اپنے کمرے کی پیچھے والی دیوار سے ٹیک لگائے کانپ رہی تھی۔ ہیر کا دروازہ لاک تھا۔

بی بی جی! آپکا فون آیا ہے نیچے ٹیلی فون پر

غفور کی آواز ہیر کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

ہیر کے گرد خوف کی گرفت کم ہو گئ تھی۔ اس نے ایک لمبا سانس باہر نکالا۔

مم۔۔۔میں نے کہا تھا نا کہ۔۔۔ان سے بولنا ک۔۔۔کہ میں گھر پر نہیں ہ۔۔ہوں

ہیر کے الفاظ ٹوٹ رہے تھے۔

بی بی جی میں نے ان سے کہا لیکن وہ پھر بھی اصرار کر رہی ہیں۔۔۔وہ اپنا نام گل نور بتا رہی ہیں

گل نور کا نام سن کر ہیر کی دھڑکن پھر سے تیز ہوئی تھی۔ میں ان سے کیا ۔ بات کرونگی ۔۔۔میں ان سے کس منہ سے بات کرونگی۔ ہیر نے سوچا

آپ فون بند کردیں اور دوبارہ فون نا اٹھائیں

۔ ہیر نے غفور کو کہا

جی بہتر! غفور یہ کہہ کر چلا گیا۔

آدھے گھنٹے تک ہیر گل نور سے بات کرنے کے لیے اپنے الفاظ ترتیب دیتی رہی اور ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد اس نے گل نور کا کال بیک کی۔

ہاں ہیر ! کیسی ہو تم

گل نور کی آواز پر سکون تھی۔ ہیر کو حیرانی ہوئی تھی۔ تو کیا اس کا مطلب انہوں نے ابھی تک خبر نہیں پڑھی ہیر نے سوچا۔

م۔۔میں ٹھیک

ہیر نے اپنی کپکپاہٹ پر قابو کرتے ہوئے مختصر سا جواب دیا۔

کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھی ، میں نے اتنی مرتبہ کال کی مگر تم نے اٹھائی ہی نہیں۔ پھر میں نے لینڈ لائن پر کال کی مگر تم نے وہاں بھی جان بوجھ کر ۔ مجھسے بات نہیں کی

ہیر چپ کر کے ان کی بات سن رہی تھی۔ گل نور اسے مکمل طور پر پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ہیر ان کے آگے شرمندگی محسوس کرے یا کسی بھی طرح وہ گھبرا جائے۔

اس لیے وہ اب اس سے شکوہ کر رہی تھیں۔

ہیر تم ٹھیک ہو ۔۔۔کیا کچھ غلط ہوا

ان کے جملے نے ہیر کی جان ہی نکال دی وہ اپنی دھڑکن کو قابو کرتے ہوئے بولی۔

ں۔۔نہیں تو۔۔۔سب ٹھیک ہے

تو پھر یہ اخبار والوں نے کیوں یہ سب چھاپا ہے

گل نور نے بڑی نرمی سے پوچھا۔ انھوں نے دل ہی دل میں دعا کی کہ ہیر کا ان سب سے کوئی تعلق نا ہو۔ وہ بے قصور ہو۔

میں نے ۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا گل نور ! ۔۔۔ آپ کو مجھ پے بھروسہ ہے ۔ نا!

ہیر نے بھرائی ہوئی آواز میں ان سے کہا۔

گل نور کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔ آنسوؤں کا پھندہ گل نور کے حلق میں پھنس گیا تھا۔

ہیر ۔۔۔مجھے بس سچ جاننا ہے

گل نور نے خود پہ قابو کرتے ہوئے بھاڑی آواز میں کہا۔

میں نہیں کرنا چاہتی تھی یہ سب ۔ وہ ۔۔۔وہ مجھے

triger

کر رہا تھا یہ سب کرنے کے لیے ۔ وہ میرے باپ کی بے بسی بتا رہا تھا مجھے ۔ اس نے کہا کہ انہوں نے آخری وقت میں مجھے بلایا تھا ۔ اس نے کہا کہ وہ بہت تکلیف میں تھے ۔ وہ چیخ رہے تھے گل نور ... وہ چیخ چیخ کر میرا نام لے رہے تھے... وہ مجھے بلا رہے تھے گل نور ۔۔۔

ہیر روتے ہوئے زمین پہ گرتی گئ ۔ اس کے قدموں میں جان نہیں رہی تھی۔ اسے آنسوؤں کا پھندہ اسکی سانسیں روکتا ہوا محسوس ہوا۔

میں کیا کرتی گل نور آپ بتائیں میں کیا کرتی ۔ زندگی میں مجھے جس انسان نے سب سے زیادہ سہارا دیا تھا ۔۔۔جس نے مجھے سب سے زیادہ چاہا تھا۔۔۔جس نے مجھے ہر مشکل سے بچایا تھا ۔۔۔۔وہ شخص اپنے آخری وقت میں مجھے پکار رہا تھا ۔ میں وہاں نہیں تھی گل نور ۔۔۔میں۔۔۔وہاں نہیں تھی۔ میں نے انہیں سہارا نہیں دیا تھا۔ میں نے انہیں نہیں بچایا تھا۔ اگر میں ایسا نا کرتی تو یہ روگ ، یہ احساس میری جان لے لیتا ۔ میں مجبور تھی گل نور ۔۔۔میں بہت مجبور تھی گل نور !

ہیر کی سسکیاں ماحول کو سوگوار بنا رہی تھیں۔

ہیر۔۔۔۔۔

گل نور کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا ۔ فون کے دونوں طرف موجود دونوں انسان رو رہے تھے۔ ایک کی سسکیاں گونج گونج کر دہائیاں دے رہی تھی۔ جبکہ دوسرا خاموش آنسوؤں سے اپنا غم نکال رہا تھا۔

میں نے کب چاہا تھا یہ سب گل نور! میں نے ۔۔۔میں نے تو دعا کی تھی نا ! میں نے تو آپ سے بھی کہا تھا نا رب سے بات کرنے کو... مجھے لگا تھا وہ میری نہیں سنتا مگر گل نور وہ تو۔۔۔وہ تو آپ کی بھی نہیں سنتا ۔ ہم دونوں

کتنی بڑی خوشفہمی میں جی رہے تھے۔ مجھے لگا تھا مجھے ہدایت مل گئ ہے، اب میرا رب میرا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑے گا ۔۔۔مگر میں غلط تھی گل نور۔۔۔ ہدایت تو مجھے کبھی ملی ہی نہیں تھی۔ خدا نے تو میرے لیے روشنی کبھی کی ہی نہیں تھی۔

گل نور اپنی پیشانی پہ ہاتھ رکھے اس کی باتیں سن رہی تھیں۔

م۔۔۔میں نے تو موت بھی مانگی تھی ۔۔میں نے رب سے کہا تھا کہ ایسا کچھ بھی کرنے سے پہلے وہ مجھے موت دیدے مگر مجھے موت نہیں آئ گل نور ۔۔۔م۔۔۔مجھے موت نہیں آئ ۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ یہ راستہ میری لیے نہیں ہے ، آپ سے کہا تھا میں نے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو برائیاں کرنے کے لیے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ مگر آپ نے مجھے دھوکے میں رکھا ۔

ہیر اب گل نور سے شکوہ کر رہی تھی۔ وہ بے بسی اور ندامت کی انتہا پر پہنچ چکی تھی۔

! آپ بتائیں گل نور ۔۔۔آپ بتائیں کہ اب میں کیا کروں

ہیر اس چھوٹے بچے کی طرح ان سے پوچھ رہی تھی۔ جو کوئ غلط کام ہونے پر اپنی ماں سے اسکی

recovery

کا راستہ پوچھتا ہے۔

تم اعتراف جرم کرلو ہیر

ہیر کے آنسو ایک دم بہنا بند ہو گئے تھے۔اسے گل نور کے کہے گئے جملے پر اب بھی یقین نہیں آیا تھا۔

کیا

ہیر نے بے یقینی کی کیفیت میں ان سے پوچھا۔

ہیر تم اللہ سے معافی مانگ لینا۔ اگر سچے دل سے معافی مانگو گی اور توبہ کروگی تو وہ معاف کردے گا۔ مگر اس سے معافی مانگنے سے پہلے تم اس کی قانونی سزا بھگتو۔ جب دنیا میں سزا بھگت لو گی تو آخرت میں معافی آسان ہو جائے گی۔

وہ مجھے معاف کر دے گا

ہیر نے کہا۔

ہاں! اور تم اس کا جواب مجھ سے اچھے طریقے سے جانتی ہو۔ بہت شفقت سے کہا گیا تھا۔

مگر جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور سدھر جائیں، تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورت النور، آیت نمبر 5)

ہیر کے کانوں میں قرآن کی آیت کہی گئ تھی۔ ہیر سن سی بیٹھی زمین کو گھوڑ رہی تھی۔ دوسری طرف سے فون کاٹ دیا گیا تھا۔

اسی دن رات کو ہیر نے اقبال جرم کیا تھا۔ عدالت میں موقع واردات پہ موجود سلطان کے دو دوستوں کے علاوہ اس ڈھابے کا مالک بھی گواہ کے طور پر حاضر ہوا ۔ہیر نے اپنے والد کے قتل کا ذمہ دار سلطان کو نہیں ٹھہرایا تھا، یہ وہ بھی نہیں جانتی تھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔تمام بیانوں اور ثبوتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہیر اکمل خان کو تا عمر قید با مشقت کی سزا سنائ گئ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مسز اکمل نے ایک بار بھی فون کر کے اس سے نے پوچھا تھا کہ کیا وہ اس سلسلے میں اس کی مدد کر سکتی ہیں۔ وہ اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ بلکل خوش تھیں۔

انہوں نے میڈیا کے سامنے ہیر سے لا تعلقی ظاہر کردی اور ہیر کو اپنی جائیداد سے عاق کر دیا۔ شاید ایسا کرنے اپنی عزت اور بزنیس بچانے کے لیے ضروری تھا۔ہیر کو یہ سب سن کر حیرانی نہیں ہوئ تھی اور نا ہی کوئ صدمہ پہنچا تھا۔ اسے ان سے کوئ شکوہ نہیں تھا۔کسے کے اپنے ہونے کا احساس اکمل خان کی موت کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا تھا۔

ہم انسانوں میں اتنا حوصلہ نہیں ہوتا کہ کسی قاتل کو اپنے سینے سے لگا لیں۔ جہاں ہمیں فائدہ نظر آتا ہے وہاں ہمارے پرائے بھی اپنے بن جاتے ہیں۔ اور جہاں ہمیں اپنی نیاں ڈوبتی نظر آتی ہے وہاں ہم اپنی قریبی انسان کو بھی دھکا دے کر سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔ یہ تو بس اللہ ہی ہے جو انسان کو تھامے رہتا ہے۔ یہ حوصلہ صرف اللہ کی ذات میں ہی ہے کہ وہ گرے ہوئے کو سہارا دے دیتا ہے۔ پھر وہ گرا ہوا انسان قاتل ہو یا درندہ ۔ اسنے کتنے ہی گناہ کیوں نا کیے ہوں۔ وہ روشنی کر ہی دیتا ہے۔

پانچ سال گزر گئے تھے ۔ ہیر اکمل خان جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند تھی۔ اور ان 5 سالوں میں ایک بھی رات ایسی نا تھی جس میں ہیر نے رات کی تاریکی میں اپنے ندامت کے آنسو نہیں بہائے تھے۔ ایک بھی رات ایسی نہیں تھی جس میں ہیر اپنے رب کے حضور گر کے گڑگڑائ نا ہو۔

گل نور لاہور شفٹ ہو گئ تھیں۔ وہ ہفتے میں ایک بار ہیر سے ملنے ضرور آتی تھیں۔

دن ڈھلتے جا رہے تھے، وقت گزرتا جا رہا تھا۔ اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ہیر کا دل یہ سوچ کر سفید پر جاتا تھا کہ اب ساری زندگی وہ انہیں سلاخوں کے پیچھے رہے گی۔

مگر پھر یہ سوچ کر سکون مل جاتا تھا کہ یہ سزا آخرت کی سزا سے بھڑی نا ہوگی۔ ناجانے کیوں اسے لگتا تھا کہ اس کا رب اسے معاف کر دے گا۔

ہیر سلاخوں کے پیچھے بیٹھی ہاتھ میں تسبیح لیے دانے پڑھ پڑھ کے پھیڑ رہی تھی۔ تبھی ایک خاتون، جو کہ حوالدار تھی، اس کے پاس آئی۔

اے لڑکی! اٹھ تجھسے کوئ ملے آیا ہے... چل جلدی آ میرے ساتھ

انتہائ بدتمیز لہجے میں کہتی وہ آگے کو چل دی۔ ہیر بھی اپنی تسبیح ایک طرف رکھ کے اس عورت کے پیچھے چل دی ۔ وہ عورت ایک کمرے کے دروازے پہ آ کے کھڑی ہو گئ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چل جا اندر!

اس نے تحکمانہ انداز میں ہیر سے کہا ۔ ہیر جانتی تھی کہ اس سے ملنے کون آیا ہوگا ۔ ایک ہی انسان ان پانچ سالوں میں اس سے ملنے آتا تھا اور اس انسان کا نام گل نور تھا۔ اسے لگا تھا کہ وہ آج بھی اس سے ملنے آئ ہیں۔ اس نے نظریں نیچی کیے اپنے قدم اندر بڑھا دیے ۔ کمرے میں ایک ٹیبل تھا جس کے دونوں مخالف سمتوں میں دو لکڑی کی کرسیاں رکھی گئ تھیں۔ کمرے کی ایک دیوار پہ شیشہ لگا تھا ۔ جس سے باہر کا منظر نظر نہیں آ رہا تھا مگر ہیر جانتی تھی کہ کچھ لوگ باہر سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس

کمرے میں ایچ سی سی ٹی وی کیمرہ بھی لگایا گیا تھا۔

ہیر اپنی مخصوص چال چلتی ٹیبل کے پاس آئی اور سامنے کرسی پر بیٹھے 26 سالہ لڑکے کو دیکھ کر چونکی۔ اس لڑکے کا رنگ ہلکا سانولا تھا۔ چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے، وہ سفید شرٹ اور کالی پینٹ پہنے اس کرسی پر براجمان تھا۔ ہیر اس کو پہچان نہیں پائی تھی۔ آنکھیں سکیڑے اس کو پہچاننے کی کوشش کرتی وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

حوالدار خاتون نے دروازہ بند کر دیا ، اب کمرے میں صرف وہ دونوں ہی تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتی رہی مگر منہ سے ایک لفظ نا بولی۔

میرا نام آزر ہے ، آزر خالد۔ اور میں ایک وکیل ہوں

تقریباً ایک منٹ کے بعد وہ لڑکا اپنا تعارف کروا رہا تھا۔

میں نے کسی وکیل کی درخواست نہیں کی تھی۔

ہیر دھیمے مگر مشکوک لہجے میں بولی۔

جی جانتا ہوں مگر ۔۔۔۔کچھ باتیں ہیں جنہیں آپکا جاننا بہت ضروری ہے اور میرا بتانا بھی ضروری ہے۔

وہ ڈھکے چھپے الفاظ میں بولا تھا۔ ہیر نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے اپنے سر کو خم دیا تھا۔

آج سے 8 سال پہلے میں اپنے گھرانے کے ساتھ بہت خوش اور مطمئین زندگی گزار رہا تھا۔ اور میرے گھرانے میں میرے والد، میری والدہ، اور مجھسے سات دال چھوٹی میری بہن شامل ہیں۔۔۔نہیں بلکہ تھی۔

ہیر اب خاموشی سے اس کی بات سن رہی تھی۔ کیونکہ اس کے علاوہ وہ کچھ اور نہیں کر سکتی تھی۔

پھر ایک دن میرے باپ کو سلطان جمیل کے والد ، جمیل اکبر، نے مار دیا ! صرف۔۔۔چند زمینوں کی خاطر

آزر نے اپنی بھڑائی ہوئی آواز پہ قابو کرنے کے لیے سانس لیا۔

ہیر کے دماغ میں جھمکا ہوا تھا۔ اسے وہ نیوز یاد تھی ۔ اس نے آزر کے چہرے کی طرف دیکھا۔

اور یہ معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوا تھا۔ اس ذلیل شخص نے میرے باپ کو ہی نہیں مارا تھا ، میری ماں بھی میرے باپ کے غم میں مر گئی۔ اس سے ہماری حالت دیکھی ہی نہیں گئی۔ اس سے نہیں برداشت ہوا کہ اس کا 19 سالہ بیٹا دھر دھر کی ٹھوکریں کھاتا ۔ وہ مجھے اور میری بہن ہاجرہ کو اس ظالم دنیا میں اکیلا چھوڑ کے چلی گئی۔

ہیر اب ٹیبل کو گھوڑ رہی تھی۔

، پھر میں نے ایک قدم اٹھایا

اس قدم نے بہت سی زندگیوں کو بدل دیا تھا۔ ان زندگیوں میں میری، میری بہن کی، سلطان کی اور آپکی زندگی شامل ہے۔

ہیر نے نظریں اٹھا کر اس لڑکے کی جانب دیکھا۔آزر اب اپنی کلائی میں موجود گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔

میری ماں کی وفات کے بعد میں نے بدلہ لینے کا سوچا۔ میں نے جمیل اکبر کے گھر پر ایک نوکر کی حیثیت سے کام کرنا شروع کر دیا۔ کم عمر ہونے کی حیثیت سے اس نے مجھے اپنے گھر کے کچن کا اختیار دے دیا اور پھر میں نے اس کے کچن میں بھر پور محنت سے کام کرنا شروع کر دیا۔ میرے کام کو دیکھتے ہوئے اس نے مجھ پر خاص عنایت کرنا شروع کردی۔ اس نے اگر کسی بھی ملازم کو بلانا ہوتا تو سب سے پہلا نام میرا ہی ہوتا۔

وہ بول رہا تھا۔

ایک دن وہ بہت ٹینشن میں تھا۔ شاید اس کی وجہ سیاست میں ہونے والی ہیرا پھیری تھی۔ اس رات اس نے مجھے آواز دے کر بلایا اور ایک گلاس شربت لانے کو کہا۔ میں نے اس گلاس میں زہر ملا دیا ، اور۔۔۔جمیل اکبر اپنے انجام تک پہنچ گیا۔

ہیر نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت و بے یقینی کا سمندر تھا۔ تو کیا یہ وہ شخص تھا جس کی وجہ سے یہ سب شروع ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے میں نے اپنے باپ کو کھویا ، ان سب کی وجہ یہ ہے

ہیر کا سر گھوما تھا۔

مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ یہ معاملہ آپکے سر پہ آ گرے گا۔ اخبار پڑھ کر جتنی حیرت آپکو ہوئی اتنی ہی حیرت مجھے بھی ہوئی تھی۔ سلطان کا اندازہ تھا کہ یہ سب آپ نے کروایا تھا۔ اس نے ایسا کیوں کیا یہ وہ اور آپ ہی بہتر جان سکتے ہیں۔ میں اپنی نامکمل زندگی شروع کر چکا تھا۔ میں نے اپنی تعلیم مکمل کی اور وکالت شروع کردی۔ مجھے لگا تھا کہ میں ماضی پر مٹی ڈال چکا ہوں مگر۔۔۔ایک خبر میں نے پڑھی آپکے والد کے قتل کی میں جانتا تھا کہ یہ سب کو نے کروایا تھا۔ میں سلطان کو مجرم سمجھتا تھا ۔ صرف میں ہی نہیں میرے ڈیپارٹمنٹ کا ہر وکیل یہ جانتا تھا۔ مگر میری طرح باقی سب بھی خاموش تھے۔

ہیر کی آنکھوں میں پانی آ رہا تھا۔ اور کا بولا جانے والا ایک ایک لفظ اس پہ پہاڑ توڑ رہا تھا۔

اور پھر مجھے معلوم ہوا کہ آپنے سلطان کا قتل کر دیا ، اور پھر آپکو سزا ہو گئ۔ مجھ پر ایک بوجھ آ پڑا تھا ۔ ان سب کی شروعات میں نے کی تھی ، آپ بے

قصور تھیں، یہ سب کیا دھڑا میرا تھا۔ مگر میں اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ میں تین سال تک خاموش رہا ، میں چاہ کر بھی اعتراف نہیں کر سکتا تھا ، میں مجرم تھا اور میری سزا آپ بھگت رہی ہیں۔اس حقیقت کو خان کر جینا بہت۔۔۔۔بہت مشکل تھا۔ میں خاموش رہا یہ سوچ کر کے میری بہن کی زندگی اس سے متاثر ہوگی ۔ اور اب میں اپنے خاندان کے آخری درد کو دکھ دینے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔

ہیر غائب دماغی سے اس کی باتیں سن رہی تھی، وہ اسکے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

مگر میری وجہ سے کسی اور انسان کی زندگی تباہ ہو رہی ہے ، میری وجہ سے کسی اور کی بیٹی سلاخوں کے پیچھے ہے، میری وجہ سے کسی اور نے اپنے خاندان کے فرد کو کھویا ہے۔ مجھ سے یہ سب برداشت نہیں ہوا ۔ اور اب میں یہاں آپکے سامنے بیٹھا ہوں، اپنے جرم کا اعتراف کر رہا ہوں۔

وہ کچھ دیر خاموش ہوا۔ پھر بولا۔

۔۔۔آپ کو کچھ نہیں کہنا

اس نے حیرانی سے آگے جھکتے ہوئے کہا۔

ہیر سرخ آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں کہنا ہے مجھے تم سے مگر میں کیا کہوں! تمہاری وجہ سے میں نے اپنے باپ کو کھو دیا، تمہاری وجہ سے میں ان سلاخوں کے پیچھے ہوں، تمہاری وجہ سے میں روشنی سے اندھیرے میں آئی ہوں، تمہاری وجہ سے میں اس کنوے میں آ گری ہوں۔۔۔اور تم پوچھ رہے ہو کہ مجھے کچھ کہنا ہے۔۔ میں کیا کہوں ۔۔۔میں کیا کہہ سکتی ہوں تم سے اب۔۔۔اور تم اتنا سب کچھ کرنے کے بعد مجھسے پوچھ رہے ہو کہ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے ہیر نے اپنا غصہ اپنے اندر رکھتے ہوئے سوچا مگر پھر سرد آہ بھر کے کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی۔

نہیں

لہجہ سرد تھا۔ ہیر نے اپنے قدم دروازے کی جانب کیے۔لیکن آزر کی آواز نے اس کے قدم روکے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں کل عدالت میں اقبال جرم کرونگا۔۔۔

ہیر نے واپس پلٹ کر آزر کو دیکھا جو اب کرسی سے اٹھ چکا تھا۔

میں اس بوجھ کے ساتھ مزید نہیں جی سکونگا ۔ ہاجرہ مر چکی ہے اور میرے پاس اب کھونے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ اسے کینسر تھا ، اور پتا ہے اس کی موت کا ذمہ دار بھی۔۔۔۔میں ہوں

آزر کی آواز بھڑائی تھی۔

میں کسی اور لڑکی کی زندگی تباہ کر کے اپنی بہن کی خیر مانگ رہا تھا۔ مجھے اللہ نے میری سزا دے دی ۔ اب میں اپنی سزا آپکو بھگتنے نہیں دونگا ۔۔۔امید ہے کہ تک آپکی رہائی ہو جائے گی

یہ کہتے ہوئے آزر باہر چلا گیا اور ہیر سن سی کھڑی دروازے کو دیکھتی رہی۔

اگلے دن آزر نے عدالت میں جمیل اکبر کے قتل کا ذمہ لے لیا تھا۔ اور کیس کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہیر کی سزا کو کم کردیا گیا تھا۔ ہیر کو مزید پانچ ماہ کے بعد رہا کرنے کا فیصلہ لکھ دیا گیا تھا۔

پانچ مہینے آنکھیں جھپکے گزر گئے تھے۔

آج ہیر کو رہائی ملنی تھی۔ وقت قریب آ چکا تھا۔ ہیر کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے سے نکال دیا گیا۔ اور اس وقت وہ پولیس سٹیشن کے ایک کمرے میں کھڑی تھی۔ گل نور ٹیبل پر جھکیں کاغزات پر سائن کر رہی تھیں۔ اور کچھ لمحوں کے گزرنے کے بعد ہیر اکمل خان گل نور کے ساتھ کار میں بیٹھی اپنے گھر کی جانب رواں دواں تھی۔

گھر کی دہلیز کو عبور کرتے اسے واقعی لگا تھا کہ آج کے بعد سے اسکی زندگی بدل جانے والی تھی۔ آج اسے لگا تھا کہ اس کی توبہ قبول ہو گئ تھی۔ خدا نے آزر کی صورت میں اپنا وسیلہ بھیجا تھا۔ اسے آج پہلی مرتبہ لگا تھا کہ آخر

کار وہ اندھیرے اور برائیوں کے کنوے سے باہر نکل آئ تھی۔ اسے اب اندازہ ہوا تھا کہ یہ خدا کی طرف سے دیا گیا ایک موقع تھا، ایک موقع اپنی زندگی کو بہتر کرنے کا، ایک موقع روشنی کے راستے پر چلنے کا، اک موقع اللہ کے احکامات پورے کرنے کا۔

تو ہیر اب تم نے آگے کا کیا سوچا ہے ۔۔۔میرا مطلب اب تم آگے کیا کروگی

لان میں بیٹھی گل نور ہاتھ میں چائے کا پیالہ لیے سامنے بیٹھی ہیر دے پوچھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا کرنا چاہیے مجھے آپ بتائیں

اس نے گل نور کی طرف دیکھا۔

تمہاری مرضی ۔۔۔تم چاہو تو اپنا بزنیس پھر سے شروع کر سکتی ہو ، یا پھر اپنا سوشل ورک دیکھ لو، یا پھر کچھ بھی جو تم کرنا چاہو ۔۔۔۔تم اپنے والد کے دوست، آ ممممم ۔۔کیا نام تھا انکا ۔۔ہاں! قیوم صاحب ، تم ان کی کمپنی میں بھی کام کر سکتی ہو

چائے کا سپ لیتے ہوئے گل نور نے بات مکمل کی۔

یاں پھر میں آپکے ساتھ چل کے آپکے مدرسے میں بھی کوئ کام کر سکتی ہوں

اپنی بائیں آنکھ کو مکمل کھولتے ہوئے اس نے شوخ انداز میں کہا۔

۔ گل نور نے حیرت سے ہیر کو دیکھا جیسے یقین دہانی کرنا چاہ رہی ہوں

کیا۔۔۔کیا میں اس قابل نہیں ہوں ... یا پھر۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

گل نور ہیر کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

تو کیا خیال ہے

ہیر سوالیہ نظروں سے ان کو دیکھتے ہوئے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

!خوش آمدید میری بیٹی

گل نور آنکھوں میں نمی لیے باہیں پھیلاتے ہوئے بولی اور ہیر گرم جوشی سے ان کے گلے لگ گئی۔

کبھی کبھی ہمیں لگتا ہے کہ ایک مکمل زندگی میں صرف خوشیاں ہی ہوتی ہیں، کوئی غم ، کوئی آزمائش نہیں ہوتی ۔۔۔انسان کے چہرے پر چوبیس گھنٹے مسکان ہی رہتی ہے مگر ہم بہت غلط ہوتے ہیں۔ مسکرانے کا اصل مزہ ہی رونے کے بعد آتا ہے، انعام کا اصل مزہ ہی آزمائش کے بعد آتا ہے ، خوشی کا اصل مزہ ہی غم کے بعد آتا ہے۔

ہیر ایک کمرے میں سر کو ڈوپٹے سے اچھی طرح ڈھانپے چھوٹی بچیوں کو ناظرہ پڑھا رہی تھی۔

ہم خدا سے لو لگانا چاہتے ہیں ۔ مگر پھر جہاں زرا سی بھی آزمائیش آتی ہے ہم فورا شکووں کی ایک لمبی لسٹ تیار کر کے خدا کے سامنے حاضر ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں امتحان عاشق کا لیا جاتا ہے ، منافق کا نہیں۔ اس کا امتحان تو ہو ہی نہیں سکتا۔ آزمائیش میں اس انسان کو ڈالا جاتا ہے جسکے دل میں رب بستا ہو۔

شام کے وقت ہیر گل نور سے قرآن پاک بمعہ ترجمہ سن رہی تھی ۔ قرآن کی ایک ایک آیت اسکا دل پگلا رہی تھی۔

زندگی اسی کا نام ہے ۔ اندھیروں میں گھرے ہوئے انسان کا اپنے رب کو پکارنا۔ اور جو اسے نہیں پکارتے درحقیقت وہ زندگی جیتے ہی نہیں۔ ہم ہمیشہ انسانوں سے امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہوتے ہیں اور ان امیدوں کا انجام آخر میں ٹوٹنا ہی ہوتا ہے۔ انسانوں سے وابستہ امیدیں ٹوٹتی، رب سے وابستہ امید کبھی بھی نہیں ٹوٹتی۔

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول۔ ناولٹ۔ افسانہ۔ کالم۔ آرٹیکل۔ شاعری۔ پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews